عمران سیریز
مظہر کلیم ایم۔اے
کارس پوائنٹ

ملتان سے نوید اقبال خان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول واقعی شاہکار ہوتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی جس طرح اپنے ملک کے خلاف ہونے والی سازشوں کے خلاف کام کرتے ہیں تو ان کی کارکردگی حوصلے اور جذبے دیکھ کر ان پر رشک آتا ہے۔ ہماری بھی خواہش ہے کہ ہم بھی اپنے ملک کی اسی انداز میں خدمت کر سکیں۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہمیں بھی اپنے ملک کی سیکرٹ سروس میں شامل ہونے کا طریقہ کار بتا دیں۔ ہم آپ کے احسان مند رہیں گے"۔

محترم نوید اقبال خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ملک کی خدمت کرنے کے لئے صرف سیکرٹ سروس میں شمولیت ہی ضروری نہیں ہوتی اور بھی بے شمار طریقے ہیں۔ آپ ساتھی مل کر سماجی برائیوں کے خلاف کام کر سکتے ہیں۔ غریبوں، معذوروں اور بے بس افراد کی بے لوث مدد کر سکتے ہیں۔ ویسے ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے کہ عمران خود بھی تو سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہے۔ اس کے باوجود بقول آپ کے اس کا کردار قابل رشک ہے۔ تو اس طرح آپ اپنے کردار کو بھی دوسروں کے لئے قابل رشک بنا سکتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران سیڑھیاں چڑھ کر جب اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ دروازے کے باہر تقریباً دس گیارہ سال کا ایک بچہ کھڑا تھا۔ اس نے نیکر اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ پیروں میں جوگر تھے۔ بالوں میں کنگھا بھی کیا ہوا تھا لیکن سب سے حیرت انگیز چیز جو عمران کو نظر آئی تھی وہ اس کی آنکھوں پر موجود نظر کا چشمہ تھا اور چشمے کے شیشوں کی ہیئت بتا رہی تھی کہ بچے کی نظر بے حد کمزور ہے۔

"سلام انکل"...... بچے نے عمران کو دیکھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔ کون ہو تم بیٹے اور یہاں کیوں کھڑے ہو"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انکل سلیمان کے پاس آیا تھا لیکن انکل موجود نہیں ہیں۔ ان کا

انتظار کر رہا ہوں"...... لڑکے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
عمران نے مخصوص جگہ سے چابی اٹھا کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہونے لگا۔

"آؤ اندر آجاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا اور کیا کام ہے تمہیں"۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ انکل۔ میرا نام افضل ہے"...... لڑکے نے جواب دیا۔

"بیٹھو افضل اور اب مجھے بتاؤ کہ تم کیوں سلیمان کا انتظار کر رہے ہو۔ کیا کام ہے اس سے"...... عمران نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابو کو دوائیں بھجوانی تھیں اور میں اکیلا جا نہیں سکتا"۔ لڑکے نے دھیمے سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہارے ابو بیمار ہیں کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی بیمار نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ حادثہ پیش آیا ہے۔ ان کی دونوں ٹانگیں اور ایک بازو ٹوٹ گیا ہے"...... بچے نے قدرے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"حادثہ۔ کیا کار کا حادثہ ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں انکل۔ ابو چھت پر کام کر رہے تھے کہ گر گئے"۔ بچے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کب ہوا ہے یہ حادثہ"...... عمران نے کہا۔

"جی ایک مہینہ تو ہو گیا ہو گا"...... افضل نے جواب دیا۔

"دوائیں کہاں ہیں جو تمہارے ابو کو بھجوانی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دادی کے پاس ہیں"...... لڑکے نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"دادی۔ کیا مطلب"...... عمران نے نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"ہمارے گھر میں ہماری ایک دادی ہے اور ایک میری بلی ہے بس ایک میں۔ ابو بتاتے ہیں کہ میری امی میرے پیدا ہونے پر فوت ہو گئی تھیں"...... بچے نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو بچہ بے اختیار چونک پڑا۔

"شاید تمہارے سلیمان انکل آئے ہیں"...... عمران نے کہا تو بچے کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ارے۔ افضل تم اور یہاں۔ خیریت"...... سلیمان نے عمران کو سلام کر کے افضل سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ افضل کو دیکھ کر ہی رکا تھا۔

"انکل۔ دادی آپ کو بلا رہی ہیں۔ دوائیں بھجوانی ہیں ابو کو"۔ افضل نے جواب دیا۔

"لیکن دوائیں تو میں دوپہر کو دے آیا تھا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"دادی اماں کو کسی ہمسائے نے دوا دی ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ دوا ابو کو دے دی جائے تو ابو کی ٹانگ کاٹنی نہ پڑے گی۔ اس لئے دادی نے مجھے کہا کہ میں جا کر آپ کو بلا لاؤں۔ پلیز انکل۔ وہ دوا ابو کو دے دیں تاکہ ابو کی ٹانگ بچ جائے "...... افضل نے انتہائی گلو گیر لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں یہ سامان رکھ آؤں"...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"تمہارے ابو کس ہسپتال میں ہیں اور کس طرح حادثہ ہوا ہے"...... عمران نے سلیمان کے جانے کے بعد پوچھا۔

"سول ہسپتال میں ہیں۔ مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ ابو چھت سے گر گئے ہیں۔ ان کی دونوں ٹانگیں اور ایک بازو ٹوٹ گیا ہے۔ ٹھیکیدار نے انہیں ہسپتال میں داخل کرا دیا اور پھر کچھ دن تو وہ آتا رہا اور پھر نہ آیا اور اب ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ابو کی ایک ٹانگ کاٹنی ہو گی اور ابو ہمیشہ کے لئے لنگڑے ہو جائیں گے"...... افضل نے انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ مہربانی کرے گا۔ اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ آؤ تم میرے ساتھ چلو"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ انکل سلیمان۔ وہ"...... بچے نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی آجائے گا۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا تو سلیمان بھی وہاں آگیا۔

"صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں"...... سلیمان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران کے پیچھے چلنے والے افضل کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"بے فکر رہو افضل۔ اللہ تعالیٰ مہربانی کرے گا"...... سلیمان نے کہا اور افضل نے اس طرح اثبات میں سر ہلایا جیسے اسے سلیمان کی بات پر مکمل یقین ہو۔

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں"...... عمران نے گیراج کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"صاحب کیا بتاؤں۔ یہاں تو ہر طرف ایسے ہی دکھ درد پھیلے ہوئے ہیں"...... سلیمان نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ افضل بڑی حیرت بھری نظروں سے گیراج میں موجود نئے ماڈل کی سپورٹس کار کو دیکھ رہا تھا۔ عمران نے کار باہر نکالی اور پھر نیچے اتر کر اس نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور افضل کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"مم۔ مم۔ میں۔ مگر"...... افضل نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے انکل کی کار ہے اس لئے تمہاری کار ہوئی۔ بیٹھو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میری کار۔ نہیں۔ میرے پاس تو کھلونا کار بھی نہیں ہے۔ وہ چابی سے چلنے والی کار۔ یہ اتنی بڑی کار میری کیسے ہو سکتی ہے"۔ افضل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو افضل۔ وقت مت ضائع کرو"...... سلیمان نے کہا تو افضل جلدی سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سلیمان نے دروازہ بند کیا اور خود وہ عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران اس دوران گیراج کا پھاٹک بند کر کے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کہاں ہے افضل کا گھر"...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سامنے والے محلے میں۔ آپ سائیڈ چوک سے دائیں ہاتھ پر کار موڑ لیں۔ پھر آگے مسجد کے پاس روک دیں۔ میں جا کر دوائیں لے آؤں گا"...... سلیمان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلایا اور کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار مسجد کے قریب لے جا کر روک دی تو سلیمان نیچے اترا۔ افضل کار کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس سے دروازہ نہ کھل رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔

"شکریہ انکل"...... افضل نے کہا اور نیچے اتر کر وہ سلیمان کے ساتھ آگے ایک گلی کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور

ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ افضل کا یہ فقرہ اس کے ذہن پر کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا کہ اس کے پاس تو کھلونا کار بھی نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان افضل کے ساتھ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک شاپر تھا جس میں شاید دوائیں تھیں۔

"چلیں صاحب۔ سول ہسپتال جانا ہے"...... سلیمان نے اس بار افضل کو اپنے ساتھ عقبی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار سول ہسپتال کی مخصوص پارکنگ میں روک دی اور پھر وہ افضل اور سلیمان کے ساتھ سول ہسپتال میں داخل ہو کر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ ایک بڑے سے ہال میں پہنچا تو وہاں ایک بیڈ پر ایک آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اس کے سینے تک کمبل تھا۔ اس کی عمر تو زیادہ نہ تھی لیکن اس کے چہرے پر جھریاں اس قدر تھیں جیسے وہ سینکڑوں برس کا بوڑھا ہو۔ افضل دوڑتا ہوا اس کے پاس گیا اور اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ اس آدمی نے ایک ہاتھ کمبل سے نکالا اور انتہائی محبت بھرے انداز میں افضل کے سر پر پھیرنا شروع کر دیا۔

"السلام علیکم"...... عمران نے قریب جا کر کہا تو اس آدمی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"وعلیکم السلام جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کے استقبال کے لئے اٹھ نہیں سکتا"...... اس آدمی نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابو۔ یہ سلیمان انکل کے صاحب ہیں۔ ان کے پاس بہت خوبصورت اور چمکتی ہوئی کار ہے اور انکل کہتے ہیں کہ یہ کار میری ہے"...... افضل نے انتہائی معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو افضل کے ابو نے بے اختیار ایک ٹھنڈا سانس لیا۔

"یہ ان کی مہربانی ہے افضل۔ اچھے لوگ ابھی دنیا میں ناپید نہیں ہوئے۔ ہم تو سلیمان صاحب کے احسان کبھی نہیں اتار سکیں گے۔ انہوں نے میری اپنوں سے بھی بڑھ کر خدمت کی ہے اور جناب آپ نے یہاں تشریف لا کر تو مجھے خرید لیا ہے"...... افضل کے ابو نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے ساتھ یہ سب کیسے ہوا"...... عمران نے کہا۔ چونکہ وہاں کوئی کرسی وغیرہ نہ تھی اس لئے وہ سب کھڑے تھے۔

"میرا نام قادر علی ہے۔ میں نے بی کام کیا ہوا ہے۔ میں محکمہ تعمیرات میں سب اکاؤنٹنٹ بھرتی ہو گیا لیکن میری والدہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ میں کبھی حرام روزی نہ کماؤں اس لئے میں نے ہمیشہ اس سے اجتناب کیا لیکن محکمے میں اوپر سے نیچے تک سب لوگ اس میں بری طرح ملوث تھے۔ وہ سب مجھ سے جلتے تھے اور مجھے اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھتے تھے۔ پھر انہوں نے مل کر ڈرامہ کھیلا اور مجھ پر رشوت ستانی کا جھوٹا مقدمہ کرا دیا۔ انہوں نے میری میز کی دراز میں نوٹ رکھ دیئے اور مجھ پر چھاپہ لگوا دیا۔ میں لاکھ کہتا رہا کہ مجھے تو ان

[illegible] معاملات کا علم نہیں۔ میں نہ شکایت کرنے والے کو جانتا [illegible] نہ مجھے کسی دوسری بات کا علم ہے لیکن میری کسی نے نہ [illegible] میرے خلاف شہادتیں بھی مضبوط تھیں۔ اس لئے مجھے چار [illegible] سزا دے دی گئی اور میں جیل چلا گیا۔ یہ افضل اس وقت [illegible] جب میں جیل میں تھا۔ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی میری [illegible] بھی وفات پا گئی۔ میرے والد کی دو دکانیں تھیں جو کرائے پر [illegible] ہوئی تھیں۔ ان سے کرایہ آتا رہا اور میری والدہ میرے دو بچوں [illegible] رہیں۔ جب میں سزا کاٹ کر باہر آیا تو میں نے نوکری حاصل [illegible] کی بے حد کوشش کی لیکن چونکہ میں سزا یافتہ تھا اس لئے کسی [illegible] مجھے نوکری نہ دی اور پھر مجھے ایک تعمیراتی ٹھیکیدار کے پاس [illegible] منشی مجبوراً کام کرنا پڑا۔ مزدوروں اور سامان کا حساب کتاب [illegible] انہیں مزدوری وغیرہ بانٹنا میرا کام تھا۔ بہرحال ہمارا گزارہ [illegible] ایک روز میں ایک زیر تعمیر چھت پر کھڑا سامان کی فہرست [illegible] رہا تھا کہ اس چھت کو سہارا دینے والا ایک شہتیر ٹوٹ گیا اور چھت نیچے آ گری۔ میں بھی نیچے گر گیا اور میری دونوں ٹانگیں اور [illegible] ٹوٹ گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ مجھے ہوش آیا تو میں [illegible] ہسپتال میں تھا۔ ٹھیکیدار چند روز آتا رہا اور پھر اس نے بھی آنا [illegible] دیا۔ میری بوڑھی والدہ بے چاری یہاں آتی رہیں پھر اللہ تعالیٰ نے سلیمان صاحب کی شکل میں فرشتہ بھجوا دیا۔ تب سے سلیمان [illegible] یہاں آکر میری خبر گیری کر جاتے ہیں۔ ادویات وغیرہ بھی

پہنچا دیتے ہیں کیونکہ یہاں تو اسپرین کی گولی تک نہیں ملتی۔ اب ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میری دائیں ٹانگ کا زخم خراب ہوتا جا رہا ہے اس لئے یہ ٹانگ کاٹنا پڑے گی"...... قادر علی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ابو۔ دادی اماں نے سلیمان انکل کے ہاتھ دوا بھیجی ہے۔ داد اماں کا کہنا ہے کہ آپ جب یہ دوا کھا لیں گے تو آپ کی ٹانگ نہیں کٹے گی"...... افضل نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو ورنہ میں تو جیتے جی مر جاؤں گا"...... قادر علی نے کہا۔

"سلیمان تم یہاں رکو۔ میں فون کر کے آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس نے ہسپتال کے جو حالات دیکھے تھے اس سے اسے انتہائی مایوسی ہوئی تھی۔ ہسپتال میں صفائی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ہر طرف گندگی کے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔ ڈاکٹر اور نرسیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ مریض بے چارے لاوارثوں کی طرح پڑے کراہ رہے تھے لیکن کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہسپتال سے باہر آیا اور پھر ہسپتال سے باہر موجود ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر اس میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سر سلطان سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان۔ ان دنوں سیکرٹری وزارت صحت کون ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت صحت رانا تنویر احمد ہیں۔ کیوں۔ کیا بات ہے۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔ خیریت ہے"...... سر سلطان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میں سول ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ یہاں ایک مریض قادر غنی کی عیادت کرنے آیا تھا لیکن یہاں کے حالات دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ اس سیکرٹری وزارت صحت کو گولی سے اڑا دوں۔ یہ خود تو شاندار دفاتر میں بیٹھے رہتے ہیں جبکہ یہاں مریض لاوارثوں کے انداز میں پڑے کراہتے رہتے ہیں۔ نہ کوئی دوا ملتی ہے اور نہ کوئی ڈاکٹر اور نہ ہی کوئی انہیں اٹنڈ کرتا ہے۔ ہر طرف گندگی کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کا قہر نازل نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا۔ ہم جو اس طرح اپنے فرائض سے لاپرواہی برتتے ہیں۔ عوام کے پیسوں سے بڑی بڑی تنخواہیں لیتے ہیں۔ بڑی بڑی گاڑیوں پر چڑھے پھرتے ہیں اور یہاں عوام کی حالت اس قدر ابتر ہے کہ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں

ہے۔ آپ بھی پہنچیں یہاں سول ہسپتال میں اور رانا تنویر احمد کو
بھی ساتھ لے آئیں ورنہ"...... عمران نے واقعی انتہائی جذباتی او
غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں عمران بیٹے۔ تم جو کچھ کہہ رہے
ہو وہ درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں انہیں فون کر دیتا ہوں۔ ویسے
یہ بتا دوں کہ یہ رانا تنویر احمد وہی ہیں جو پہلے وزارت صنعت میں
سیکرٹری تھے اور تمہارے والد کے ان سے خاندانی تعلقات ہیں اس
لئے تم پلیز ان کی بے عزتی نہ کر دینا۔ بہرحال جیسے تم چاہتے ہو ویسے
ہی ہو جائے گا"...... سر سلطان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جو بھی ہیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ انہیں لے
کر یہاں پہنچیں۔ ابھی اور اسی وقت"...... عمران نے پہلے کی طرح
غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے
واقعی سول ہسپتال کی حالت دیکھ کر انتہائی دکھ پہنچا تھا۔ وہ سوچ رہا
تھا کہ اگر ملک کے دارالحکومت میں سول ہسپتال کا یہ حال ہے تو پھر
دور دراز کے علاقوں اور دیہاتوں میں کیا حالت ہو گی۔ وہ واپس
ہسپتال کے اندر جانے کی بجائے وہیں مین گیٹ کے قریب جا کر
رک گیا۔ ابھی وہ کھڑا ہی ہوا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی اس کے
قریب آ گیا۔

"آپ کا کوئی مریض ہے یہاں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں"...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپریشن کیس ہے"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے
ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں"...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ شخص
کیوں اس انداز میں ہمدردی جتا رہا ہے۔

"آپ مجھے اچھے صاحب حیثیت آدمی لگتے ہیں۔ آپ کیوں اپنے
مریض کو یہاں مروانے کے لئے لے آئے ہیں۔ آپ اپنے مریض کو
[illegible]ت ہسپتال میں داخل کرائیں۔ وہاں بہترین ڈاکٹر اور بہترین
علاج ہے۔ میں وہاں اپنا آپریشن کرا چکا ہوں ورنہ سول ہسپتال کے
ڈاکٹروں نے تو مجھے قبر میں پہنچا دیا تھا۔ ویسے میرے وہ واقف بھی
ہیں۔ میں رعایت بھی کرا دوں گا۔ آئیے میرے ساتھ۔ اپنے مریض
کی زندگی بچا لیں"...... اس آدمی نے کہا تو عمران نے بے اختیار
ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر اب حقیقی حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ اور کس کس ہسپتال سے آپریشن کرا چکے ہیں"...... عمران
نے کہا۔

"میں آپ کی ہمدردی میں کہہ رہا تھا جناب۔ آپ مجھے شکل و
صورت سے شریف آدمی لگ رہے ہیں جناب مگر آپ مجھ پر طنز کر
رہے ہیں۔ میں تو صرف نیکی کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ آپ

فوراً مریض کو کسی اچھے ہسپتال میں داخل کرائیں۔ یہاں کیا ہے سوائے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے"...... اس آدمی نے کہا۔

"حیرت ہے کہ اب مریض بھی بکنے لگ گئے ہیں اس ملک میں۔ اخلاقی انحطاط نجانے کہاں تک پہنچے گا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سر سلطان کی کار ہسپتال کے مین گیٹ میں داخل ہوئی اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگی۔ کار کے باہر پاکیشیا کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ کار عمران کے قریب آکر رکی اور سر سلطان دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ہسپتال کے اندر سے چار ڈاکٹر تیزی سے باہر نکلے اور سر سلطان کی طرف بڑھنے لگے۔

"کہاں ہے تمہارا مریض"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بھی شاید ان صاحب کی طرح۔ ارے کہاں گیا۔ ابھی تو یہاں موجود تھا"...... عمران نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ آدمی شاید سرکاری اور جھنڈا لہراتی کار کو عمران کے قریب آتے دیکھ کر غائب ہو گیا تھا۔

"کس کی بات کر رہے ہو"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ڈاکٹروں کے سلام کا جواب دیا۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر تھا جبکہ باقی نوجوان تھے۔ ان سب کے چہروں پر پریشانی ابھر آئی تھی۔

"ابھی ایک صاحب مجھے کہہ رہے تھے کہ میں اپنے مریض کو اس کے ذریعے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کراؤں۔ وہاں بہترین علاج ہو گا۔ میں سمجھا کہ آپ بھی یہی دھندہ کرتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ نہ موقع دیکھتے ہو نہ وقت"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈاکٹروں کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا نام سلطان ہے اور میں وزارت خارجہ میں سیکرٹری ہوں"...... سر سلطان نے ادھیڑ عمر ڈاکٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی۔ جناب۔ میرا نام ڈاکٹر اسلم ہے اور میں انچارج ہوں۔ یہ میرے ساتھ موجود ڈاکٹر ڈیوٹی پر ہیں جناب۔ آپ نے فون پر ہی حکم کر دیا ہوتا جناب۔ آپ نے خود کیوں تکلیف فرمائی ہے"...... ڈاکٹر اسلم کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"مجھے حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ میں سیکرٹری صحت رانا تنویر احمد کو بھی ساتھ لے آؤں لیکن ان کی خوش قسمتی ہے کہ وہ بیرون ملک دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ بہرحال میں نے اسسٹنٹ سیکرٹری محمد صادق صاحب کو حکم دے دیا ہے کہ وہ یہاں پہنچ جائیں"۔ سر سلطان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک اور کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور سر سلطان کی کار کے عقب میں آکر کھڑی ہو گئی۔ کار میں سے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر نکلا اور تیزی سے سر سلطان کی طرف بڑھنے لگا۔

"سر۔ میرا نام محمد صادق ہے۔ آپ نے حکم دیا تھا اس لئے حاضر ہو گیا ہوں سر۔ حکم فرمائیں۔ کیا کوئی ایمرجنسی ہے"...... آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ علی عمران ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی اور میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ چیف اگر چاہیں تو آپ اور مجھے تو کیا اپنے حکم سے صدر مملکت کو بھی استعفیٰ دینے پر مجبور کر سکتے ہیں اور عمران نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں رانا تنویر صاحب کو ساتھ لے کر یہاں پہنچوں اور خود آ کر یہاں کے حالات دیکھوں کہ یہاں کتنی گندگی ہے اور کس طرح مریضوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے"...... سر سلطان نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب۔ کیا آپ کی ڈیوٹی یہی ہے کہ آپ اپنے آفس میں بیٹھ کر فائلوں کا پیٹ بھرتے رہیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ملک کے ہسپتالوں کی کیا حالت ہے۔ آپ کتنی بار یہاں آ چکے ہیں۔ بتائیں"...... عمران نے اس بار اسسٹنٹ سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں حقیقی غصہ تھا۔

"جناب۔ ہم نے ہسپتالوں کو بہتر بنانے کے لئے اور یہاں کے حالات کار کو اچھا کرنے کے لئے باقاعدہ پلاننگ کر لی ہے اور انشاء اللہ جلد ہی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں جناب"...... محمد صادق نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ جیسے افسران کے پاس ہر وقت یہی جواب ہوتا ہے کہ

منصوبے بنا رہے ہیں۔ پلاننگ تیار ہو رہی ہے یا بجٹ نہیں ہے۔ [illegible] رہی ہے۔ حالات بہتر ہو رہے ہیں لیکن اتنا طویل عرصہ گزر گیا ہے کسی ایک شعبے کے بھی حالات آج تک ٹھیک نہیں ہوئے۔ آئیں میرے ساتھ اور دیکھیں کہ کیا حال ہے دارالحکومت کے اس ہسپتال کا"...... عمران کا لہجہ مزید خشک ہو گیا تھا۔

"ج۔ جناب۔ میں انچارج ڈاکٹر کے خلاف ایکشن لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... اسسٹنٹ سیکرٹری نے کہا۔

"انچارج ڈاکٹر کیا کرے گا۔ جب آپ بجٹ ہی نہیں دیں گے تو کیا وہ خود اپنی تنخواہ میں سے صفائی کرائے گا یا ادویات خرید کر مریضوں کو دے گا۔ اس کی بجائے آپ کے خلاف کیوں نہ ایکشن لیا جائے۔ کافی عرصہ پہلے بھی مجھے ایسے ہی حالات میں اس ہسپتال میں آنا پڑا تھا اور میں نے اس وقت بھی سر سلطان اور اس دور کے سیکرٹری وزارت صحت کو کال کر کے یہاں کے حالات بہتر کرنے کا کہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ایسا ہو گیا ہو گا لیکن اب آ کر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا صرف وقتی طور پر کیا جاتا ہے مستقل طور پر نہیں"...... عمران نے اور زیادہ بھڑکتے ہوئے کہا تو اسسٹنٹ سیکرٹری کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ ڈاکٹروں کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ اسسٹنٹ سیکرٹری نے بے اختیار سر جھکا لیا۔ اس نے اس بار عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"عمران۔ تم اپنے مریض کو سپیشل ہسپتال میں منتقل کر دو۔

میں رانا تنویر احمد سے خود بات کروں گا۔ میں صدر صاحب سے بھی بات کروں گا اور پورے ملک کے ہسپتالوں کی حالت مستقل طور پر بہتر بنانے کی کوشش یقیناً ہو گی۔ یہ ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے ملک کے شہریوں کو مستقل سہولیات مہیا کی جائیں"۔ سرسلطان نے عمران کا غصہ بڑھتے دیکھ کر فوراً بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں صرف چند مریضوں کی بات نہیں کر رہا۔ یہاں موجود ہر مریض کے ساتھ بہتر اور اچھا سلوک ہونا چاہئے۔ میں ایک ہفتہ مزید دیکھوں گا۔ اگر ایک ہفتے میں ہسپتالوں کی حالت زار مستقل طور پر درست نہ کی گئی تو پوری وزارت صحت کو برطرف ہونا پڑے گا۔ آیئے میرے ساتھ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"صادق صاحب۔ سپیشل فنڈ جاری کرا کر فوراً یہ کام شروع کرائیں اور مستقل طور پر جاری رکھنے کی عملی منصوبہ بندی کریں ورنہ عمران صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں ویسا ابھی ہو سکتا ہے"۔ سرسلطان نے اسسٹنٹ سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... اسسٹنٹ سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ہسپتال میں داخل ہوئے تو عمران نے دیکھا کہ وہاں واقعی ایمرجنسی میں کام ہو رہا تھا۔ کمبل اور چادریں بدلی جا رہی تھیں۔ نرسیں اور ڈاکٹرز اس طرح بھاگ دوڑ رہے تھے جیسے ہسپتال میں موجود مریض وی آئی پی ہوں لیکن ظاہر

ہے اتنے کم وقت میں سوائے بھاگ دوڑ کے وہ اور کیا کر سکتے تھے۔

"واقعی یہاں اسی طرح بے پناہ گندگی ہے۔ جیسی میں نے پہلے تمہارے ساتھ دیکھی تھی۔ ویری بیڈ۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ مستقل طور پر کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ اس بار میں صدر صاحب سے خصوصی طور پر بات کروں گا"...... سرسلطان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموشی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ چلتے چلتے اچانک وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا ہوا"...... اس کے ساتھ چلتے ہوئے سرسلطان نے رک کر کہا اور عمران نے سر جھٹکا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ اس نے سرسلطان کو کوئی جواب نہ دیا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ اس بیڈ کے پاس پہنچ گئے جہاں قادر علی لیٹا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ سلیمان اور افضل موجود تھے۔ سلیمان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سرسلطان کو سلام کیا۔

"یہ قادر علی ہے جناب جس کے بارے میں آپ کو میں نے بتایا تھا"...... عمران نے قادر علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ قادر علی کے چہرے پر بے پناہ حیرت نمایاں تھی۔ اس نے لیٹے لیٹے سرسلطان اور سب کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"قادر علی یہ سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان ہیں اور یہ اسسٹنٹ سیکرٹری صحت محمد صادق صاحب ہیں۔ آپ بے فکر رہیں اب آپ کا علاج نہ صرف اعلیٰ پیمانے پر ہو گا بلکہ آپ جلد صحت یاب بھی ہو جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ۔جی ۔جناب ۔آپ کی مہربانی ہے جناب"....... قادر علی سے کچھ کہا نہ گیا تو اس نے رک رک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔

"آپ بے فکر رہیں قادر علی صاحب۔ نہ صرف آپ کا علاج ہو گا بلکہ آپ کی وجہ سے یہاں موجود تمام مریضوں کی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ ڈاکٹر اسلم صاحب۔ آپ نے قادر علی صاحب کے علاج میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی"....... سر سلطان نے ڈاکٹر اسلم سے کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔

"آیئے ۔آفس میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں"....... سر سلطان نے مڑتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اسلم نے اپنے ساتھی ڈاکٹروں سے آہستہ سے کچھ کہا اور پھر سر سلطان کے پیچھے چل پڑا۔

"سلیمان۔ تم بچے کو ساتھ لے کر واپس جاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔ اس کی دادی کو بھی تسلی دینا۔ اب قادر علی صاحب جلد ہی ٹھیک ہو کر گھر پہنچ جائیں گے اور پھر ان کے لئے بہتر روزگار کا بھی بندوبست ہو جائے گا"....... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"افضل بیٹے ۔بے فکر رہو۔ تمہارے ابو جلد ٹھیک ہو جائیں گے اور جس روز یہ ٹھیک ہوں گے تمہاری دعوت ہو گی اور اس میں تمہیں تمہاری پسند کے کھلونے بھی ملیں گے"....... عمران نے اس بار افضل کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر

۔سلطان کی طرف بڑھ گیا جو اس کی وجہ سے رک گئے تھے۔ ڈاکٹر اسلم اور اسسٹنٹ سیکرٹری ان کے ساتھ ہی تھے۔

"آپ آفس چلیں ۔ میں ڈاکٹر اسلم صاحب سے چند باتیں کر کے بھی رہا ہوں"....... عمران نے سر سلطان سے کہا اور سر سلطان سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"ڈاکٹر اسلم۔ آپ میرے ساتھ آئیں"....... عمران نے ڈاکٹر اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی صاحب"....... ڈاکٹر اسلم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران اسے ساتھ لے کر واپس اس راہداری میں آیا جہاں سے گزر کو قادر علی کے پاس پہنچے تھے۔ وہاں پہنچ کر عمران ایک وارڈ کی طرف مڑ گیا اور پھر ایک بیڈ کے پاس پہنچ کر رک گیا جہاں ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

"اس کا کیا ریکارڈ ہے"....... عمران نے ڈاکٹر اسلم سے مخاطب ہو کر اس مریض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا ریکارڈ دیں مجھے"....... ڈاکٹر اسلم نے وہاں موجود ایک لیڈی ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ تیزی سے ایک طرف گئی اور چند لمحوں بعد وہ ایک فائل اٹھائے واپس آئی اور اس نے فائل ڈاکٹر اسلم کی طرف بڑھا دی۔

"جناب۔ اس آدمی کو تین روز ہو گئے ہیں یہاں آئے ہوئے ۔ یہ روڈ کے ایک حادثے میں زخمی ہوا تھا۔ کار والے اسے یہاں پہنچا کر

چلے گئے۔ یہ تب سے بے ہوش ہے۔ اس کے سر پر چوٹ آئی ہے"...... ڈاکٹر اسلم نے رپورٹ دیکھ کر بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کے لباس میں سے کیا نکلا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ج۔ج۔جی وہ تو سٹور کیپر کے ریکارڈ میں ہو گا۔ آپ آفس میں تشریف رکھیں میں معلوم کر کے وہیں حاضر ہو جاتا ہوں"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

"جو سامان بھی ہو وہ وہیں آفس میں لے آئیں"...... عمران نے کہا اور واپس راہداری کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس میں پہنچ گیا۔ سر سلطان اور اسسٹنٹ سیکرٹری وہاں موجود تھے۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ اب بے شک آپ تشریف لے جائیں اور ہاں صادق صاحب میری ایک بات یاد رکھیں۔ ایک ہفتے کے اندر اندر یہاں حالات انتہائی بہتر نظر آنے چاہئیں اور مستقل طور پر ایسا ہونا چاہئے اور آپ نے کسی ڈاکٹر کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لینا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کہیں"...... اسسٹنٹ سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود خیال رکھوں گا۔ آئیے صادق صاحب"۔ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ اسسٹنٹ سیکرٹری کو ساتھ لے کر آفس سے باہر چلے گئے جبکہ عمران ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر اسلم اندر داخل ہوا۔

"بڑے صاحب چلے گئے ہیں"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے انہیں بھجوا دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ وہ یہاں کے کسی ڈاکٹر کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ ہم اپنی طرف سے تو کوشش کرتے ہیں مگر ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ اسے بہتر کیا جا سکے"۔ ڈاکٹر اسلم نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"وسائل تو آپ کو مہیا ہو جائیں گے ڈاکٹر اسلم۔ لیکن آپ نے ان وسائل کو ضائع نہیں ہونے دینا ورنہ پھر آپ کا بھی محاسبہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی آپ بے فکر رہیں۔ ایسا نہیں ہو گا"...... ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔

"آپ بتائیں کیا سامان نکلا ہے اس آدمی کی جیب سے"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر اسلم نے ہاتھ میں موجود ایک شاپر جس کا منہ بندھا ہوا تھا اور جس پر باقاعدہ سیل لگی ہوئی تھی عمران کی طرف بڑھا دیا۔ شاپر پر بیڈ نمبر اور وارڈ نمبر سرخ مارکر سے واضح طور پر لکھا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شاپر کھولا اور اسے میز پر پلٹ دیا۔ شاپر میں سے ایک پرس، ایک کی رنگ جس میں دو چابیاں اور ہوٹل گرینڈ کا ایک ٹوکن منسلک تھا اور ایک رومال اور ایک پاکٹ ڈائری نکلی۔ عمران نے پرس اٹھا

کر کھولا تو اس کے ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ پرس میں سوائے دو تین وزیٹنگ کارڈ اور دو تہہ شدہ کاغذوں کے اور کچھ نہ تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ پرس میں موجود رقم نکال لی گئی ہے لیکن وہ خاموش رہا کیونکہ ظاہر ہے کسی نے اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرنا تھا۔ عمران نے پرس میں موجود کارڈ اور کاغذ نکال کر انہیں دیکھا۔ کارڈ پر فیاض راحت کا نام اور پتہ موجود تھا۔ اس نے انہیں واپس پرس میں رکھ کر ڈائری اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ ڈائری پر بھی فیاض راحت کا نام موجود تھا۔ اس نے ڈائری رکھی اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ اسی لمحے ایک ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا جس میں کافی کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے اور دوسرا ڈاکٹر اسلم کے سامنے رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل گرینڈ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرینڈ ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر سے بات کرائیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مینجر گرینڈ ہوٹل بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اشفاق احمد صاحب میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا کیونکہ وہ مینجر اشفاق احمد سے اچھی طرح واقف تھا اور مینجر بھی اسے بخوبی جانتا تھا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"آپ کے ہوٹل کا کمرہ نمبر دو سو بارہ دوسری منزل کس کے نام بک ہے اور مزید کیا تفصیلات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کر کے بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو عمران صاحب۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد اشفاق احمد کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اس کا دل تو بہت چاہتا تھا کہ وہ اس فقرے کا کوئی مزاحیہ جواب دے لیکن وہ ڈاکٹر اسلم کے سامنے سنجیدہ ہی رہنا چاہتا تھا اس لئے اس نے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"کمرہ نمبر دو سو بارہ رچرڈ بارکسن کے نام بک ہے۔ یہ کمرہ آج سے آٹھ روز پہلے بک ہوا لیکن گزشتہ چار روز سے مسلسل بند

ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"رچرڈ بارکسن کے بارے میں کیا تفصیل ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"رچرڈ بارکسن کارمن کا باشندہ ہے اور سیاحت کی غرض سے پاکیشیا آیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کے کاغذات تو آپ کے پاس موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ضرور ہوں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آدمی ہوٹل بھیج رہا ہوں۔ وہ میرا نام لے گا۔ آپ اسے یہ کاغذات دے دیں"...... عمران نے کہا۔

"ان کی نقول کرا کر تو دی جا سکتی ہیں عمران صاحب۔ اصل تو نہیں دیئے جا سکتے۔ وہ تو قانون کے مطابق کمرہ خالی ہونے تک ریکارڈ میں رہیں گے اور پھر اس آدمی کو واپس کر دیئے جائیں گے"...... مینجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ نقول دے دیں"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر۔ میں کاؤنٹر پر کہہ دیتا ہوں۔ آپ کا نام جو صاحب آ کر لیں گے انہیں نقول مہیا کر دی جائیں گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے

شروع کر دیئے۔

"سپیشل ہسپتال"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صدیقی میں علی عمران بول رہا ہوں سول ہسپتال سے۔ یہاں ایک مریض داخل ہے جس کے سر پر چوٹ لگی ہے اور وہ مسلسل بے ہوش ہے۔ آپ ایمبولینس بھجوا دیں تاکہ وہ اسے سپیشل ہسپتال لے جا سکے۔ آپ نے اسے ہوش میں لے آنے کی کوشش کرنی ہے۔ باقی باتیں وہیں آ کر ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"اس آدمی کے بارے میں تفصیلات"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"آپ ایمبولینس بھجوا دیں۔ میں یہاں خود موجود ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر اسلم۔ سپیشل ہسپتال کی ایمبولینس ابھی پہنچ جائے گی۔ آپ باہر کہلوا دیں کہ وہ جیسے ہی آئے ہمیں اطلاع دی جائے اور اس مریض کو جو بے ہوش ہے آپ نے اس ایمبولینس پر بھجوانا ہے۔ آپ پلیز ہدایات دے دیں۔ اس کے بعد قادر علی کے سلسلے میں بات ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر۔ میں اس کی ڈسچارج سلپ بنوا دیتا ہوں"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران نے ایک بار پھر ڈائری اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے سب سامان کو دوبارہ شاپر میں ڈالا اور شاپر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے لمبے قد اور سمارٹ جسم کے نوجوان نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور سرخ رنگ کے بڑے بڑے پھولوں والی ٹائی لگا رکھی تھی۔

"اوہ گلوریا تم۔ آؤ۔ تم نے اپنے آنے کی کوئی اطلاع ہی نہیں دی"...... نوجوان نے دروازے سے اندر داخل ہوتی ہوئی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ لڑکی نے انتہائی شوخ رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے بال بوائے کٹ کے انداز میں تراشے ہوئے تھے۔ البتہ بالوں کا رنگ مہاگنی تھا جس کی وجہ سے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بیگ تھا۔

"میں آج ہی پہنچی ہوں ڈیر کی اور سب سے پہلے تمہارے آفس آئی

ہوں"..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔ بیگ اس نے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر کے اس نے کسی کو شراب لانے کا آرڈر دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"سناؤ کیسا رہا تمہارا ایڈونچر"..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاندار۔ دو بڑی تنظیمیں مقابلے پر تھیں۔ زبردست مقابلہ ہوا۔ آخرکار کامیابی سٹائلو کو ہی ملی"..... لڑکی جسے گلوریا کہا گیا تھا، نے بڑے ناز بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے اور قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے ملنی بھی چاہئے تھی۔ سٹائلو کا مقابلہ ہر ایک کے بس کا روگ تو نہیں ہے۔ بے چارہ ڈیرکی آج تک مقابلہ نہیں کر سکا تو دوسرا کوئی کیا کرے گا"..... ڈیرکی نے کہا اور لڑکی بڑی مترنم آواز میں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم میں تو مقابلے کی حس ہی نہیں ہے۔ فوراً ہتھیار پھینک دیتے ہو۔ کاش کبھی مقابلے پر اترتے تو تمہیں پتہ چلتا کہ سٹائلو کیا کرتی ہے"..... گلوریا نے ہنستے ہوئے کہا تو ڈیرکی بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں شراب سے بھرے دو جام موجود

تھے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک جام ان دونوں کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلی گئی تو ان دونوں نے جام اٹھائے اور منہ سے لگا لئے۔

"تم سناؤ ڈیرکی۔ کیا ہو رہا ہے آج کل"..... گلوریا نے ایک گھونٹ لے کر جام کو واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ایک بڑا کام ہو رہا ہے۔ اس کی فائل دیکھ رہا تھا"..... ڈیرکی نے کہا۔

"بڑا کام۔ کیا مطلب"..... گلوریا نے حیران ہو کر کہا۔

"ایشیا کا ایک ملک ہے پاکیشیا۔ وہاں کا مشن ہے"..... ڈیرکی نے کہا۔

"ایشیا کا ملک۔ وہاں کیا بڑا کام ہو سکتا ہے۔ پسماندہ ملکوں میں بڑا کام کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو"..... گلوریا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تمہارا کبھی کسی سیکرٹ ایجنسی سے ٹکراؤ ہوا ہے"..... ڈیرکی نے کہا۔

"ہاں۔ سٹائلو نے ایک مشن ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی کے خلاف مکمل کیا تھا۔ کیوں"..... گلوریا نے کہا۔

"یہ کام اس لئے بڑا ہے کہ اس کام میں پاکیشیا سیکرٹ سروس مداخلت کر سکتی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام ایسا ہے کہ بڑی بڑی بین الاقوامی تنظیمیں، سینڈیکیٹ اور سیکرٹ ایجنسیاں یہ نام

سنتے ہی کانپنے لگ جاتی ہیں"...... ڈیری نے کہا تو گلوریا بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

"تمہاری یہی ڈرامہ کرنے والی عادت تو مجھے پسند ہے کہ ہر بات میں ڈرامہ پیدا کر دیتے ہو۔ اب بھلا پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے دنیا کی تنظیمیں اور سیکرٹ ایجنسیاں کانپیں گی۔ واقعی یہ اس صدی کا سب سے بڑا لطیفہ ہے"...... گلوریا نے کہا تو ڈیری بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ واقعی لطیفہ ہے لیکن اس لطیفے نے بڑے بڑے ایجنٹوں کی گردنیں تڑوا دی ہیں۔ ویسے اگر تم کہو تو میں چیف سے بات کر کے یہ کیس تمہیں دلوا دوں"...... ڈیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم بھی اس سے خوفزدہ ہو"...... گلوریا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں اگر خوفزدہ ہوتا تو چیف یہ کام میرے سپرد کیوں کرتا لیکن میں بہرحال حقیقت پسند ہوں"...... ڈیری نے جواب دیا۔

"اگر یہ مذاق ہے تو مجھے بہرحال یہ مذاق پسند نہیں آیا"۔ گلوریا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جام اٹھا کر اس سے آخری گھونٹ لیا اور پھر میز پر موجود ٹشو باکس میں سے ایک ٹشو نکال کر اس نے بڑی نفاست سے منہ صاف کیا اور پھر ٹشو کو سائیڈ پر پڑی ہوئی ٹوکری میں ڈال دیا۔

"یہ فائل دیکھو۔ ابھی میں نے اسے پورا نہیں پڑھا لیکن تم اسے

سرسری طور پر دیکھ لو۔ پھر بات ہو گی"...... ڈیری نے کہا اور سامنے رکھی ہوئی فائل اس نے اٹھا کر گلوریا کے سامنے رکھ دی۔

"کیا ہے اس فائل میں"...... گلوریا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے ایک مسخرے نوجوان علی عمران کے بارے میں معلومات ہیں اس میں اور یہ فائل ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی سے منگوائی گئی ہے"...... ڈیری نے کہا۔

"سپیشل ایجنسی سے۔ پھر تو واقعی اسے پڑھنا پڑے گا"۔ گلوریا نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا اور فائل کھول کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ فائل پڑھتی جا رہی تھی اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر رہے تھے۔

"اوہ۔ حیرت انگیز۔ یہ تو انتہائی حیرت انگیز لوگ ہیں۔ ویری سٹرینج"...... کافی دیر بعد اس نے فائل بند کرتے ہوئے کہا تو ڈیری بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب بولو۔ بڑا کام ہے یا نہیں"...... ڈیری نے کہا۔

"لیکن کام کیا ہے۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں"...... گلوریا نے کہا۔

"کام تو بے حد سادہ سا ہے۔ پاکیشیا ایک جدید انداز کا لڑاکا طیارہ شوگران کی مدد سے تیار کر رہا ہے۔ اس طیارے کا نام انہوں نے شاہین رکھا ہے۔ اس طیارے میں اور تو خوبیاں ہوں گی لیکن

ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اس طیارے میں ایک ایسا آلہ نصب کیا
جا رہا ہے جس میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو اسے ہر قسم کے میزائل
سے محفوظ رکھتی ہیں اور یہ ریز ایک مخصوص رینج میں ہر وقت کام
کرتی ہیں جب کوئی میزائل یا کوئی تباہ کن ریز اس رینج تک پہنچتی ہیں
تو خود بخود بے اثر ہو جاتی ہیں۔ ہم نے اس آلے کو حاصل کرنا ہے
تاکہ اس سے ان ریز کی اصل ماہیت کو چیک کیا جا سکے۔ اس آلے کا
کوڈ نام کارکس ہے اور ان ریز کو بھی کارکس ریز کہا جاتا ہے"۔ ڈیرکی
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آلہ اس شاہین طیارے میں نصب ہے یا کسی لیبارٹری میں
اس پر کام ہو رہا ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"ایک کارکس تیار کیا گیا ہے اور اسے شاہین طیارے میں نصب
کر دیا گیا ہے۔ اس کی تجرباتی پروازیں کی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد
اس میں ترمیم یا اضافہ کیا جائے گا اور پھر بڑے پیمانے پر اسے تیار کیا
جائے گا"...... ڈیرکی نے کہا۔

"تو پھر اس وقت اسے حاصل کیا جائے جب یہ فائنل ہو جائے۔
ابھی تو اس پر تجربات ہو رہے ہیں"...... گلوریا نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"ہمارے سائنس دان ان ریز کی اصلیت جاننا چاہتے ہیں کیونکہ
جو کام ان ریز سے لیا جا رہا ہے وہ سائنسی طور پر ناممکن ہے۔ ایسی ریز
جو فضا میں پھیل بھی جائیں اور جال بھی بنا دیں اور پھر اس رینج میں

ولا میزائل تباہ ہونے کی بجائے صرف بے اثر ہو جائے اور نہ
میزائل بلکہ شعاعی میزائل کا بھی یہی حشر ہوتا ہے۔ اس لحاظ
ایک عجوبہ چیز ہے اور ہمارا ملک اس میں اس لئے بھی بے حد
ے رہا ہے کہ ایسی ریز تو ایکریمیا میں بھی آج تک ایجاد نہیں
یں۔ اگر ان ریز کے بارے میں ہمیں معلوم ہو جاتا تو پھر
ے ملک کو بھی دفاعی طور پر ناقابل تسخیر بنایا جا سکتا ہے"۔
ے کہا۔

"یکن پھر تو دوسری سپر پاورز بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہوں
گلوریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔
بھی اس کے بارے میں اس طرح معلوم ہوا ہے کہ ہمارا ایک
شوگران میں ایک ایسے سائنس دان سے ملا جو اس پر کام کرتا
س سے اسے اس بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور اسی
بارے میں تفصیلی رپورٹ بھجوائی ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

پھر وہ سائنس دان اس کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ پھر کیا
گلوریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ کام پاکیشیائی سائنس دان کر رہے ہیں۔ شوگران کے
دان اس آلے کی تیاری میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔ اصل
ماہیت ہے۔ آلے کی نہیں"...... ڈیرکی نے کہا تو گلوریا نے
سانس لیا۔

" لیکن کیا باقی معلومات بھی اس سائنس دان سے ملی ہیں"...... گلوریا نے پوچھا۔

" نہیں۔ اس کا کوئی تعلق اس شعبے سے نہیں ہے جس میں ریز پر کام ہو رہا ہے اور پھر یہ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ یہ ریز لیبارٹری میں تیار کی گئی ہیں اور کی جا رہی ہیں۔ یہ معلومات ہماری ایجنسی کے ایک آدمی نے پاکیشیا میں کام کر کے حاصل کی ہیں لیکن اب ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے کہ وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا ہے۔ اس سے نہ ہی کوئی رابطہ ہو رہا ہے اور نہ وہ رابطہ کر رہا ہے حالانکہ اس نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا اور اب اس نے واپس آنا تھا"...... ڈیرکی نے کہا۔

" تو پھر وہ کہاں گیا"...... گلوریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ وہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا ہو گا اور ظاہر ہے اگر ایسا ہوا ہے تو پھر سیکرٹ سروس کو بھی معلوم ہو چکا ہو گا کہ اس نے کیا معلومات یہاں بھجوائی ہیں اب اس طیارے کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہو گی"...... ڈیرکی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا وہ آدمی تمہارے سیکشن کا تھا"...... گلوریا نے پوچھا۔

" نہیں۔ میرے سیکشن تو کیا اس کا سرے سے اس ایجنسی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ہماری ایجنسی کے تحت ایک علیحدہ شعبہ ہے جسے ریسرچ سیل کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے جو

معلومات فروخت کرتا ہے اس لئے اس آدمی کو بہرحال یہ معلوم ہو گا کہ اس کی حاصل کردہ معلومات ڈاسن تک پہنچ چکی ہیں"...... ڈیرکی نے کہا۔

" تم نے اس مشن پر کام کرنے کے لئے کوئی پلان تو بنایا ہو گا"۔ گلوریا نے کہا۔

" ابھی تو میں فائل پڑھ رہا تھا۔ بہرحال پلان تو بنانا ہی ہو گا۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس لئے کہ میں تمہارے ساتھ اس مشن پر کام کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... گلوریا نے کہا۔

" لیکن چیف نے مشن مجھے دیا ہے اس لئے تمہیں میرے تحت کام کرنا ہو گا"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے بڑے اور زیادہ اچھے ایجنٹ ہو اور تمہارے کارنامے بے مثال ہیں اور پھر مجھے تو ویسے بھی تمہاری ماتحتی میں کام کر کے خوشی ہوتی ہے اس لئے میں تیار ہوں"...... گلوریا نے جواب دیا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں یہ باتیں کر رہی ہو تاکہ میں چیف سے تمہیں اجازت دلوا دوں لیکن گلوریا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اپنے گروپ کو میں ساتھ نہیں لے جا سکتا اور تم اپنے گروپ کے بغیر کام نہیں کر سکتی اس لئے میرا خیال ہے کہ تم اس خیال کو ترک کر دو"...... ڈیرکی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں صرف تمہیں اسسٹ کرنا چاہتی ہوں اور بس اس لئے
بے فکر رہو۔ میں تمہارے گروپ کے ساتھ کام کروں گی"۔ گلوریا
اپنی بات پر بضد تھی۔
"اوکے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ اب ظاہر ہے میں تمہیں ناراض
نہیں کر سکتا"...... ڈیرکی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرکی
اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری
طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔
"یس"...... ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔
"ڈیرکی بول رہا ہوں چیف"...... ڈیرکی نے قدرے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔
"یس۔ کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے اسی
باوقار لہجے میں کہا گیا۔
"چیف۔ گلوریا میرے آفس میں موجود ہے۔ میں نے اس سے
کارکس ریز مشن ڈسکس کیا ہے۔ اس کا اصرار ہے کہ وہ میرے ساتھ
اس مشن پر کام کرے گی اور میرا خیال ہے کہ وہ اس علی عمران کو
جس سے مجھے سب سے زیادہ ڈرایا جا رہا ہے زیادہ اچھی طرح ڈیل
کر سکتی ہے اس لئے آپ اسے اجازت دے دیں کہ وہ میرے ساتھ
اس مشن پر کام کرے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"کیا وہ اپنا گروپ ساتھ لے جانا چاہتی ہے"...... دوسری طرف
سے کہا گیا۔
"نہیں چیف۔ اس طرح الجھن اور کنفیوژن پیدا ہو سکتا ہے اس
لئے میں نے اسے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ وہ اکیلی میرے ساتھ کام کر
سکتی ہے اور وہ اس پر رضامند ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔
"تم چاہتے ہو کہ اسے علیحدہ عمران کے ساتھ اٹیچ کر دو"۔ چیف
نے کہا۔
"یس باس اور ایسا بھی اس وقت ہو گا جب عمران سامنے آیا اور
مجھے یقین ہے کہ گلوریا اسے بہرحال آسانی سے ڈیل کر لے گی اور ہم
اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔
"نہیں۔ عمران کے بارے میں مزید معلومات میں نے حاصل کر
لی ہیں۔ وہ عورتوں سے کسی صورت ڈیل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ انہیں
اپنے حق میں استعمال کر لیتا ہے اس لئے تم نے کسی بھی صورت
گلوریا کو اس کے ساتھ اٹیچ نہیں کرنا ورنہ وہ گلوریا کے ذریعے تمہیں
بھی ٹریس کر لے گا اور مشن ناکام رہے گا۔ تم نے بہرحال مشن مکمل
کرنا ہے چاہے اس کے لئے تمہیں پاکیشیا کی آدھی سے زیادہ آبادی کو
کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے۔ گلوریا اگر کام کرنا چاہتی ہے تو مجھے خوشی
ہو گی کیونکہ میں گلوریا کی صلاحیتوں سے تم سے زیادہ واقف ہوں۔
مجھے اس صورت میں زیادہ اطمینان رہے گا اس لئے میری طرف سے
اجازت ہے۔ البتہ میں صرف کامیابی کی خبر سننا چاہتا ہوں"۔ چیف

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ویری گڈ۔ اب لطف آئے گا کام کرنے کا"...... گلوریا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس سلسلے میں کوئی لائحہ عمل طے کر لینا چاہئے تاکہ فوری طور پر اس پر کام کا آغاز کر سکیں"...... ڈیرک نے کہا۔

"یہ کام تم زیادہ بہتر انداز میں کر سکتے ہو اور بہرحال انچارج تم ہو اس لئے تم پلان بناؤ میں اس دوران اپنے سیکشن کے کچھ کام نمٹا لوں۔ اس کے بعد میں نے وہاں جانے کی تیاری بھی کرنی ہے۔ مجھے اطلاع دے دینا"...... گلوریا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ تو بتاؤ کہ رات کو کہاں ملاقات ہو گی"۔ ڈیرک نے کہا۔

"کلب آجانا۔ وہاں بیٹھ کر مزید تفریحی پروگرام بنالیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم میری غیر حاضری میں اپنے گھر تک ہی محدود ہو جاتے ہو اس لئے بے فکر رہو۔ مشن پر جانے سے پہلے ہم بھرپور تفریح کریں گے"...... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات"...... ڈیرک نے ہنستے ہوئے کہا اور گلوریا مسکراتی ہوئی مڑی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی موجود تھی۔ بلیک زیرو اسے سنجیدہ دیکھ کر خاموش اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔

"سپیشل ہسپتال"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور چونکہ لاؤڈر کا بٹن مستقل طور پر آن رہتا تھا اس لئے سپیشل ہسپتال کے الفاظ سن کر بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔

عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"سول ہسپتال سے جو مریض لایا گیا تھا اس کی کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر صدیقی"...... عمران نے کہا۔

"وہ ہوش میں آگیا ہے عمران صاحب۔ وہاں سول ہسپتال میں اس پر سرے سے کوئی توجہ ہی نہیں کی گئی تھی اور اگر ایک روز مزید وہ وہاں رہ جاتا تو یقیناً ہلاک ہو جاتا اس لئے مجھے اس پر کافی محنت کرنا پڑی ہے لیکن بہرحال وہ ہوش میں آگیا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس کے سر پر چوٹ آگئی تھی جس کی وجہ سے خون رگ کے اندر منجمد ہو گیا تھا۔ اب وہ ٹھیک ہے۔ ویسے جسمانی طور پر وہ کمزور ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

"میں جوزف اور جوانا کو بھیج رہا ہوں۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن جب تک جوزف اور جوانا نہ پہنچیں آپ نے اس کی خصوصی طور پر حفاظت کرنی ہے کہ وہ فرار نہ ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گا"۔ ڈاکٹر

صدیقی نے چونک کر کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جوزف۔ تم جوانا کو ساتھ لے کر سپیشل ہسپتال جاؤ۔ وہاں ایک مریض کو میں نے داخل کرایا تھا۔ تم نے ڈاکٹر صدیقی سے ملنا ہے۔ وہ اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔ وہ مشکوک آدمی ہے اس لئے خیال رکھنا کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے اور دوسری بات یہ کہ میں نے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنی ہے اس لئے اسے صحیح سلامت رانا ہاؤس پہنچنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"اسے وہاں بے ہوش نہ کر دیا جائے باس اور پھر رانا ہاؤس لے جائے"...... جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے ہی دماغی چوٹ کی وجہ سے وہ بے ہوش رہا ہے۔ اب اگر اسے دوبارہ بے ہوش کیا گیا تو وہ ختم بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے رانا ہاؤس لا کر پہلے اس کا میک اپ واش کرنا اور پھر اسے بلیک روم میں راڈز میں جکڑ کر مجھے دانش منزل اطلاع دینا"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور
رکھا اور پھر ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکا کر اس نے اس پر ٹائیگر کی
فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال
دیتے ہوئے کہا۔
"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز
سنائی دی۔
"ٹائیگر۔ ہوٹل گرینڈ جاؤ۔ اس کے کاؤنٹر پر جب تم میرا نام لو
گے تو تمہیں ایک سیاح رچرڈ بارکسن کے کاغذات کی نقول دی
جائیں گی۔ اس کے علاوہ تم نے اس کے کمرہ نمبر دو سو بارہ دوسری
منزل کو کھول کر اس میں موجود اس کے سامان اور اس کے کمرے کی
تفصیلی تلاشی لے کر سامان اور کاغذات کی نقول فلیٹ پر سلیمان کو
پہنچانی ہیں۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔
"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس
نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی
آواز سنائی دی۔
"عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ ٹائیگر کچھ سامان اور کاغذات
تمہیں دے جائے گا۔ تم نے وہ وصول کر کے مجھے دانش منزل فون

کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔
"جی صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
رکھ دیا۔
"ارے ارے۔ ٹک ٹک دیدم۔ دم نہ کشیدم۔ میرا مطلب ہے
کہ بت بنے بیٹھے ہوئے ہو۔ نہ چائے نہ کافی۔ حالانکہ اتنا عرصہ تمہیں
یہاں رہتے ہوئے ہو گیا ہے لیکن تمہیں آج تک یہ معلوم نہیں ہو
سکا کہ دانش کا کاروبار بغیر چائے یا کافی کے نہیں چلتا"...... عمران
نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ کی سنجیدگی دیکھ کر میں سوچ رہا تھا کہ اب آپ واقعی
بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"جو حالات میں سول ہسپتال میں دیکھ کر آیا ہوں اس کے بعد
بوڑھا ہونا تو ایک طرف زندہ رہنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ ہم لوگ
دنیا بھر سے ملک و قوم کی خاطر لڑتے پھر رہے ہیں لیکن ہمارے ملک
کے عوام کی حالت یہ ہے کہ انہیں مرنے کے لئے بھی صاف ستھری
جگہ نہیں ملتی"...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"سول ہسپتال۔ لیکن آپ نے کال تو سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر
صدیقی کو کی تھی۔ البتہ آپ نے یہ ضرور کہا تھا کہ آپ نے کوئی
مریض سول ہسپتال سے سپیشل ہسپتال بھجوایا تھا اور اس کے بعد
آپ کی ہدایات۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"...... بلیک
زیرو نے کہا۔

"شروع تو نہیں ہوا البتہ شروع ہو سکتا ہے اور اگر تم نے فوری طور پر چائے نہ پلائی تو ختم بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"چائے آپ پی لیجئے لیکن پہلے مجھے تفصیل بتائیں کہ یہ مریض کون ہے اور وہ سیاح کون ہے اور آپ کیسے سول ہسپتال پہنچ گئے"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بچے افضل کی آمد سے لے کر اب تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"لیکن آپ کو اس آدمی پر شک کیسے پڑا۔ وہ تو بے ہوش پڑا ہوا تھا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ مقامی میک اپ میں تھا۔ میں نے گزرتے ہوئے جب اسے دیکھا تو مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ میک اپ میں ہے اس لئے میں نے اس کا سامان منگوایا تو اس میں چابیاں موجود تھیں جن کے ساتھ ہوٹل گرینڈ کا ٹوکن منسلک تھا۔ اس پر کمرہ نمبر دو سو بارہ دوسری منزل درج تھا۔ باقی تفصیلات ہوٹل کے مینجر سے معلوم ہوئیں۔ یہ شخص بقول سول ہسپتال کے ڈاکٹر کے تین چار روز پہلے وہاں لایا گیا تھا۔ کسی کار سے ٹکرا کر وہ گرا اور سر پر چوٹ آنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا۔ تب سے ہوش میں نہ آیا تھا۔ اس کا میک اپ بے حد ماہرانہ تھا اس لئے کوئی اسے پہچان نہ سکا۔ بہرحال اب وہ ہوش میں آ گیا ہے اس لئے اب مزید تفصیلات وہ خود بتائے گا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"عجیب اتفاق ہے کہ آپ سول ہسپتال گئے اور وہاں آپ نے اس آدمی کو دیکھ لیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ قدرت کو جب کوئی کام منظور ہو تو خود بخود ایسے اتفاقات پیدا ہو جاتے ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا تم نے کوئی جادو کی چھڑی حاصل کر لی ہے کہ خالی پیالیوں پر لگاتے ہو اور چائے تیار ہو جاتی ہے"...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"جادو کی فلاسک کہہ دیں جس میں طویل عرصے تک چائے گرم رہتی ہے۔ میں ایک ہی بار چائے بنا کر فلاسک بھر لیتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم پیالیاں پینے کی بجائے فلاسک پیتے ہو۔ اگر ...بی کو پتہ چل جائے تو وہ شاید تمہاری فاتحہ خوانی کا ایڈوانس ...ذر دے دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس قادر علی کا آپ نے کیا کیا جس کے لئے آپ سول ہسپتال گئے تھے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا علاج وہیں ہو رہا ہے اور میری ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے۔

انشاء اللہ اس کی ٹانگ بھی نہیں کاٹنا پڑے گی اور وہ جلدی تندرست بھی ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کی ملازمت کے بارے میں کسی سے کہوں گا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کافی دیر تک وہ اس طرح کی باتیں کرتے رہے کہ اچانک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں سلیمان"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ ٹائیگر ابھی ایک بریف کیس اور ایک لفافہ کاغذات کا دے گیا ہے۔ اب اسے کہاں پہنچانا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"ابھی انہیں اپنے پاس رکھو۔ میں جوزف کو بھیجوں گا۔ وہ تم سے لے جائے گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ ٹائیگر کو کہہ دیتے وہ انہیں براہ راست رانا ہاؤس پہنچا دیتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر مجھ میں اتنی عقل ہوتی تو لوگ مجھے دانشور نہ کہتے۔ جوزف اور جوانا اس آدمی کو لینے کے لئے سپیشل ہسپتال گئے ہیں اور رانا ہاؤس کا سپیشل سسٹم آن ہو گا۔ اس دوران اگر ٹائیگر وہاں جاتا تو

تمہیں پریشان ہوتا اس لئے میں نے اسے فلیٹ پر پہنچانے کا کہا تھا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کا ذہن واقعی کمپیوٹر ہے۔ ہر پہلو پر فوراً سوچ لیتا ہے"...... بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اماں بی کی جوتیاں بڑا کام دکھاتی ہیں ورنہ یہ کمپیوٹر سوائے گیم کھیلنے کے اور کسی کام نہ آتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں رانا ہاؤس سے۔ باس یہاں موجود ہوں گے"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ کیا لے آئے ہو اس آدمی کو"۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن جوانا کی ایک ہی ٹکر سے وہ نیم بے ہوش ہو گیا۔ یہاں لا کر ہم نے اس کا میک اپ واش کیا ہے۔ وہ یورپی نژاد ہے۔ میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا ہے۔ جوانا وہاں موجود ہے"...... جوزف نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم جوانا کو الرٹ کر کے میرے فلیٹ پر جاؤ۔ وہاں ٹائیگر کچھ

سامان اور کاغذات سلیمان کو دے گیا ہے وہ لے آؤ۔ میں بھی رانا
ہاؤس پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"یس باس"...... جوزف نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔
"میں اس آدمی سے مل لوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور
بلیک زیرو بھی سرہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار
دانش منزل سے نکل کر تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جارہی
تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران بلیک روم میں داخل ہوا تو سامنے
کرسی پر ایک یورپی نژاد آدمی راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ جوزف
سامان لینے عمران کے فلیٹ پر گیا ہوا تھا اس۔لئے جوانا اکیلا اس آدمی
کے ساتھ بلیک روم میں موجود تھا۔
"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے اس آدمی کے سامنے کرسی پر
بیٹھتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تم کون ہو اور تم لوگوں نے مجھے کیوں اس انداز میں جکڑ رکھا
ہے"...... اس آدمی نے عمران کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا
سوال کر دیا۔
"جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کی
کرسی کے پیچھے موجود تھا۔
"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔
"اس کی دائیں آنکھ بائیں آنکھ سے چھوٹی ہے اس لئے دائیں آنکھ
میں انگلی مار کر اسے بڑی کر دو۔ میں اس کی دونوں آنکھوں کو برابر

دیکھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی
مٹھی بند کی اور پھر ایک انگلی کو نیزے کی طرح سیدھا کر کے وہ
جارحانہ انداز میں اس آدمی کی طرف بڑھنے لگا۔
"رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... یکلخت اس آدمی نے
ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
"وہیں رک جاؤ اور اس بار جیسے ہی یہ آدمی جواب دینے سے گریز
کرے حکم کی تعمیل کر دینا"...... عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو
روکتے ہوئے کہا۔
"یس ماسٹر"...... جوانا نے اس آدمی کی کرسی کے ساتھ کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔
"تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ تمہارا مقامی آدمی کا میک اپ
صاف کیا جا چکا ہے اس لئے کوئی فرضی نام بتانے کی ضرورت نہیں
ہے اور دوسری بات یہ بھی سن لو کہ تم ہوٹل گرینڈ کے کمرہ نمبر دو
سو بارہ دوسری منزل میں رچرڈ بارکسن کے نام سے مقیم رہے ہو اور
وہیں کے کاغذات کے مطابق تم کارمن نژاد ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ
وہاں بھی تم میک اپ میں تھے اور تمہارے سامان سے جو کاغذات
ملے ہیں اس کے مطابق تمہارا نام راحت فیاض تھا جبکہ اب تمہارا
اصل چہرہ سامنے آیا ہے اس سے تم اناڈا نژاد دکھائی دیتے ہو اور جس
ماہرانہ انداز میں تم نے میک اپ کر رکھا تھا اس سے معلوم ہوتا

ہے کہ تمہارا تعلق یقیناً کسی سیکرٹ ایجنسی سے ہے اور یہ بھی
دوں کہ ہوٹل میں موجود تمہارا بریف کیس بھی یہاں پہنچ رہا ہے
ہسپتال میں داخلے کے وقت تمہاری جیب سے جو ڈائری اور پر
برآمد ہوا تھا اس کی چیکنگ میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ میں نے یہ س
کچھ تمہیں اس لئے پہلے بتا دیا ہے کہ کہیں تم جھوٹ بول کر اپنی آنک
نہ ختم کرا بیٹھو اور یہ بھی سن لو کہ آنکھ کے بعد تمہارے جسم کا ایک
ایک عضو بھی کاٹا جا سکتا ہے اس لئے اگر تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا
تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے"...... عمران نے تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا تو اس آدمی کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے۔

"میرا نام جیکب ہے اور میرا تعلق اناڈا سے ہے۔ میں وہاں کی
ایک تنظیم جو معلومات حاصل کر کے دوسروں کو فروخت کرتی ہے کا
رکن ہوں۔ اس تنظیم کو ریسرچ سیل کہا جاتا ہے"...... اس آدمی
نے کہا۔

"تم یہاں کس مشن پر آئے تھے اور کیا کیا کرتے رہے ہو اور یہ
راحت فیاض کون ہے جس کے میک اپ میں تم حادثے کا شکار
ہوئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے یہاں اس لئے بھیجا گیا تھا تاکہ پاکیشیا کے شاہین نامی
طیاروں کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ راحت فیاض کے
بارے میں مجھے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ وہ ایئر فورس کے سنٹرل

آفس میں ریکارڈ کیپر ہے تو میں اس سے ملا۔ میں نے اس سے
۔ معلومات خریدنے کے لئے اسے رقم کی آفر کی تو وہ تیار ہو گیا
فوقتاً فوقتاً مجھ سے رقمیں وصول کرتا رہا لیکن میری مطلوبہ
ت مجھے نہ بتائیں بلکہ ادھر ادھر کے بہانے کر کے ٹالتا رہا جس
سمجھ گیا کہ وہ مجھے بیوقوف بنا رہا ہے تو میں نے اس کے میک
میں خود ریکارڈ روم جا کر معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔
میں نے اسے ایک علیحدہ رہائش گاہ پر بلایا۔ وہاں میں نے اسے
ہوش کیا اور اس کا میک اپ کر کے اس کا لباس پہنا۔ اس کے
میں اس کے آفس جانے کے لئے اس کالونی کے چوک پر پہنچا لیکن
کراس کرتے ہوئے اچانک ایک کار سے ٹکرا گیا۔ اس کے بعد
ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا"...... جیکب نے تفصیل بتاتے
ے کہا۔

س ریسرچ سیل کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے
چھا۔

ناڈا کے دارالحکومت گوام میں سٹار بزنس پلازہ کی چوتھی منزل
...... جیکب نے جواب دیا۔

ون وہاں کا انچارج ہے"...... عمران نے پوچھا۔

ینجر رابرٹ نیلسن"...... جیکب نے جواب دیا۔

س کا فون نمبر بتاؤ اور فون کر کے وہ سب کچھ کنفرم کراؤ جو تم
نے بتایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو خفیہ دھندہ ہے۔ وہ کس طرح کنفرم کرے گا۔ وہ تو پہچاننے سے بھی انکار کر دے گا"...... جیکب نے اس بار گھبرا ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر تمہیں کس نے ہدایات دے کر یہاں بھیجا اور تم معلو اس تک کیسے پہنچاتے"...... عمران نے کہا۔

"اس نے مجھے فون کر کے تفصیل بتا دی کیونکہ اس وقت م گوام میں تھا اس لئے اس نے فون کیا لیکن ملک سے باہر سے میں اسے فون کروں گا تو وہ مجھے پہچاننے سے بھی انکار کر دے گا معلومات میں خود وہاں جا کر دیتا۔ فون پر وہ اس طرح کی معلوما حاصل نہیں کرتا"...... جیکب نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں جوانا کو حکم دے دوں کہ وہ تمہا آنکھ چوڑی کر دے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ بالکل درست کہہ رہا ہوں۔ مجھ یقین کرو"...... جیکب نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ بتا دو ورنہ"...... عمران نے غرا ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ کہہ رہا ہوں"...... جیکب کہا۔

"جوانا۔ حکم کی تعمیل کر دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
جوانا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور بلیک روم جیکب

کے حلق سے نکلنے والی تیز اور کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا کی انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی دائیں آنکھ میں گھستی چلی گئی تھی اور جوانا نے جھٹکے سے انگلی باہر کھینچی تو جیکب نے بے اختیار چیختے ہوئے اپنا سر ادھر ادھر مارا اور پھر اس کی گردن ڈھلکتی چلی گئی۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ جوانا نے خون میں لتھڑی ہوئی اپنی انگلی جیکب کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"۔ عمران نے کہا تو جوانا نے اس کے چہرے پر اپنی طرف سے بہت ہلکے انداز میں تھپڑ مارنے شروع کر دیئے لیکن دوسرے ہی تھپڑ پر جیکب چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو جوانا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جیکب کی دائیں آنکھ سے خون بہہ بہہ کر اس کی گردن تک آ گیا تھا جبکہ بائیں آنکھ تکلیف کی شدت سے خون کبوتر کی طرح سرخ ہو گئی تھی اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔

"ابھی تو ابتداء ہے جیکب۔ ابھی تو تمہیں صرف نمونہ دکھایا گیا ہے ورنہ یہ جوانا تو انگلی مار کر تمہاری کھوپڑی میں بھی سوراخ کر سکتا ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ سب کچھ سچ بتا دو"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے مت مارو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ جیکب نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جوانا خنجر لے آؤ۔ یہ خاصا تربیت یافتہ آدمی ہے"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور دیوار میں موجود ایک

الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے بلیک روم کا دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس اور کاغذات لفافہ تھا۔

"انہیں یہاں رکھ دو"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے بریف کیس اور کاغذات کا لفافہ سائیڈ میز پر رکھ دیا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھ پر یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ جیکب مسلسل چیخ رہا تھا لیکن عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد جوانا نے ایک تیز دھار خنجر لا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا تو عمران اٹھا اور اس نے خود ہی پلاسٹک کی کرسی اٹھا کر جیکب کی راڈز والی کرسی کے قریب لے جا کر اسے رکھا اور پھر دوبارہ اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے گھوما اور بلیک روم ایک بار پھر جیکب کی دلدوز چیخ سے گونج اٹھا لیکن ابھی اس کی چیخ ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور کمرہ جیکب کی بے بس چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹ چکے تھے۔ عمران نے خون آلود خنجر واپس جوانا کی طرف بڑھا دیا۔ جیکب ایک بار پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس بار عمران نے ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ کا کالر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر جیکب چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"اب تم خود ہی سب کچھ بتا دو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں

گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مارا تو جیکب ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح راڈز میں ہی پھڑکنے لگ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

"بولو۔ سب کچھ بتاؤ ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ جیکب کے منہ سے رک رک کر نکلا تو عمران نے دوسری ضرب لگا دی اور اس بار جیکب کے منہ سے ایسی چیخیں نکلیں جیسے اس کے جسم میں موجود روح پر کسی نے خاردار کوڑا مار دیا ہو۔

"بتاؤ۔ سب کچھ بتاؤ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن جیکب مسلسل چیختا ہی رہا تو عمران نے تیسری ضرب لگا دی اور اس ضرب کے بعد جیکب کی حالت یکلخت بدل گئی۔ اس کا جسم تھوڑا سا ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی اکلوتی آنکھ کا ڈھیلا اوپر کو ہو گیا اور اس کے چہرے پر پسینہ آبشار کی طرح بہنے لگا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جانسن۔ میرا نام جانسن ہے"...... جیکب کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے اور کس ملک سے"...... عمران نے پوچھا۔

"کاناڈا کی تنظیم ریسرچ سیل سے میرا تعلق ہے"...... جانسن نے

جواب دیا۔ وہ اب اس انداز میں جواب دے رہا تھا جیسے وہ ٹرانس میں آگیا ہو۔

"ریسرچ سیل تنظیم کیا کرتی ہے اور کس کے تحت ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ریسرچ سیل معلومات حاصل کرتی ہے اور پھر آگے بھجوا دیتی ہے۔ یہ دراصل سرکاری ایجنسی ڈاسن کے تحت ہے لیکن اسے بظاہر پرائیویٹ تنظیم کہا جاتا ہے"...... جانسن نے کہا۔

"تم پاکیشیا کیوں آئے تھے اور تم نے اب تک کیا کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے شاہین طیاروں کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ میں نے یہاں ایئر ڈیفنس آفس کے ریکارڈ کیپر راحت فیاض سے رابطہ کیا۔ اس نے مجھ سے مختلف اوقات میں رقمیں وصول کیں لیکن معلومات مہیا نہ کیں تو میں نے اسے ہلاک کر دیا اور اس کے میک اپ میں خود ایئر ڈیفنس کے ریکارڈ روم میں پہنچ گیا۔ وہاں سے میں نے معلوم کیا کہ شاہین طیاروں کو کاگاری ایئرپورٹ پر جو کہ فوج کے تحت ہے چھپا کر رکھا گیا ہے اور وہاں ان کی تجرباتی پروازیں ہو رہی ہیں اور انہیں خفیہ رکھنے کی وجہ کارکس ریز پر مبنی آلہ ہے جسے چھپایا جانا مقصود ہے۔ میں نے وہاں سے آکر ایک کوریئر سروس کے ذریعے یہ تمام معلومات ریسرچ سیل کو بھجوا دیں اور پھر میں کوریئر سروس کے آفس سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھنے

کے لئے جا رہا تھا کہ سڑک کراس کرتے ہوئے ایک کار سے ٹکرا کر گر گیا اور مجھے ہسپتال میں ہوش آیا"...... جانسن نے جواب دیا۔

"ریسرچ سیل کا آفس یا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"برج پلازہ ڈیسنٹ روڈ پر مارکیٹنگ ریسرچ انٹرپرائزز کے نام سے ہے۔ اس کا مینجر رابرٹ ہے"...... جانسن نے جواب دیا۔

"فون نمبر بتاؤ"...... عمران نے پوچھا تو جانسن نے فون نمبر بتا دیا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس کو گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ اس کے سامان کا کیا کرنا ہے"...... جوزف نے پوچھا۔

"اسے بھی ضائع کر دو۔ اب اسے چیک کرنے میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا [illegible] روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دوبارہ دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"کیا رہا عمران صاحب"...... عمران کے آپریشن روم میں پہنچتے ہی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے بڑے تجسس بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے جانسن سے معلوم ہونے والی تفصیلات دوہرا دیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کارکس ریز کو حاصل کرنے کے لئے کام ہو رہا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران چونک

پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں کارکس ریز کے بارے میں علم ہے جبکہ میں نے یہ نام پہلی بار سنا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آج سے تقریباً چھ ماہ پہلے وزارت دفاع کی طرف سے چیف کے نام ایک نئے کام کے بارے میں رپورٹ بھجوائی گئی تھی جس میں کارکس ریز کا ذکر تھا۔ میں نے وہ رپورٹ پڑھی تھی اس لئے یہ نام میرے ذہن میں رہ گیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن تم نے وہ رپورٹ مجھے نہیں دی"...... عمران نے کہا۔

"آپ ان دنوں ملک سے باہر تھے۔ اس کے بعد آپ نے لائبریری کا رخ ہی نہیں کیا"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہاں۔ یہ واقعی میری کوتاہی ہے حالانکہ احکامات بھی میں نے صدر صاحب کے ذریعے دلوائے تھے کہ ملک میں ایسے تمام فارمولوں پر ہونے والی ریسرچ کے بارے میں رپورٹیں بھجوائی جائیں جن کا تعلق ملکی سلامتی سے ہو۔ وہ رپورٹ لے آؤ"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو سرہلاتا ہوا اٹھا اور لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے فائل عمران کو دے دی اور خود وہ میز کی دوسری طرف موجود اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل

بند کر کے سامنے رکھ دی۔

"واقعی قدرت جب مدد کرتی ہے تو ایسے ہی بہانے بن جاتے ہیں۔ اگر میں قادر علی کے لئے سول ہسپتال نہ جاتا اور میری نظر بہ سن پر نہ پڑتی تو مجھے معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا اور معاملات مکمل کر لئے جاتے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کرائیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ ایئر ڈیفنس ہیڈ کوارٹر کے ریڈار روم میں ایک آدمی راحت فیاض کام کرتا ہے۔ اس کے میک اپ میں ایک غیر ملکی ایجنٹ ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ آپ ذرا معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ اس راحت فیاض کا کیا ہوا ہے۔ کیا وہ ڈیوٹی پر موجود ہے یا اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کہاں موجود ہو"...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں وانش منزل میں ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا کوئی انتہائی سیریئس مسئلہ ہے جو تم اس قدر سنجیدہ ہو رہے ہو"...... سر سلطان نے آخرکار وہ بات کر دی جس کی توقع عمران کر رہا تھا۔

"نہیں۔ میری سنجیدگی کی وجہ اور ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وجہ ہے"...... سر سلطان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں خودکشی پر غور کر رہا ہوں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اب آہستہ آہستہ پٹڑی سے اتر رہا ہے۔

"کیا مطلب۔ کیا بکواس ہے"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ تو بہت گہرا فلسفہ ہے۔ ہمارے ملک کے قومی شاعر اس فلسفے کی وجہ سے تو ساری دنیا میں مشہور ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ اول فول بولے چلے جا رہے ہو"...... سر سلطان نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ دود کشی تو آپ نے سنا ہوا ہے۔ دود فارسی زبان میں دھوئیں کو کہتے ہیں اور کشی کا مطلب کھینچنا۔ یعنی دھواں کھینچنے

والا۔ سرکشی یعنی سر کھینچنے والا۔ مطلب ہے سر اٹھا کر چلنے والا۔ اس طرح خودکشی کا مطلب ہوا خود کو کھینچنے والا۔ خود کو عام سطح سے اوپر اٹھا کر لے جانے والا۔ دوسرے لفظوں میں خودی کو بلند کرنے والا۔ وہ شعر تو بہرحال آپ نے سنا ہی ہو گا کہ خودی کو اس قدر بلند کر لینا چاہیئے کہ خدا خود بندے سے پوچھے کہ اس کی رضا کیا ہے۔ اب آپ خود بتائیں کہ کیا یہ گہرا اور زبردست فلسفہ نہیں ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"تم سے تو ہمدردی کرنا بھی عذاب ہے اور نہ کرنا بھی عذاب ہے۔ بہرحال میں معلوم کر کے بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی تو میں نے ایک شعر ہی سنایا ہے۔ ابھی تو قومی شاعر کے پورے فلسفے پر بحث ہونی تھی"...... عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر سلطان درست کہتے ہیں کہ آپ سے تو ہمدردی کرنا بھی مسئلہ ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ ایسی ہی ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہے پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں موجود ہو گا"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران تو ایک کونے میں بیٹھا وجود اور عدم وجود کے گہرے فلسفے پر غور کر رہا ہے جناب کہ یہ سارا فساد اس وجود کا ہے۔ مطلب ہے کہ اگر عمران نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ ہمارے ایک مشہور شاعر نے کہا ہے کہ مجھے اس ہونے نے ڈبویا ہے اگر میں نہ ہوتا تو کیا ہوتا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"یہ تم پر آج شاعری اور فلسفے کا بھوت کیوں سوار ہو گیا ہے"۔ سر سلطان نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ کے اس قول کے خلاف کہ آپ فلسفے اور شاعری کو بھوت قرار دے رہے ہیں ساری دنیا کے شاعر اور فلاسفر ہنگامہ برپا کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بشرطیکہ تم اگر چاہو تو۔ بہرحال میں نے معلوم کر لیا ہے۔ راحت فیاض کی لاش اس کی رہائش گاہ سے ملی ہے۔ اس کا چہرہ مسخ کر دیا گیا ہے۔ وہ ان دنوں اکیلا رہتا تھا۔ اس نے بیوی کو طلاق دے دی تھی اور اس کا کوئی بچہ نہ تھا۔ پولیس کا خیال ہے کہ ایسا اس کی بیوی کے رشتہ داروں نے انتقامی طور پر کیا ہے لیکن اب تمہاری بات کے بعد تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی غیر ملکی سازش کے تحت ہوا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ہاں۔ آپ اس کی بے چاری بیوی کے رشتہ داروں کی پولیس

سے جان بچوا دیجئے۔ یہ مسئلہ دوسرا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے اب ایسا ہی ہو گا ورنہ پولیس تو انہیں زبردستی مجرم بنا کر چھوڑے گی لیکن سلسلہ کیا ہے۔ کیا سازش ہو رہی ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"شاہین طیاروں میں کار کس ریز پر مبنی جو آلہ فٹ کیا گیا ہے اس سلسلے میں اناڈا کے جاسوس معلومات حاصل کر رہے تھے اور انہوں نے اس کے لئے راحت فیاض کو استعمال کیا۔ راحت فیاض نے ان سے رقوم تو لے لیں لیکن انہیں ان کی مطلوبہ معلومات مہیا نہ کیں تو انہوں نے راحت فیاض کو ہلاک کر کے خود اس کے روپ میں جا کر معلومات حاصل کر لیں۔ ایسا کرنے والا ایک کار سے ٹکرا کر سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا اور کار والوں نے اسے سول ہسپتال میں داخل کرا دیا جہاں وہ تین چار روز سے بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ میں اس قادر علی کی وجہ سے وہاں پہنچا اور پھر آپ کے ساتھ وہاں سے گزرتے ہوئے اس پر میری نظر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہ میک اپ میں ہے جس پر میں چونکا اور میں نے اسے سپیشل ہسپتال شفٹ کرا دیا۔ وہاں اسے ہوش میں لایا گیا۔ اس کا میک اپ واش کیا گیا تو وہ اناڈین تھا۔ اس سے معلومات ملی ہیں کہ اس نے راحت فیاض بن کر یہ معلومات حاصل کی ہیں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا واقعی پاکیشیا پر خصوصی کرم ہے

کہ وہ اس کے دشمنوں کو اس طرح ظاہر کرا دیتا ہے۔ لیکن اب کیا کرنا ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"شاہین طیارے کی خصوصی حفاظت کرنی ہے اور کیا کرنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ہو رہی ہو گی لیکن تم اس سلسلے میں کچھ نہ کرو گے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"میں بھی کچھ نہ کچھ تو کروں گا۔ اب ظاہر ہے اس اہم ترین معاملے میں پیچھے تو نہیں ہٹ سکتا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم خود اس معاملے پر کام کرو۔ یہ واقعی ملکی دفاع کا اہم مسئلہ ہے"...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا سوچا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس جانسن نے صرف معلومات مہیا کی ہیں اور اس کا یہی کام تھا۔ اب اس آلے کو حاصل کرنے کے لئے ظاہر ہے اناڈا کے ایجنٹ یہاں آئیں گے اور جہاں تک میری معلومات ہیں اناڈا کی سب سے اہم اور مین ایجنسی ڈاسن ہے۔ اب وہاں سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی ورنہ اب ہم اس آلے کی حفاظت اس طرح تو نہیں کر سکتے کہ وہاں ایئرپورٹ پر پہرہ دیتے رہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن یہ معلومات ملیں گی کہاں سے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کوشش کرنے سے سب کچھ مل سکتا ہے۔ تم وہ عمرو عیار کی زنبیل مجھے دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور سرخ رنگ کی جلد والی ضخیم ڈائری اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں نام، پتے اور فون نمبرز درج تھے اور عمران نے اسے عمرو عیار کی زنبیل اس لئے کہا تھا کہ اس میں سے ہمیشہ اسے اپنے مطلب کی معلومات مل جایا کرتی تھیں۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ وہ کافی دیر تک ورق گردانی کرتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری کو میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے اناڈا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت گوام کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اناڈا اور گوام کے رابطہ نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون

آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
دی۔ لہجہ اناڈین تھا اس لیئے بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران نے گوام
انکوائری کو کال کیا ہے۔
"فرین کلب کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دو
طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آ
ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"فرین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنا
دی۔
"سارٹر سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھم
بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"پاکیشیا سے۔ اوہ۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک
کر کہا گیا۔
"ہیلو۔ سارٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آ
سنائی دی۔
"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران
کہا۔
"پرنس آف ڈھمپ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کو
ہیں"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
"تو تمہیں یاد دلانا پڑے گا کہ لانگ مین سینڈیکیٹ سے تمہار

ٹریسیا کو بچا کر تمہارے حوالے کرنے والا کون تھا"...... عمران
منہ بناتے ہوئے کہا۔
اوہ۔ اوہ۔ پرنس۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری۔ رئیلی ویری
ری۔ آپ نے اس قدر طویل عرصے بعد کال کیا ہے کہ میں واقعی
ل گیا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ فرمائیں۔ آپ کا احسان تو شاید میں اور
یسیا قیامت تک نہ اتار سکیں گے"...... اس بار سارٹر نے انتہائی
نے ہوئے لہجے میں کہا۔
میں نے کسی احسان جتانے کے لئے تمہیں یہ بات یاد نہیں
ی۔ صرف تمہاری یادداشت واپس لانے کے لئے یہ بات کرنا پڑی
مجھے۔ ویسے ٹریسیا کی یادداشت یقیناً تم سے بہتر ہو گی اس لئے
کا فون نمبر بتا دو تا کہ میں اسے بتاؤں کہ سارٹر نے مجھے پہچاننے
انکار کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اب تک تمہارے سر پر
باقی رہ گئے ہیں تو وہ بھی صاف ہو جائیں گے"...... عمران
ا تو دوسری طرف سے سارٹر بے اختیار ہنس پڑا۔
آپ درست کہہ رہے ہیں۔ ٹریسیا کو واقعی اگر معلوم ہو جائے
یں نے آپ کو نہیں پہچانا تو بال تو بال وہ میری کھوپڑی ہی توڑ
کھ دے گی۔ بہرحال میں نے سوری کہہ دیا ہے۔ امید ہے آپ
معذرت واقعی قبول کر لیں گے"...... سارٹر نے کہا۔
اوکے۔ ٹریسیا کی خاطر تمہیں معاف کرنا ہی پڑے گا۔ آخر تم
خوبصورت اور خوب سیرت خاتون کے شوہر نامدار ہو۔ یہ اور

بات ہے کہ بے چاری ٹریسیا کی قسمت میں تم ہی لکھے گئے تھے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سارٹر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" آپ واقعی ٹریسیا کے ہاتھوں مجھے پٹوانا چاہتے ہیں۔ بہرحال آپ کی مرضی"...... سارٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میری مرضی سے کیا ہوتا ہے۔ سب کچھ ٹریسیا کی مرضی سے ہو گا۔ میں نے تو تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تم کسی زمانے میں اناڈا کی سرکاری ایجنسی ڈاسن میں رہے ہو۔ کیا اب بھی اس سے تمہارے تعلقات ہیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ نہیں پرنس۔ اس بات کو تو طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب تو میرا کوئی رابطہ نہیں رہا اس ایجنسی سے۔ لیکن آپ کو اس سے کیا کام پڑ گیا ہے۔ مجھے بتائیں۔ میں کوشش تو کر سکتا ہوں"۔ سارٹر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ ڈاسن پاکیشیا کے کسی دفاعی راز کے حصول کے لئے اپنے ایجنٹ پاکیشیا بھیج رہی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں کوئی کنفرمیشن مل جائے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ پھر مجھے وقت دیں۔ آپ ایسا کریں کہ نصف گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا گوام کے ایئرپورٹ سے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کتنے افراد

[illegible] سے پاکیشیا کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ ان کی یہاں چیکنگ کی جا سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ پاکیشیا اور اناڈا کے درمیان اب سینکڑوں ہزاروں افراد سفر تو نہ کرتے ہوں گے لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ وہ ایجنٹ وہاں سے براہ راست پاکیشیا ہی آئیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر سارٹر کو کال کیا۔

" پرنس۔ میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ آپ فون نمبر نوٹ کر لیں۔ اس نمبر پر آپ کا رابطہ ایک آدمی انتھونی سے ہو گا۔ اسے آپ میرا حوالہ دے کر بات کریں گے تو جو کچھ وہ جانتا ہو گا وہ آپ کو ضرور بتا دے گا لیکن وہ معلومات کی قیمت وصول کرتا ہے۔ وہ جو قیمت بھی کہے آپ حامی بھر لیں اور پھر مجھے اطلاع دے دیں۔ میں ادا کر دوں گا"...... سارٹر نے کہا۔

" اچھا۔ کیا کسی امیر بیوہ سے تو خفیہ شادی نہیں کر لی تم نے ورنہ پہلے تو تمہارے اس فرین کلب میں الو بولا کرتے تھے"۔ عمران نے کہا تو سارٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

" پہلے واقعی ایسا ہوتا تھا لیکن اب فرین کلب گوام کا سب سے [illegible] اور مہنگا کلب ہے"...... سارٹر نے کہا۔

" اوکے۔ اس آفر کا بے حد شکریہ۔ پھر بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر

سارٹر کے بتائے ہوئے فون نمبر رابطہ نمبروں کے بعد ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" انتھونی بول رہا ہوں"...... ایک سرد سی آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ آپ کا فون نمبر مجھے فرین کلب کے سارٹر نے دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ فرمائیے۔ کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا گیا تو عمران نے وہی بات دوہرا دی جو اس سے پہلے اس نے سارٹر سے پوچھی تھی۔

" دس ہزار ناڈین ڈالر دیں تو اس سلسلے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کتنا وقت صرف ہو گا معلومات حاصل کرنے میں"...... عمران نے کہا۔

" صرف دو گھنٹے۔ لیکن یہ میں بتا دوں کہ تفصیلات نہیں مل سکتیں۔ صرف ابتدائی معلومات ہی مل سکتی ہیں"...... انتھونی نے کہا۔

" اوکے۔ آپ دس ہزار ڈالر سارٹر سے وصول کر سکتے ہیں۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ وہ مجھے فون کر دے گا تو میں کام شروع کر دوں گا"...... انتھونی نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے سارٹر کو

دس ہزار ڈالر کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ وہ اس کے کلب کے پتے پر رقم بھجوا دے گا جس پر سارٹر نے حامی بھر لی اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔ پھر دو گھنٹوں بعد عمران نے دوبارہ انتھونی سے رابطہ قائم کیا۔

"مسٹر پرنس۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ڈاسن کا چیف ایجنٹ ڈیرکی اور اس کی گرل فرینڈ گلوریا جو ایک دوسرے سیکشن کی انچارج ہے پاکیشیا کے لئے دو روز قبل روانہ ہوئے ہیں۔ اس سے زیادہ معلومات نہیں مل سکیں اور نہ مل سکتی ہیں"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈیرکی اور گلوریا کے حلیوں یا ان کے قدوقامت کے بارے میں کوئی تفصیل مل سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ان سے براہ راست ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے اور نہ اب ہو سکتا ہے"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس فلائٹ سے پاکیشیا کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ اس فلائٹ کا نمبر اور ناڈا سے اس کی روانگی کا وقت اور کیا یہ دونوں اپنے اصل ناموں سے روانہ ہوئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ معلوم ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ آدھے گھنٹے بعد فون کریں"...... انتھونی نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مشن کا آغاز ہو چکا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اتفاق ہے کہ جانسن کو حادثہ اس وقت پیش آیا جب معلومات اناڈا ٹرانسفر کر چکا تھا۔ بہر حال ذیرکی اور گلوریا اب جادوگر تو نہیں ہیں کہ یہاں پہنچتے ہی جادو کی چھڑی گھمائیں گے اور مشن مکمل کر لیں گے۔ ہمارے لئے بہر حال اتنا ہی غنیمت ہے کہ ہمیں ان کے نام اور دوسری معلومات مل گئی ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد اس نے دوبارہ انتھونی سے رابطہ قائم کیا۔

"مسٹر پرنس۔ وہ دو روز قبل گوام سے روانہ ہوئے ہیں اپنے اصل ناموں سے"...... انتھونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فلائٹ کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"گوام میں اپنے فارن ایجنٹ کو کہہ دینا کہ وہ دس ہزار اناڈین ڈالر فرین کلب کے سارٹر کو پہنچا دے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"دو روز قبل اناڈا کے دارالحکومت گوام سے ایک مرد جس کا نام ذیرکی ہے اور ایک عورت جس کا نام گلوریا ہے اپنے اصلی ناموں سے پاکیشیا پہنچے ہیں۔ یہاں ایئر پورٹ پر ان کے کاغذات کے بارے میں تفصیل کمپیوٹر میں موجود ہو گی اور ان کے پاسپورٹوں پر ان کی تصاویر بھی موجود ہوں گی۔ صفدر سے کہو کہ وہ ایئر پورٹ سے ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے تمہیں پہنچائے اور تم ممبران کو کہہ دو کہ ان دونوں کو دارالحکومت میں تلاش کریں اور ان کے بارے میں جو معلومات ملیں وہ مجھے فوراً پہنچائی جائیں۔ فلائٹ کے بارے میں تفصیلات نوٹ کر لو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر فلائٹ کے بارے میں تفصیلات بتا کر اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے کہا۔

"اناڈا کی سرکاری ایجنسی ڈاسن کے دو ایجنٹ ڈیرکی اور گلوریا پاکیشیا پہنچے ہیں۔ انہوں نے لازماً یہاں اناڈا سے متعلق کسی گروپ کی خدمات حاصل کی ہوں گی تا کہ رہائش گاہ، کاریں اور اسلحہ وغیرہ

حاصل کر سکیں۔ تم ایسے گروپس کے بارے میں معلومات حاصل
کرو اور پھر ان دونوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے
اطلاع دو۔ اوور"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے
اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
"میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس ایئر
پورٹ پر بھی چیکنگ کرنی چاہئے جہاں شاہین طیارے موجود ہیں
کیونکہ انہوں نے بہرحال وہیں کام کرنا ہے"...... بلیک زیرو نے
کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اس بارے میں سر سلطان
کے ذریعے وزارت دفاع سے بات کرنا ہو گی ورنہ عام حالات میں تو
کسی کو وہاں جانے کی بھی اجازت نہ ہو گی"...... عمران نے کہا اور
بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیرک اور گلوریا پاکیشیا کے دارالحکومت کی ایک رہائش گاہ کے
ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے ایکریمین میک
اپ کیا ہوا تھا۔ ان کے پاس کاغذات بھی ایکریمیا کے تھے۔ کاغذات
کی رو سے وہ ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے اور ان
کاغذات کی رو سے ان کے نام راسٹر اور ڈیزی تھے۔ وہ گوام سے براہ
راست پاکیشیا کے لئے روانہ ہوئے تھے لیکن راستے میں ہی ڈراپ ہو
کر دونوں وہاں سے ایکریمیا چلے گئے۔ البتہ ڈیرک کے ساتھی جن کی
تعداد چار تھی سیدھے پاکیشیا چلے گئے تھے تاکہ وہاں جا کر ابتدائی
تحقیقات کر سکیں۔ ان دونوں کا ارادہ تو گوام سے براہ راست
پاکیشیا جانے کا تھا لیکن راستے میں گلوریا نے ڈیرک کو مشورہ دیا کہ
انہیں براہ راست نہیں جانا چاہئے اور نہ ہی اپنے اصل ناموں سے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اناڑا سے آنے والے تمام

مسافروں کو چیک کر رہی ہو اور اس طرح وہ ابتدا ہی میں نگرانی کے چکر میں پھنس سکتے ہیں۔ البتہ ان کے ساتھی جو پہلے ہی ایکریمیا میک اپ میں تھے ان کے براہ راست جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور گلوریا کی یہ بات ڈیرک کی بھی سمجھ میں آگئی تھی اس لئے وہ دونوں راستے میں ہی ڈراپ ہو گئے اور پھر ایک اور فلائٹ سے وہ ایکریمیا پہنچے جہاں ایک خاص ایجنسی کے ذریعے انہوں نے راسز اور ڈیزی کے کاغذات حاصل کئے اور وہاں ایسے انتظامات کئے کہ اگر ان کے کاغذات کی چیکنگ کی جائے تو وہ اصل ثابت ہوں اور پھر وہ ایکریمیا سے پاکیشیا پہنچے۔ ان کے ساتھیوں نے پہلے ہی ایک مقامی اناڈین سے دو علیحدہ رہائش گاہوں کا بندوبست کر لیا تھا جن میں سے ایک رہائش گاہ میں وہ دونوں اس وقت موجود تھے جبکہ ڈیرک کے ساتھی علیحدہ رہائش گاہ میں موجود تھے۔

"اب ہم نے کیا کرنا ہے"..... گلوریا نے کہا۔

"مشن مکمل کرنا ہے اور کیا کرنا ہے"..... ڈیرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے لئے کیا پلان بنایا ہے تم نے"..... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ کاگاری اڈے پر شاہین طیارے موجود ہیں۔ ہم نے وہاں ریڈ کرنا ہے اور پھر ان میں سے ایک طیارے سے کارکس ریز آلہ اتار کر واپس گوام پہنچنا ہے"..... ڈیرک نے جواب

دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو یا تمہارا ذہن یہاں پاکیشیا کی آب و ہوا میں آکر ماؤف ہو گیا ہے"..... گلوریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ اس میں اتنا غصہ کرنے کی کیا بات ہے"..... ڈیرک نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"غصے کی بات تو ہے کہ تم نے ایسے جواب دیا ہے جیسے تم مجھ سے بھی اپنا پلان چھپانا چاہتے ہو۔ اس کی وجہ۔ کیا تمہارا خیال ہے میں قابل اعتماد نہیں ہوں"..... گلوریا کا غصہ اور بڑھ گیا تو ڈیرک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم واقعی غصے میں اور زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہو اس لئے میرا جی چاہتا ہے کہ کبھی کبھی تمہیں غصہ ضرور دلاؤں۔ ویسے ایک بات تو یہ ہے کہ ابھی میں نے کوئی پلان نہیں بنایا اس لئے کہ پلان اس وقت بنایا جاتا ہے جب معروضی حالات معلوم ہوں۔ اب دیکھو ہمیں صرف اڈے کا نام معلوم ہے اور اس اڈے کے بارے میں تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں علم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کیا پلان بنایا جا سکتا ہے۔"..... ڈیرک نے کہا تو اس بار گلوریا بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہی بات تم پہلے نہیں کر سکتے تھے۔ تو پھر اٹھو چلیں اور اس اڈے کا محل وقوع دیکھ کر آئیں تاکہ پلان بنایا جا سکے"..... گلوریا

نے کہا۔
"جیکب کے ذمے میں نے یہ کام لگا دیا ہے۔ وہ ایسے معاملات
میں بے حد ہوشیار ہے اس لئے جلد ہی اس کی طرف سے تمام
معلومات مل جائیں گی۔ ہمارا وہاں جانا فی الحال درست نہیں ہوگا
کیونکہ لازماً وہاں سیکرٹ سروس نے نگرانی کے انتہائی سخت انتظامات
کئے ہوئے ہوں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ تم اس پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کچھ زیادہ
ہی مرعوب ہو گئے ہو"...... گلوریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں حقائق کو حقائق ہی سمجھتا ہوں گلوریا اس لئے مجھے معلوم
ہے کہ یہ مشن بظاہر جتنا آسان نظر آ رہا ہے اتنا ہی مشکل ثابت ہو
گا۔ بہرحال پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاملہ یقیناً جلد ہی
کلیئر ہو جائے گا"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔
"لیکن کیا جیکب مشکوک نہیں ہو جائے گا"...... گلوریا نے کہا۔
"جیکب انتہائی سمجھ دار آدمی ہے۔ وہ براہ راست وہاں نہیں
جائے گا۔ اس کے لئے لازماً کوئی نہ کوئی ذریعہ تلاش کرے گا"۔
ڈیرکی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی
گھنٹی بج اٹھی۔
"یہ یقیناً جیکب کی طرف سے اطلاع ہو گی"...... ڈیرکی نے کہا
اور رسیور اٹھا لیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔
"یس۔ راسٹر بول رہا ہوں"...... ڈیرکی نے خالصتاً ایکریمی لہجے

میں کہا۔
"گراہم بول رہا ہوں راسٹر"...... دوسری طرف سے چیف کی
آواز سنائی دی تو ڈیرکی کے ساتھ ساتھ گلوریا بھی بے اختیار اچھل پڑی
کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ چیف اس طرح اچانک انہیں
کال کرے گا۔ چونکہ ڈیرکی نے اپنا دوسرا نام بتایا تھا اس لئے چیف
نے بھی اپنے نام سے کال کا جواب دیا تھا ورنہ عام حالات میں ٹیم کے
نام کی بجائے وہ صرف چیف کا لفظ استعمال کرتا تھا۔
"اوہ آپ۔ آپ نے کیسے میرا فون نمبر معلوم کیا ہے"...... ڈیرکی
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جیکب کو میں نے کہا ہوا تھا کہ وہ وہاں پہنچتے ہی تفصیلات مجھے
ٹیلیکس کر دے۔ اس طرح تمہارے بارے میں پوری تفصیلات مجھ
تک پہنچ چکی ہیں"...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا۔ یہ بات ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔
"کیا تم اپنے ساتھ زیرو فون لے آئے ہو"...... گراہم نے کہا۔
"ہاں"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔
"تو اسے آن کر دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیرکی نے رسیور رکھا اور اٹھ کر الماری کی
طرف بڑھ گیا جس میں اس کا بیگ موجود تھا۔
"کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ چیف زیرو فون پر کال کرنا چاہتا
ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"ہاں" ...... ڈیرک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ
میں سے سیاہ رنگ کا ایک فون نکالا اور اسے لا کر وہ دوبارہ کرسی
بیٹھ گیا۔ اس نے اس کا ایریل اونچا کیا اور پھر اسے آن کر دیا۔ یہ
فون خاص بیٹری سے کام کرتا تھا اور اس کا رابطہ ایک سیٹلائٹ کے
ذریعے تھا اس لئے نہ اس کی کال کو ٹریس کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس
پر ہونے والی بات چیت سنی جا سکتی تھی۔ جیسے ہی ڈیرک نے اسے آن
کیا گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ ڈیرک نے اس کے لاؤڈر کا بٹن
پریس کیا اور پھر فون آن کر دیا۔

"چیف کالنگ" ...... دوسری طرف سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ میں ڈیرک بول رہا ہوں" ...... ڈیرک نے جواب
دیا۔

"سنو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے پرنس آف ڈھمپ کے
پاس تمہارے اور گلوریا کے بارے میں معلومات پہنچ چکی ہیں کہ تم
دونوں گوام سے پاکیشیا گئے ہو۔ جس فلائٹ سے تم گئے تھے اس کی
تمام تفصیلات بھی پرنس آف ڈھمپ تک پہنچا دی گئی ہیں اور تم
جانتے ہو کہ پرنس آف ڈھمپ کون ہے" ...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ یہ علی عمران کا کوڈ نام ہے" ...... ڈیرک نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا خیال درست تھا کہ ریسرچ
سیل کا آدمی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا ہے اور شاید اسے
یہ معلوم تھا کہ اس کی حاصل کردہ معلومات ڈاسن تک پہنچائی گئی

...... چیف نے کہا۔

انتہائی حیرت انگیز بات ہے چیف کہ یہ لوگ اتنی جلدی اتنی
ست معلومات تک پہنچ گئے ہیں۔ ہم راستے میں ڈراپ ہو کر
یا چلے گئے اور پھر وہاں سے ایکریمین میک اپ میں اور
مین کاغذات میں یہاں پہنچے ہیں ورنہ تو ہم شاید ایئرپورٹ پر ہی
ے جاتے۔ لیکن یہ سب کیسے ہوا۔ انہوں نے ہمارے بارے
سے معلومات حاصل کر لیں" ...... ڈیرک نے انتہائی حیرت
ے لہجے میں کہا۔

یہاں ایک شخص انتھونی رہتا ہے۔ اس نے مخبری کا نیٹ ورک
یا ہوا ہے لیکن وہ انتہائی اہم لوگوں کے لئے کام کرتا ہے۔
ن کا ایک دوست گوام میں ہے جس کا نام سارٹر ہے۔ وہ انتھونی
بھی لنک ہے۔ عمران نے اس سارٹر سے بات کی اور اس سے پوچھا
سن میں اس کے تعلقات ہیں یا نہیں۔ کیا وہ ڈاسن کے بارے
معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ سارٹر کسی زمانے میں ڈاسن میں
کرتا رہا ہے لیکن سارٹر نے معذرت کر لی۔ البتہ اس نے انتھونی
و پتہ بتا دیا۔ انتھونی نے اس سے رقم وصول کر کے یہ معلومات اسے
ر دیں کہ ڈیرک اور گلوریا دونوں جو ڈاسن کے اہم ایجنٹ ہیں
یشیا گئے ہیں۔ اس سے زیادہ اسے معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ اس
ے اس فلائٹ کی تفصیلات بھی اسے مہیا کر دیں جس پر تم دونوں
گئے تھے۔ مجھے یہ اطلاع مل گئی تو میں نے انتھونی کو ہیڈ کوارٹر اٹھوا لیا

اور پھر اسے اس راز کو آؤٹ کرنے کے جرم میں گولی مار دی گئی
لیکن بہرحال تمہارے بارے میں اطلاع عمران تک پہنچ چکی ہے اس
لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری
قوت سے تمہیں تلاش کرے گی اور ان طیاروں کی حفاظت بھی
کرے گی کیونکہ انہیں ایک لحاظ سے اصل مشن کا بھی علم ہو چکا ہے
اور اس بات کا علم بھی ہو چکا ہے کہ اس مشن کی تکمیل کے لئے تم
پاکیشیا پہنچ چکے ہو"...... چیف گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ عمران کو ہم سے ٹکرا کر معلوم ہو
جائے گا کہ ایجنٹ دراصل کسے کہتے ہیں۔ ویسے وہ ہمیں تلاش بھی نہ
کر سکے گا"...... ڈیرکی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتی ہے اس
لئے تم نے بھی انتہائی تیزی سے کام کرنا ہے"...... چیف گراہم نے
کہا۔

"یس چیف۔ میں سمجھتا ہوں"...... ڈیرکی نے جواب دیا تو
دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا اور ڈیرکی نے بھی
فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔

"کمال ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ یہ لوگ اس قدر جلد
اس قدر درست معلومات حاصل کر لیں گے"...... گلوریا نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس عمران کو یونہی خطرناک نہیں

سمجھا جاتا۔ ان کی کارکردگی ایسی ہی ہے"...... ڈیرکی نے کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو ڈیرکی نے رسیور اٹھا لیا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... ڈیرکی نے اپنا دوسرا نام بتاتے ہوئے
کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جیکب کی
آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"باس۔ میں نے اس ایئرپورٹ پر کام کرنے والے ایک آدمی کا
کھوج لگا لیا ہے۔ یہ شخص وہاں سب انجینئر ہے۔ اس کا نام اسلم ہے
اور یہ سنڈے کو چھٹی کر کے اپنے گھر جاتا ہے اور ہر سنڈے کی رات
یہاں کے ایک مشہور کلب جاز میں گزارتا ہے۔ آج سنڈے ہے
اس لئے وہ لازماً رات کو جاز کلب پہنچے گا۔ میں نے جاز کلب کا ایک
چکر لگایا ہے۔ وہ اوپن کلب ہے۔ البتہ جاز کلب کے عقب میں ایک
گلی ہے جہاں جاز کلب کا عقبی دروازہ ہے۔ اس گلی میں ایک چھوٹا سا
مکان ہے جس کے مکین چھٹیاں گزارنے دارالحکومت سے باہر گئے
ہوئے ہیں۔ اس مکان پر تالا لگا ہوا تھا۔ میں نے اس تالے کو کھول
دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مکان میں پہنچ جائیں۔ میں اس
آدمی کو وہاں لے آؤں گا پھر اس سے اڈے اور طیارے کے بارے
میں پوری تفصیل معلوم کر لیں اور اگر ہو سکے تو آج رات ہی ہم

مشن مکمل کر لیں"...... جیکب نے کہا۔

"لیکن فوری طور پر اگر ایسا نہ ہو سکا اور کل وہ ڈیوٹی پر نہ پہنچ تو معاملات خراب بھی ہو سکتے ہیں"...... ڈیرکی نے کہا۔

"پھر آپ جیسا کہیں"...... جیکب نے کہا۔

"کیا یہ آدمی دولت وصول کر کے کام کر سکے گا"...... ڈیرکی نے کہا۔

"فوری طور پر تو معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اس سے بات ہو سکتی ہے۔ لیکن باس میرا خیال ہے کہ اتنا بڑا اقدام یہ شخص نہیں کر سکتا۔ یہ کام بہرحال ہمیں خود ہی کرنا ہو گا البتہ اس سے معلومات مل سکتی ہیں"...... جیکب نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم وہاں پہنچ جائیں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"رات دس بجے سے پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں۔ مکان کا دروازہ آپ کو کھلا ہوا ملے گا۔ میں نے مکان کا جائزہ لیا ہے۔ اس میں تہہ خانہ بھی موجود ہے جہاں اس شخص سے تفصیل سے پوچھ گچھ بھی ہو سکے گی"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ہم پہنچ جائیں گے لیکن تم خیال رکھنا اس آدمی کی نگرانی نہ ہو رہی ہو"...... ڈیرکی نے کہا۔

"نگرانی۔ کیا مطلب باس"...... دوسری طرف سے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا تو ڈیرکی نے اسے چیف کی طرف سے

ملنے والی اطلاع کے بارے میں بتا دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں اس بات کا بھی خیال رکھوں گا"۔ جیکب نے کہا اور ڈیرکی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"میں چیک کروں گا کہ اگر اس آدمی کا قد و قامت میرے جیسا ہوا تو ہو سکتا ہے کہ کل میں اس کی جگہ اڈے پر پہنچ جاؤں۔ پھر مشن آسانی سے مکمل ہو جائے گا"...... ڈیرکی نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں ہر لحاظ سے بڑی سخت چیکنگ ہو رہی ہو گی اور تم نہ ان لوگوں کی مقامی زبان بول سکتے ہو اور نہ ان جیسا لہجہ بنا سکتے ہو اس لئے اس قسم کی حماقت نہ کرنا۔ ہمیں معلومات مل جائیں پھر ہم وہاں باقاعدہ ریڈ کریں گے"...... گلوریا نے کہا۔

"ریڈ کرنے سے ہمیں اتنا موقع نہیں مل سکتا کہ ہم آلہ اتار کر واپس نکل سکیں اور دوسری بات یہ کہ فوری طور پر دارالحکومت کو بھی سیل کر دیا جائے گا اس لئے ہمیں شاہین طیارہ اغوا کرنا ہو گا اور اسے کسی ایسے ملک یا دور دراز کے کسی متروک ایئرپورٹ پر اتارنا ہو گا کہ ہمیں آلہ اتارنے کے بعد وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل سکے"۔ ڈیرکی نے کہا اور گلوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور آفس میں داخل ہو گیا۔ آفس خاصا بڑا
اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ سامنے ہی آفس ٹیبل کے پیچھے
ایک درمیانے قد اور فٹ بال جیسے جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
اس کے سر پر بال خاردار تاروں کے گچھے جیسے تھے۔ چہرہ بھاری اور
کرخت تھا۔ تنگ پیشانی اور تیز اور چمکدار آنکھوں کا مالک یہ آدمی
روگر تھا۔ ماسٹر روگر۔ جسے دارالحکومت کی زیر زمین دنیا میں ایک
نمایاں مقام حاصل تھا۔ وہ ایک خاص گروپ کا چیف تھا جسے زیر
زمین دنیا میں روگر گروپ کہا جاتا تھا۔ یہ گروپ خود جرم کرنے کی
بجائے بڑے بڑے جرائم پیشہ گروپس سے حصہ وصول کیا کرتا تھا اور
کسی بھی دوسرے گروپ سے ان کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس روگر
گروپ کے افراد انتہائی سفاک، خطرناک اور لڑائی بھڑائی میں ماہر
سمجھے جاتے تھے۔ وہ ایک آدمی تو کیا پورے شہر کو میزائلوں سے اڑا

دینے میں معمولی سی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ بھی نہ کرتے تھے۔ اس کے
ساتھ ساتھ انتہائی برق رفتاری سے کام کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ
روگر گروپ کا رعب اور دبدبہ ان دنوں دارالحکومت کی زیر زمین دنیا
میں اپنے پورے عروج پر تھا۔ روگر کو زیر زمین دنیا میں نمودار ہوئے
بھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ وہ اناڈین نژاد تھا اور اس نے اناڈا سے آ
کر پاکیشیا میں روگر کلب کے نام سے ایک کلب بنایا اور پھر آہستہ
آہستہ اس کی طاقت اور اس کا کام بڑھتا چلا گیا۔ روگر انتہائی شاطر
آدمی سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ ٹائیگر کا تعلق ایسے گروپس سے پڑتا رہتا تھا
اس لئے وہ روگر اور اس کے گروپ سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔
شروع شروع میں روگر نے ٹائیگر کو بھی آفر کی تھی کہ وہ اس
کے گروپ میں شامل ہو جائے لیکن ٹائیگر نے صاف انکار کر دیا تھا اور پھر
روگر کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ٹائیگر آزاد حیثیت سے کام کرنے کا
عادی ہے اس لئے اس کے بعد اس نے اس سے کبھی یہ بات دوبارہ
نہیں کی تھی۔ ٹائیگر کبھی کبھار اس سے ملنے اس کے کلب چلا جاتا تھا یا
کبھی کوئی ایسا کام جو روگر گروپ کے آدمی نہ کر سکتے تھے وہ ٹائیگر کو
دے دیا کرتا تھا۔ عمران نے جب اسے کال کر کے کہا کہ دو اناڈین
ایجنٹ پاکیشیا آ رہے ہیں یا آ چکے ہیں اور وہ ایسے گروپس سے ان کے
بارے میں معلومات حاصل کرے جن کا تعلق اناڈا سے ہو اور جو
انہیں رہائش گاہیں، کاریں اور اسلحہ مہیا کر سکتے ہوں تو ٹائیگر نے
سب سے پہلے روگر سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر

ان ایجنٹوں نے روگر سے رابطہ نہ بھی کیا ہو گا تب بھی روگر
آسانی سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کر لے گا۔

"آؤ ٹائیگر۔ آؤ۔ آج اچانک کیسے آئے ہو"...... روگر نے کر
سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
اس کا جسم فٹ بال کی طرح گول تھا لیکن اس کے انداز میں بے پ
پھرتی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا سرے سے کوئی وزن ہی نہ ہو ا
فٹ بال کی طرح اس کے جسم میں بھی ہوا بھری ہوئی ہو۔

"اچانک تو نہیں آیا۔ پہلے میں نے فون پر اپنی آمد کی اطلاع د
ہے"...... ٹائیگر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی اچانک ہی ہے ورنہ پہلے تو تمہیں بلوایا بھی جائے ت
تمہیں آتے آتے کئی دن لگ جاتے تھے"...... روگر نے مسکرا
ہوئے کہا اور پھر وہ اپنی جہازی سائز کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر میز ک
سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس وقت تمہیں مجھ سے کام ہوتا تھا۔ اب مجھے تم سے کام
ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو روگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ کیا کام ہے بتاؤ"...... روگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا کوئی تعلق اناڈا کی کسی سرکاری ایجنسی سے
تو نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس
کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سرکاری ایجنسی سے۔ کیا مطلب۔ تمہارا کسی سرکاری ایجنسی

سے کیا تعلق"...... روگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میں فری لانسر انداز میں کام کرتا ہوں۔
ایک پارٹی نے کام دیا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے
جواب دیا۔

"کیا کام ہے"...... روگر نے کہا۔

"پہلے جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔ اس کے بعد میں تمہیں
تفصیل بتاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میرا کسی سرکاری ایجنسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ تم
میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہو"...... روگر نے کہا۔

"یہاں اناڈا کے کون کون سے ایسے گروپ ہو سکتے ہیں جو اناڈا
سے آنے والے سرکاری ایجنٹوں کو رہائش گاہیں اور اسلحہ وغیرہ مہیا کر
سکیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم کھل کر بات کرو ٹائیگر۔ مجھے اس طرح کے انٹرویو دینے کی
عادت نہیں ہے"...... اس بار روگر نے قدرے خشمگیں سے لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر روگر ہو تو میرا
نام ٹائیگر ہے اور میرے بارے میں بھی تم اچھی طرح جانتے ہو کہ
مجھے کون کون سی عادت پسند ہے اور کون کون سی نہیں"۔ ٹائیگر کا
لہجہ بھی یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"تم کھل کر بات کیوں نہیں کرتے۔ پہیلیاں کیوں بجھوا رہے

ہو"...... روگر نے کہا۔

" اناڈا کی سرکاری ایجنسی ڈاسن کے دو ایجنٹ جن میں ایک عورت ہے اس کا نام گلوریا ہے اور ایک مرد ہے جس کا نام ڈیرک ہے پاکیشیا آرہے ہیں یا آچکے ہیں۔ وہ یہاں کوئی بڑا مشن لے کر آئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا گروپ بھی ان کے ساتھ ہو۔ بہرحال انہیں یہاں رہائش گاہیں، اسلحہ اور کاریں وغیرہ چاہئے ہوں گی او مجھے یہ کام دیا گیا ہے کہ میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ ایجنٹ لوگ زیر زمین دنیا سے کیوں رابطہ کریں گے۔ ان کے پاس بے اندازہ رقم ہوتی ہے۔ وہ کسی بھی اسٹیٹ ایجنسی کے ذریعے رہائش گاہیں حاصل کر سکتے ہیں"...... روگر نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہارا کوئی تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے نہیں ہے ورنہ تمہیں معلوم ہوتا کہ عام کاروباری اسٹیٹ ایجنسیاں غیر ملکیوں کے کاغذات کی نقول اپنے ریکارڈ میں رکھتی ہیں اور جن غیر ملکیوں کو وہ رہائش گاہیں مہیا کرتے ہیں ان کے بارے میں پولیس یا انتظامی افسران کو باقاعدہ رپورٹ بھجواتے ہیں۔ ایسی صورت میں جو لوگ یہاں کوئی خفیہ مشن ملک کے خلاف مکمل کرنے آتے ہیں وہ ان لوگوں سے کیسے رابطہ کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے ایسے لوگوں سے کام لینا ہے جن تک پولیس یا اعلیٰ

انتظامیہ کی اپروچ ہی نہ ہو سکے اور وہ خفیہ رہ کر کام کر سکیں"۔ ٹائیگر نے تفصیل سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے اس بارے میں معلوم نہیں ہے کیونکہ میرا کبھی ایسے لوگوں سے واسطہ نہیں پڑا۔ لیکن اب تم چاہتے کیا ہو۔ ہم سے تو کسی نے کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ میں اس قسم کے کام کرتا ہوں"...... روگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن بہرحال تمہیں ایسے گروپس کا پتہ ضرور ہو گا۔ تم جو معاوضہ کہو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ تم مجھے یہ معلومات مہیا کر دو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں ٹائیگر۔ سوری۔ میں اس طرح کے گھٹیا کام نہیں کرتا"۔ روگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو کوئی ٹپ دے دو جس سے میں معلومات حاصل کر لوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے اس لئے میں اس بارے میں بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا"...... روگر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر اجازت"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور روگر نے بیٹھے بیٹھے سر ہلا دیا تو ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آیا لیکن آفس کی راہداری سے گزر کر وہ سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا موبائل فون جیسا آلہ نکالا

اور اس کا بٹن آن کر کے اس نے اسے کان سے لگا لیا۔ پھر وہ اس انداز میں سیڑھیوں کے پاس کھڑا ہو گیا جیسے موبائل فون پر کوئی کال اٹنڈ کر رہا ہو۔ وہ آفس ٹیبل کے نیچے انتہائی طاقتور ڈکٹا فون لگا آیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ روگر جس ٹائپ کا آدمی ہے اس سے ایسی باتیں چھپی نہیں رہ سکتیں اس لئے وہ خود اگر اس میں ملوث نہ بھی ہو گا تب بھی اسے معلوم ہو گا۔ اس کے کانوں میں رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"روگر بول رہا ہوں جانسن۔ ٹائیگر کو جانتے ہو"...... روگر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ وہی۔ وہ اناڈا سے آنے والے جیکب اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے۔ اسے یہ کام کسی پارٹی نے دیا ہے۔ وہ میرے پاس آیا تھا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ مگر وہ تیز آدمی ہے اس لئے خیال رکھنا۔ اگر وہ تم تک پہنچ جائے تو تم نے بھی انکار کر دینا ہے"۔ دوسری طرف سے بات سننے کے بعد روگر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... پھر دوسری طرف سے بات سننے کے بعد روگر نے رسیور رکھ دیا اور ٹائیگر نے بھی بٹن آف کیا اور آلے کو جیب میں ڈال کر وہ واپس آفس کی طرف مڑ گیا۔ یہ روگر کا سپیشل آفس تھا جس تک اس کے سوائے چند خاص آدمیوں کے کوئی نہ پہنچ سکتا تھا اس لئے یہاں اس نے کسی قسم کے حفاظتی انتظامات نہ کئے

تھے۔ ٹائیگر کے ذہن میں جانسن نام کا ایسا کوئی آدمی نہ تھا جس سے وہ بات کر رہا تھا اس لئے ٹائیگر نے روگر سے ہی مکمل معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کا اندازہ درست نکلا تھا کہ روگر کو بہرحال ان کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو روگر جو رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھا رہا تھا اسے اس طرح واپس آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ البتہ اس نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا۔

"اب کیا ہوا ہے"...... روگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھ سے کچھ پینے کے لئے بھی نہیں پوچھا اور یہ دوستی کے آداب کے خلاف ہے اس لئے میں واپس آ گیا ہوں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے وہ بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ۔ اصل بات یہ ہے کہ تم شراب پیتے نہیں ہو اور شراب کے علاوہ میں اور کچھ نہیں پیتا۔ بہرحال بتاؤ کیا منگواؤں"...... روگر نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"شراب کے علاوہ جو چاہو منگوا لو"...... ٹائیگر نے کہا تو روگر نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر کے اس نے ایپل جوس لانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس دوران ٹائیگر نے میز کے بڑھے ہوئے کنارے کے نیچے موجود ڈکٹا فون اتار کر واپس جیب میں ڈال

لیا تھا۔

" تمہیں یہ کام کس نے دیا ہے ٹائیگر۔ کیا تم سرکاری ایجنسیوں کے لئے بھی کام کرتے ہو"....... روگر نے کہا۔

" نہیں۔ البتہ میرا استاد سرکاری ایجنسی کے لئے کام کرتا ہے اور یہ کام استاد نے میرے ذمے لگایا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ استاد کا کام تو کرنا ہی پڑتا ہے"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" استاد۔ وہ کون ہے۔ آج تک تو تم نے کبھی کسی استاد کا ذکر نہیں کیا"....... روگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ میرے استاد کا نام علی عمران ہے"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" علی عمران۔ لیکن یہ نام تو میں نے کبھی نہیں سنا۔ حالانکہ تمہارے استاد کو تو تم سے زیادہ مشہور ہونا چاہئے"....... روگر نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" میرے استاد کا نام بین الاقوامی تنظیموں کے سربراہ، بڑے بڑے سینڈیکیٹس کے ڈائریکٹرز، سپر پاورز کی سرکاری ایجنسیوں کے چیف اور اس ٹائپ کے لوگ جانتے ہیں۔ تم جیسے گھٹیا ٹائپ کے لوگوں کو اس کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے"....... ٹائیگر نے کہا تو روگر کے چہرے پر یکلخت جیسے شعلے سے ناچنے لگے۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے گھٹیا کہہ رہے ہو اور وہ بھی میرے منہ پر"....... روگر کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے پہلے میرے کام کو گھٹیا کہا تھا لیکن میں نے تو برا نہیں منایا۔ اب تم کیوں برا منا رہے ہو۔ میں اپنے استاد کی فیلڈ کے بارے میں بات کر رہا تھا"....... ٹائیگر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائیڈ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں ایپل جوس کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ روگر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ نوجوان نے روگر کے اشارے پر جوس کا گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھا اور پھر الٹے قدموں واپس چلا گیا۔

"یہ بتاؤ کہ جانسن کون ہے"....... ٹائیگر نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تو روگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"جانسن۔ کیا مطلب"....... روگر نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"جس کو تم نے ابھی میرے جانے کے بعد فون کیا تھا"۔ ٹائیگر نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو روگر کا چہرہ ہونقوں جیسا ہو گیا۔

"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا"۔ روگر کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میرا استاد سرکاری ایجنسیوں کے لئے کام کرتا ہے اس لئے یہ باتیں ہمارے لئے معمولی ہیں اور میری بات سن لو۔ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی میں نے ان لوگوں کو کچھ کہنا ہے۔ مجھے تو بس معلومات چاہئیں۔ اس لئے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں تمہیں اس کا معاوضہ بھی دینے کے لئے تیار

ہوں اور اب بھی میری آفر قائم ہے اور یہ بھی سن لو کہ تم نے جانسن
سے جو کچھ کہا ہے وہ بھی میرے پاس ریکارڈ ہے۔ حوالے کے لئے
جیکب کا نام کافی ہو گا"...... ٹائیگر نے جوس کا دوسرا گھونٹ لیتے
ہوئے کہا تو روگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" حیرت انگیز۔ واقعی میرے لئے یہ سب حیرت انگیز ہے۔ بہرحال
میں تمہیں بتا دوں کہ میرا ایک واقف کار ہے جس کا نام جانسن
ہے۔ وہ کسی اسٹیٹ ایجنسی میں کام کرتا ہے۔ تفصیل کا مجھے علم
نہیں ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ ایک آدمی جیکب نے جو اناڈا سے
تعلق رکھتا ہے اس سے رہائش گاہ حاصل کی ہے اس لئے میں نے
جانسن کو فون کیا تھا کہ وہ اس چکر میں نہ کہیں پھنس جائے"۔ روگر
نے کہا۔

" جانسن کا فون نمبر کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" بس۔ بہت ہو گیا۔ اس سے زیادہ میں برداشت نہیں کر سکتا
اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خاموشی سے چلے جاؤ اور اتنا
بھی میں نے اس لئے برداشت کیا ہے کہ میں نے تمہیں دوست کہا
ہوا ہے"...... روگر نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے میز کی دراز باہر کھینچ لی۔ دراز میں پڑے ہوئے
ریوالور پر اس کا ہاتھ جم گیا تھا۔ ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے اسی طرح مسکراتے
ہوئے کہا۔

جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔ گٹ آؤٹ ورنہ"...... روگر نے یکلخت
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ سیدھا ہوا۔ اس نے
رخ ٹائیگر کی طرف کر دیا تھا اور اس کے چہرے پر یکلخت
کے تاثرات پھیلتے چلے گئے تھے۔

ے۔ ارے۔ اتنا غصہ۔ کمال ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ مت
ن اتنا غصہ دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں خود ہی تلاش کر
...... ٹائیگر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے
ہی وہ مڑا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن دوسرے لمحے وہ
سی تیزی سے مڑا اور اس کے ہاتھ میں موجود جوس کا آدھا بھرا
گلاس گھوما اور گلاس میں موجود جوس روگر کے چہرے پر پڑا تو
چیختا ہوا کرسی سمیت پیچھے کی طرف جھکا۔ ریوالور اس کے ہاتھ
نکل کر کھلی ہوئی دراز میں گر گیا تھا۔ اس نے بے اختیار چیختے
ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھے ہی تھے کہ ٹائیگر نے ہاتھ
پکڑے ہوئے گلاس کو پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا۔
کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ
بازو گھوما اور روگر چیختا ہوا کرسی سمیت سائیڈوں پر جا گرا۔
ی وجہ سے اس کا فٹ بال کی طرح پھیلا ہوا گول جسم گھومتا
کر قالین پر جا گرا۔ اس نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے کی
کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کی لات گھومی اور اس کے بوٹ
پوری قوت سے روگر کی کنپٹی پر پڑی اور روگر کے حلق سے نکلنے

والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے اچھل کر دوسری لات ماری
روگر کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں ویسے
بند تھیں۔ ظاہر ہے جوس کی چپک کی وجہ سے وہ انہیں کھول نہ پا
تھا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی ٹائیگر مڑا اور تیزی سے دروازے
طرف بڑھ گیا۔ اس نے پہلے بیرونی دروازے کو اندر سے لاک کیا
پھر عقبی دروازے کو لاک کر دیا۔ جہاں سے جوس پہنچانے وا
نوجوان اندر آیا تھا اور پھر مڑ کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے روگر
بازو سے پکڑ کر گھسیٹا اور اسے کھینچ کر ایک جھٹکے سے اس نے ایک
طرف پڑے ہوئے صوفے پر اچھال کر پھینک دیا اور پھر وہ ایک بار
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے دروازے کا پردہ اتارا اور اسے پھا
کر اس نے اس کی رسی بنائی اور اس رسی کی مدد سے اس نے روگر کے
دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس
لمحے عقبی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"ابھی جاؤ۔ ڈسٹرب نہ کرو"...... ٹائیگر نے چیخ کر روگر کے لہجے
میں کہا۔ وہ آواز کی نقل کرنے کی مسلسل پریکٹس کرتا رہتا تھا اور
عمران بھی اس سلسلے میں اس کی رہنمائی کرتا تھا اس لئے اب وہ کافی
حد تک آواز کی نقل کر لینے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ گو ابھی اسے وہ
مہارت تو حاصل نہ ہوئی تھی جو عمران کو حاصل تھی لیکن بہرحال وہ
کسی حد تک گزارہ کر لیتا تھا۔ اس کے بعد دوبارہ دستک نہ ہوئی
ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے بے ہوش روگر کا جسم پکڑ کر سیدھا کیا اور

ے ہاتھ سے اس نے اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے زوردار
ارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر روگر چیختا ہوا
ش میں آ گیا۔ اس نے اپنی بند آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن
ن میں موجود چپک کی وجہ سے اس کی آنکھیں کوشش کے باوجود
ہ رہی تھیں۔ ٹائیگر نے ہاتھ چھوڑا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔
حوں کی کوشش کے بعد روگر آنکھیں کھولنے میں کامیاب ہو گیا
ئیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں
یا۔

"یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا"...... روگر نے تڑپ کر اٹھنے کی
شش کرتے ہوئے کہا لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہونے کی وجہ
ے وہ بجائے کھڑا ہونے کے توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی وجہ سے
نے پر پہلو کے بل گر پڑا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے
ر سیدھا کر دیا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ معاوضہ لے کر بتا دو لیکن تم نے گھٹیا
وں کی طرح اکڑ دکھانا شروع کر دی۔ اب بھی وقت ہے سب کچھ
دو ورنہ میرے ہاتھ میں یہ خنجر دیکھ رہے ہو۔ یہ تمہاری ایک
ک کاٹ دے گا"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت"...... روگر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور
بار پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ٹائیگر کا ہاتھ
ی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ روگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے

گونج اٹھا۔ اس کا دایاں گال خنجر نے آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا
"بولو۔ کون ہے جانسن۔ بولو ورنہ"...... ٹائیگر نے چیختے ہو
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ا
بار اس کے ہاتھ میں موجود خنجر روگر کے بازو میں اترتا چلا گیا اور ر
کے حلق سے پے درپے چیخیں نکلنے لگیں۔
"بولو۔ بتاؤ کون ہے جانسن۔ بتاؤ"...... ٹائیگر نے اسی ط
چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے خنجر روگر کے دوسرے
میں اتار دیا۔
"بولو۔ کون ہے جانسن۔ بولو"...... ٹائیگر نے کہا۔
"ڈارک کلب کا مینجر جانسن۔ ڈارک کلب کا۔ وہ میرا ماتحت ہ
ڈارک کلب کا جانسن"...... روگر کے حلق سے اس طرح الفاظ
جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔
"کیا وہ لوگ تمہارے پاس آئے تھے۔ تفصیل بتاؤ"...... ٹا
نے کہا۔
"وہ۔ وہ جانسن کے پاس آئے تھے۔ جانسن نے مجھ سے پوچھا
میں نے اجازت دے دی۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... روگر
نڈھال سے لہجے میں کہا۔ اس کے دونوں بازوؤں سے خون مسل
نکل رہا تھا جس کی وجہ سے وہ نڈھال ہوتا جا رہا تھا اور ٹائیگر نے
میں پکڑا ہوا خنجر اس کی شہ رگ میں اتار دیا اور روگر کے حلق
خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں۔ وہ پہلو کے بل پہلے صوفے پر گرا او

ت کر نیچے فرش پر گر گیا اور چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گیا۔
ئیگر نے اسے سیدھا کیا اور پھر اس کی گردن میں اترا ہوا خنجر نکال کر
س نے اسے اس کے لباس سے ہی صاف کیا اور پھر خنجر اس نے
پنی جیب میں ڈالا اور روگر کو پلٹ کر اس نے اس کے عقب میں
بندھے ہوئے ہاتھوں کو کھولنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے پردے کی بنی
ہوئی رسی ایک طرف پھینکی اور آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"گارک بول رہا ہوں"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"ٹائیگر بول رہا ہوں گارک"...... ٹائیگر نے کہا۔
"اوہ تم۔ کہاں سے بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے
چونک کر کہا گیا۔
"تمہارے باس کے آفس سے۔ اگر تم روگر گروپ کے چیف بننا
چاہتے ہو تو فوراً آفس آ جاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے"...... دوسری
طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
"جو کچھ کہہ رہا ہوں تمہارے فائدے کے لئے کہہ رہا ہوں ورنہ
ساری عمر پچھتاتے رہو گے۔ آ جاؤ فوراً"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور
رکھ کر وہ مڑا اور اس نے آفس کے بیرونی دروازے کا لاک کھول دیا۔
گارک اس کلب میں ہی رہتا تھا۔ وہ روگر کا نمبر ٹو تھا اور ٹائیگر کی
اس سے اچھی خاصی دوستی تھی اور ٹائیگر نے محسوس کیا تھا کہ گارک

کے دل میں روگر کی جگہ لینے کی شدید خواہش موجود ہے لیکن وہ روگر کے خوف کی وجہ سے کھل کر بات نہ کر سکتا تھا۔ ویسے روگر کے تمام گروپس کو گارک ہی ڈیل کرتا تھا۔ روگر تو صرف آفس میں بیٹھ کر احکامات دینے تک ہی محدود تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور درمیانے قد اور انتہائی ورزشی جسم کا گارک تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس کی نظریں فرش پر مردہ پڑے ہوئے روگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"اب بولو۔ باس بننا چاہتے ہو یا نہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"مم۔ مم۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے روگر کو ہلاک کیا ہے۔ مگر کیوں اور کیسے"...... گارک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ پوری زیر زمین دنیا میں دہشت کی علامت سمجھا جانے والا روگر اس طرح بے حس و حرکت پڑا نظر آ سکتا ہے۔

"اس نے مجھ سے دوستوں کی بجائے دشمنوں کا سلوک کیا تھا۔ اس نے مجھ پر ریوالور تان لیا تھا اور مجھے گٹ آؤٹ کہا تھا اور تم جانتے ہو کہ ٹائیگر کے ساتھ ایسی بات کرنے والا دوسرا سانس نہیں لیا کرتا۔ چنانچہ یہی کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے۔ میں چاہتا تو خاموشی سے چلا جاتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ روگر گروپ کے اصل آدمی تم ہو اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے۔ اگر تم گروپ کو سنبھال سکتے ہو تو

بتاؤ ورنہ پھر میں کچھ اور سوچوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ میں سنبھال لوں گا۔ تم بے فکر رہو۔ تم نے صرف مجھ پر ہی نہیں پورے گروپ پر احسان کیا ہے۔ پورا گروپ اس کی سفاکی سے عاجز آیا ہوا تھا۔ بعض اوقات بغیر کسی شکایت کے اپنے آدمی کو گولی سے اڑا دیا کرتا تھا"...... گارک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ ڈارک کلب کا جانسن کون ہے۔ اس کا روگر سے کیا تعلق ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ڈارک کلب کا جانسن۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے اسے"...... گارک نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے اس سے کام ہے۔ تم بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ڈارک کلب روگر کی ذاتی ملکیت ہے اور جانسن بھی اس کا ذاتی ماتحت ہے۔ اس کا گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... گارک نے کہا۔

"اوکے۔ پھر اب تم خود ہی سب کچھ سنبھال لینا۔ میں جا رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور گارک کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ڈارک کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈارک کلب شہر کے مضافات میں تھا اور چونکہ وہ انتہائی گھٹیا مجرموں کی آماجگاہ تھا اس لئے ٹائیگر پہلے کبھی اس کے اندر نہیں گیا

تھا۔ البتہ وہ اس کے بارے میں جانتا ضرور تھا۔ اس نے جان بوجھ کر گارک کو بلا کر یہ ساری کارروائی کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوس دے کر جانے والا نوجوان اسے جانتا تھا اور پھر وہ روگر کے آفس میں جاتے ہوئے بھی اس کے کلب کے کئی آدمیوں سے ملا تھا اس لئے اگر وہ خاموشی سے چلا جاتا تو روگر گروپ لامحالہ اس سے انتقام لینے کے لئے میدان میں نکل آتا اور وہ اصل کام کی بجائے اس چکر میں الجھ جاتا اس لئے اس نے گارک کو بلایا تھا۔ اب اسے یقین تھا کہ گارک سب کچھ سنبھال لے گا اور اس کا گروپ بھی اس کے خلاف کام نہیں کرے گا۔ تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ڈارک کلب کی دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب میں آنے جانے والے سب تھرڈ کلاس غنڈے تھے۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا تو ہال منشیات کے غلیظ دھوئیں اور شراب کی مکروہ بو سے بھرا ہوا تھا۔ ہال میں مردوں کے ساتھ ساتھ طوائف نما عورتوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ ہال میں اس طرح شور و غل ہو رہا تھا جیسے یہ کلب کی بجائے مچھلی بازار ہو۔ ہال میں مشین گنوں سے مسلح دو غنڈے بھی دیواروں کے ساتھ اس طرح ٹہل رہے تھے جیسے وہ پہرہ دے رہے ہوں۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو نوجوان کھڑے سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک پہلوان نما آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا

گیا۔ اس پہلوان نما آدمی کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

"جانسن سے کہو کہ ٹائیگر آیا ہے اور اسے روگر نے بھیجا ہے"۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر سرد لہجے میں کہا تو روگر کا نام سن کر پہلوان نما آدمی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے جلدی سے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

"سٹاگر بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ ایک آدمی ٹائیگر آیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ چیف روگر نے اسے بھیجا ہے"...... اس پہلوان نما آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس آدمی نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر وہ ٹائیگر کی طرف مڑا۔

"دائیں ہاتھ پر راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اتر کر تم ایک اور راہداری میں پہنچ جاؤ گے۔ وہاں باس کا آفس ہے۔ سپیشل کوڈ وائٹ فیدر بول دینا پھر کوئی تمہیں نہیں روکے گا"...... اس آدمی نے کہا اور ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا دائیں طرف موجود تنگ سی راہداری کی طرف مڑ گیا۔ راہداری میں دو مسلح آدمی موجود تھے۔ وہ ٹائیگر کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔

"وائٹ فیدر"...... ٹائیگر نے کہا تو دونوں کے تنے ہوئے جسم

یکلخت ڈھیلے پڑ گئے اور وہ ایک سائیڈ پر ہو گئے۔ ٹائیگر اسی طرح قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ جیسے ہی دوسری راہداری میں پہنچا دو مسلح آدمیوں نے اس کا راستہ روک لیا۔

" وائٹ فیدر"...... ٹائیگر نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ایک طرف کو ہٹ گئے۔ ٹائیگر قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک عام سا آفس تھا جس میں میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بلڈاگ کی طرح چوڑا تھا۔ چہرے پر زخموں کے بے شمار مندمل شدہ نشانات نمایاں نظر آرہے تھے۔ اس کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

" میرا نام ٹائیگر ہے"...... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" میں جانتا ہوں کہ تم باس روگر کے دوست ہو۔ آؤ بیٹھو اور بتاؤ کہ کیا مسئلہ ہے"...... جانسن نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" جیکب کو تم نے جو رہائش گاہ مہیا کی ہے اس کا پتہ بتاؤ"۔ ٹائیگر نے کہا تو جانسن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" کون جیکب۔ میں تو کسی جیکب کو نہیں جانتا اور نہ میں نے کسی جیکب کو کوئی رہائش گاہ مہیا کی ہے"...... جانسن نے سرد لہجے

میں کہا۔ اس کے چہرے پر سختی کا تاثر نمایاں ہو گیا تھا۔

" تم شاید روگر کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہو۔ بے فکر رہو۔ روگر اب تمہیں منع نہیں کرے گا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سوری مسٹر ٹائیگر۔ میں واقعی کسی جیکب کو نہیں جانتا"۔ جانسن نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

" تم چاہو تو روگر کو یا گارک کو فون کر کے اپنی تسلی کر سکتے ہو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے تسلی کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے وہی درست ہے۔ تم جا سکتے ہو"...... جانسن نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تو تمہاری ٹیڑھی دم بھی سیدھی کرنا پڑے گی"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جانسن کچھ سمجھتا ٹائیگر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ٹائیگر نے اس کی پتلی سی گردن پکڑ کر اسے ایک ہی زوردار جھٹکے سے اچھال کر میز کی دوسری طرف فرش پر پٹخ دیا۔ جانسن کا جسم میز پر سے گھسٹتا ہوا نیچے فرش پر گرا تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے اس کے دل پر بوٹ کی ایڑی رکھ کر اسے مخصوص انداز میں گھمایا تو جانسن کا حرکت کرتا ہوا جسم یکلخت جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے دونوں بازو تیزی سے ٹائیگر کی لات پکڑنے کے لئے اٹھے لیکن ٹائیگر نے ایک اور جھٹکا دیا تو اس کے دونوں بازو بے جان ہو

کر نیچے گر گئے۔ اس کا چہرہ مسخ ہونے لگ گیا تھا۔ چہرے کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

"بولو۔ کون سی رہائش گاہ ہے"...... ٹائیگر نے تیسرا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ جانسن چونکہ دبلا پتلا آدمی تھا اس لئے ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس کے سینے پر اتنا گوشت نہیں ہو سکتا جو ان جھٹکوں کو برداشت کر سکے اور جھٹکے اور دباؤ کا اثر براہ راست دل پر پڑ رہا تھا اس لئے اس نے یہ ترکیب آزمائی تھی۔

"دو۔ دو رہائش گاہیں دی ہیں۔ سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اور کوٹھی نمبر اٹھائیس"...... جانسن کے منہ سے اس انداز میں الفاظ نکلے جیسے اس کی زبان میں لکنت ہو۔ ٹائیگر نے پیر ہٹا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اس کا بازو پکڑا اور ایک زور دار جھٹکے سے اسے سائیڈ صوفے پر پھینک دیا۔

"تمہارا باس روگر ہلاک ہو چکا ہے۔ سمجھے۔ تم چونکہ انتہائی چھوٹی مچھلی ہو اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم نے ان لوگوں کو فون کیا یا میرے خلاف کوئی کارروائی کی تو قبر میں بھی تمہیں جگہ نہیں ملے گی۔ اس بات کا خیال رکھنا"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہال سے گزر کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر جانسن کو زندہ چھوڑ دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ گھٹیا ٹائپ کے بدمعاش ایک بار خوفزدہ ہو جائیں تو

پھر وہ باقی ساری عمر خوفزدہ رہتے ہیں اور جب جانسن کو واقعی معلوم ہو گا کہ روگر ہلاک ہو چکا ہے تو وہ اور بھی خوفزدہ ہو جائے گا اور اپنی زبان بند رکھے گا۔ اسے یقیناً جیکب اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ اپنی زندگی پیاری ہو گی جبکہ اسے ہلاک کر کے وہ خواہ مخواہ کی الجھنوں میں پھنس سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے بہت بڑا رسک بھی لیا تھا کیونکہ جانسن اگر جیکب کو اطلاع کر دیتا تو وہ فوراً کوٹھیاں چھوڑ سکتے تھے اور اس طرح ٹائیگر کی ساری محنت اکارت چلی جاتی لیکن ٹائیگر چونکہ ان لوگوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس کا یہ فیصلہ اس کے خلاف نہیں جائے گا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار واپس شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ سٹار کالونی کی ان کوٹھیوں کو چیک کرنا چاہتا تھا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اسے عمران کو اطلاع کر دینی چاہئے۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی۔ ڈیش بورڈ میں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر عمران کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد عمران کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے اب تک کی ساری تفصیل دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم اب واپس جاؤ۔ اب باقی کام چیف کر لے گا۔

میں اسے رپورٹ دے دیتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے ڈیش بورڈ میں رکھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ ظاہر ہے اس کا کام ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ اپنے مخصوص اڈے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ڈیرکی اور گلوریا ایک تہہ خانے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ان کے سامنے ایک کرسی پر ایک آدمی رسیوں سے بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ لمبے قد اور بھاری جسم کا جیکب اس آدمی کے قریب کھڑا تھا۔ یہ آدمی بے ہوش تھا۔ اس کے سر پر ابھرا ہوا گومڑ بتا رہا تھا کہ اسے سر پر چوٹ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ یہ تہہ خانہ اس مکان کا تھا جو جاز کلب کے عقب میں تھا۔ ڈیرکی اور گلوریا براہ راست یہاں پہنچے تھے جبکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جیکب اس بے ہوش آدمی کو کاندھے پر لادے یہاں پہنچا تھا اور پھر ڈیرکی نے جیکب کی مدد سے اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا تھا۔

"کیا تم اسے پہچانتے تھے کہ یہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے"۔ ڈیرکی نے جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ میں اس سے مل چکا ہوں۔ میں نے اس سے بات کی

تھی کہ وہ ہمارے لئے کام کرے۔ ہم اسے منہ مانگا معاوضہ دیں گے لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ یہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محب الوطنی کی باتیں کرنے لگ گیا تھا اس لئے میں نے اسے بے ہوش کیا اور پھر عقبی دروازے سے نکال کر اسے یہاں لے آیا ہوں"۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نگرانی کا خیال رکھا تھا"...... ڈیرکی نے پوچھا۔

"یس باس"...... جیکب نے جواب دیا۔

"جیکب۔ تم نے یہ دونوں رہائش گاہیں کس کے ذریعے حاصل کی تھیں"...... اچانک گلوریا نے جیکب سے مخاطب ہو کر کہا تو جیکب کے ساتھ ساتھ ڈیرکی بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"یہاں کے ایک مقامی گروپ سے مادام"...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس گروپ کا تعلق اناڈا سے ہے"...... گلوریا نے پوچھا تو ڈیرکی نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اب اسے گلوریا کے سوال کی وجہ تسمیہ سمجھ میں آ گئی ہو۔

"یس مادام۔ یہاں ایک آدمی روگر ہے۔ وہ اناڈین ہے۔ اس کی ٹپ میں نے اناڈا سے ہی حاصل کر لی تھی۔ میں نے اسے فون کیا اور حوالہ دیا تو اس نے مجھے یہاں کے ایک مقامی کلب جس کا باس جانسن نامی آدمی تھا، کا ریفرنس دیا۔ میں اس کے حوالے سے جانسن سے ملا تو جانسن نے یہ دونوں رہائش گاہیں مجھے دے دیں لیکن مادام

آپ کیوں پوچھ رہی ہیں"...... جیکب نے کہا۔

"کیا تم نے اصول کے مطابق متبادل رہائش گاہیں بھی حاصل کی ہیں یا نہیں"...... گلوریا نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے یہ سوال کرتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"...... جیکب نے جواب دیا۔

"کیا یہ بھی تم نے اسی گروپ سے حاصل کی ہیں"...... گلوریا نے پوچھا۔

"نہیں مادام۔ یہ میں نے ایک اور حوالے سے حاصل کی ہیں۔ اس حوالے کا تعلق اناڈا سے نہیں ہے"...... جیکب نے اس بار خود ہی تفصیل بتا دی۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں اس وقت"...... گلوریا نے پوچھا۔

"وہ جاز کلب میں موجود ہیں۔ میں نے انہیں اس لئے ساتھ رکھا تھا کہ کوئی مسئلہ بھی پیدا ہو سکتا تھا"...... جیکب نے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ پہلے اپنی اور ہماری رہائش گاہوں کو چیک کراؤ کہ کہیں ان کی نگرانی تو نہیں ہو رہی۔ اچھی طرح چیکنگ کراؤ۔ اگر نگرانی ہو رہی ہو تو پھر تم نے سامنے نہیں آنا اور اگر نہ ہو رہی ہو تو دونوں رہائش گاہوں سے سامان متبادل رہائش گاہوں میں شفٹ کر دو۔ ہم یہاں سے متبادل رہائش گاہوں میں شفٹ ہو جائیں گے"...... گلوریا نے کہا۔

"تم چیف کی کال کی وجہ سے یہ سب کچھ کہہ رہی ہو"...... ڈیرکی

نے کہا۔

"ہاں۔ جس طرح یہ لوگ تیزی سے کام کرتے ہیں یقیناً انہوں نے یہاں کے اناڑین نژاد لوگوں کو چیک کیا ہو گا۔ کیونکہ انسانی نفسیات کے مطابق آدمی اپنی قومیت کے آدمیوں سے ابتدائی رابطہ کرتا ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام۔ آپ کی بات درست ہے"...... جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"سنو جیکب"...... ڈیرک نے کہا تو جیکب مڑ آیا۔

"اگر نگرانی ہو رہی ہو تو تم نے ان کی نگرانی کرانی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم مشن سے پہلے ان کے خاتمہ پر کام کریں"...... ڈیرک نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... جیکب نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔

"ڈیرک ابھی اس چکر میں نہ پڑو ورنہ ہم الجھ جائیں گے اور مشن مکمل نہ ہو سکے گا۔ ہم نے سب سے زیادہ اپنی توجہ مشن پر رکھنی ہے"۔ گلوریا نے کہا۔

"میں تو سوچ رہا تھا کہ تم انہیں اٹھا لینا جبکہ میں مشن مکمل کر لوں گا"...... ڈیرک نے کہا۔

"نہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب تک وہ لوگ ہم تک پہنچیں گے ہم مشن مکمل کر کے یہاں سے نکل جائیں۔ یہ ان کا ملک ہے۔ ان

کے وسائل یہاں بھرپور ہوں گے اور ایک بار ہم الجھ گئے تو پھر مشن کی تکمیل مشکل ہو جائے گی"...... گلوریا نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جیکب آئے تو پھر میں اسے منع کر دوں گا"...... ڈیرک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بے ہوش آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر ہی آدمی نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو ڈیرک واپس مڑا اور آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔ یہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ میں کہاں ہوں"...... اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔

"تمہارا نام اسلم ہے اور تم شاہین طیاروں کے اڈے کاکاگاری پر سب انجینئر ہو"...... ڈیرک نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے"...... اس آدمی نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سب انجینئر تھا ایجنٹ تو نہ تھا کہ اس قسم کے حالات سے اس کا واسطہ پڑتا رہتا ہو۔

"ہمارے آدمی نے تمہیں آفر کی تھی کہ تم ہمارے لئے کام کرو لیکن تم نے انکار کر دیا اس لئے اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ ڈیرک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب

سے ریوالور نکال کر اس کا رخ اس آدمی کی طرف کر دیا۔ اس کے
چہرے پر یکلخت سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ گلوریا بھی سپاٹ
چہرہ لئے بیٹھی ہوئی تھی۔

" نن۔ نن۔ نہیں۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ
ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ سب تباہ
ہو جائیں گے۔ رک جاؤ"...... اسلم نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے
کہا۔

" میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ سمجھے۔ اس لئے
ایک ہی بار غور سے میری بات سن لو۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی
نہیں ہے۔ چونکہ تم نے انکار کیا تھا اس لئے میں نے تمہارے خاتمے
کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے اب ہاں یا نہ میں جواب دو کہ تم ہمارے
لئے کام کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں"...... ڈیرکی کا لہجہ مزید سخت
اور سرد ہو گیا تھا۔

" مم۔ مم۔ میں کام کروں گا۔ لیکن میں کام نہیں کر سکتا۔ میں
پکڑا جاؤں گا۔ وہاں بے حد سختی ہے۔ انتہائی سخت چیکنگ ہے۔ ہر
ادمی کی چوبیس گھنٹے نگرانی ہوتی ہے۔ انتہائی سخت پابندی ہے۔ وہ
مجھے فوراً گولی مار دیں گے۔ پلیز سمجھو۔ میری بات سمجھو"۔ اسلم نے
انتہائی بے چین اور بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" تو پھر اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو اور ساتھ ہی بھاری معاوضہ
بھی حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہمیں اس اڈے کے بارے میں تمام

تفصیل بتا دو جہاں شاہین طیارے موجود ہیں۔ کس طرح پرواز
کرتے ہیں۔ جو جو وہاں حفاظتی انتظامات ہوں سب کی تفصیل بتا
دو۔ اس کے بعد ہم تمہیں رہا کر دیں گے اور ساتھ ہی بھاری معاوضہ
بھی دیں گے۔ تم خاموشی سے واپس چلے جانا۔ کسی کو کچھ بھی معلوم
نہ ہو سکے گا کہ تم نے ہمیں کیا بتایا ہے اور کیا نہیں۔ بولو۔ تیار ہو یا
ٹریگر دبا دوں"...... ڈیرکی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ میں تیار ہوں۔ مجھے مت مارو۔ تم جو کہو گے وہی
کروں گا۔ مجھے مت مارو"...... اسلم کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی
تھی۔

" تو پھر شروع ہو جاؤ"...... ڈیرکی نے کہا تو اسلم نے اس طرح
تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی
طرف سے مکمل تفصیل بتائے چلا جا رہا تھا۔ پھر ڈیرکی اور گلوریا نے
اس سے مسلسل سوالات کر کے تمام تفصیلات معلوم کر لیں۔

" اوکے۔ تم نے واقعی تعاون کیا ہے اس لئے تمہاری موت
آسان کر دیتا ہوں"...... ڈیرکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ٹریگر دبا دیا۔ دھماکہ ہوا اور گولی ٹھیک اسلم کے دل میں اترتی چلی
گئی۔ اسلم نے چیخنے کے لئے منہ کھولا۔ اس کا جسم رسیوں میں بندھا
ہونے کے باوجود تڑپا لیکن پھر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بے
نور ہو گئی تھیں۔ دل میں اتر جانے والی گولی نے اسے زیادہ مہلت
ہی نہ دی تھی۔ اسی لمحے جیکب اندر داخل ہوا۔

"اب اس کی لاش کا کیا کرنا ہے"...... ڈیرکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہاں پڑی رہے باس۔ اس مکان کے رہنے والے کافی طویل عرصے کے لئے گئے ہوئے ہیں"...... جیکب نے جواب دیا تو ڈیرکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا ہم نے جاز کلب جانا ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"یس مادام۔ آپ وہاں بیٹھیں۔ جب متبادل رہائش گاہوں کے بارے میں تسلی ہو جائے گی اور انتظامات ہو جائیں گے تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گا"...... جیکب نے جواب دیا۔

"سنو۔ اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ صرف نگرانی چیک کریں۔ خود نگرانی کرنے والوں کی نگرانی نہ کریں۔ ہم نے پلان بدل دیا ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"یس باس"...... جیکب نے جواب دیا اور وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔

"آؤ گلوریا۔ اب کلب میں بیٹھ کر مشن کا پلان طے کر لیں"۔ ڈیرکی نے مکان کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور گلوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران ناشتہ کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے سامنے پڑے ہوئے اخبارات کے بنڈل کی رسیاں کھولتے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"شکر ہے صبح صبح پاکیزہ آواز کان میں پڑی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے طاہر کے معنی پاکیزہ ہونے کے مطابق جواب دیا تھا۔

"شکریہ عمران صاحب۔ میں نے آپ کو رپورٹ دینی تھی کہ ساری رات ان کوٹھیوں کی نگرانی ہوتی رہی ہے لیکن کوئی وہاں

نہیں آیا۔ کوٹھیاں پہلے ہی چیک کر لی گئی تھیں وہ خالی ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو ظاہر رپورٹ ہے۔ مطلب ہے صاف۔ جس طرح صاف جواب دیا جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو صبح صبح فون کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان میں سے ایک کوٹھی میں جو کار موجود تھی اسے تلاش کر لیا گیا ہے وہ جاز کلب کی پارکنگ میں موجود ہے۔ پارکنگ بوائے کے مطابق اس کار میں ایک ایکریمین جوڑا کلب آیا تھا لیکن پھر وہ لوگ واپس نہیں آئے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ کار اس کوٹھی میں موجود رہی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہاں کی ایک اور کوٹھی کے چوکیدار سے معلوم کیا گیا ہے۔ پھر اسے جاز کلب میں چیک کر لیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ایئرپورٹ اور دیگر جگہوں سے کوئی رپورٹ ملی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ کسی جگہ سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہاں جاز کلب میں کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"صفدر وہاں موجود ہے۔ یہ چیکنگ بھی اس نے کی ہے۔ باقی ممبران تو ان کوٹھیوں کی نگرانی کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"انہیں واپس بلا لو۔ اب ان کی نگرانی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ انہیں شاید کوئی اطلاع مل گئی ہے اس لئے وہ کار بھی وہاں چھوڑ گئے ہیں اور خود بھی غائب ہو گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا ہوتا تو عمران صاحب ان کا کچھ نہ کچھ سامان تو بہرحال کوٹھیوں میں یا کسی ایک کوٹھی میں موجود ہوتا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال اب ان کی نگرانی کا کوئی فائدہ نہیں اور تم صفدر کو اطلاع دے دو کہ وہ وہیں رکے۔ میں خود وہاں جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جاز کلب کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ ایک عام سا کلب ہے اور ایسے کلبوں میں رونق شام کو اور رات کو ہی ہوا کرتی ہے۔ اس وقت تو وہاں سوائے چوکیداروں کے اور کوئی موجود نہ ہوگا لیکن پھر بھی عمران وہاں جا کر چیکنگ کرنا چاہتا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اگر جلد از جلد ان لوگوں کا سراغ نہ لگایا گیا تو انہیں کسی بڑے حادثے سے دوچار ہونا پڑے گا۔ گو اس نے بلیک زیرو کو کہہ کر نعمانی اور چوہان کو

کاکاری کے ہوائی اڈے پر بھجوا دیا تھا۔ اس کے لئے بلیک زیرو کو سر سلطان سے فون کرانا پڑا تھا اور ان کی وجہ سے وہ وہاں سیکورٹی میں شامل ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود عمران چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو اڈے پر پہنچنے سے پہلے ہی کور کر لے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے جاز کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جاز کلب کی ایک منزلہ عمارت تھی۔ البتہ اس کے سامنے کے رخ پر خاصا بڑا حصہ خالی رکھا گیا تھا جس میں بڑا پلاٹ اور ایک سائیڈ پر خاصی وسیع پارکنگ تھی۔ عمران نے کار کلب کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا تو وہاں صفدر کی کار کے علاوہ تین کاریں موجود تھیں اور ایک نوجوان بھی وہاں موجود تھا۔ عمران نے جیسے ہی قریب جا کر کار روکی اور نیچے اترا تو ایک طرف سے صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کے قریب پہنچ گیا۔

"آپ کو چیف نے صبح صبح تکلیف دی ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیف نے کیا تکلیف دینی ہے۔ میں نے نہ پہلے کبھی اس کی پرواہ کی ہے اور نہ آئندہ ایسا کوئی پروگرام ہے۔ اصل مسئلہ آغا سلیمان پاشا کا ہے۔ اس نے چیف کی کال آنے کے بعد مجھے اس شرط پر ناشتہ دیا کہ میں فوری یہاں پہنچوں اور کام کروں تاکہ چیف کی طرف سے کوئی چیک اس کی جیب تک پہنچ سکے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو ناشتہ تو مل گیا۔ مجھے دیکھیں۔ میں نے ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا"...... صفدر نے کہا۔

"چلو پھر پہلے ناشتہ کر لیں۔ کام تو ہوتا ہی رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ ناشتہ تو آپ کر چکے ہیں۔ پھر"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آغا سلیمان پاشا جو ناشتہ دیتا ہے اسے اگر چڑیا کو بطور ناشتہ پیش کیا جائے تو وہ احتجاجاً کھانے سے ہی انکار کر دے۔ تم اسے ناشتہ کہتے ہو۔ دو سلائیس اور ایک پیالی چائے۔ کیا یہ ناشتہ ہوتا ہے۔ نہ خالص گھی سے تر تراتے ہوئے پراٹھے، نہ مکھن، نہ ابلے ہوئے انڈے، نہ انڈوں کا آملیٹ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے پارکنگ میں موجود نوجوان نے قریب آ کر سلام کیا۔

"جناب آپ کی وجہ سے میں رک گیا تھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چلا جاؤں۔ میں نے ساری رات ڈیوٹی کی ہے۔ اب میری طبیعت خراب ہو رہی ہے"...... اس نوجوان نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تم ہوتے ہو رات کو۔ لیکن صبح تک تو تمہاری ڈیوٹی نہیں ہوتی۔ پھر تم صبح تک یہاں کیوں رہے ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ عام طور پر تو رات کو ہی گاڑیاں واپس چلی جاتی ہیں اور ہم بھی چلے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات صبح تک گاڑیاں رہتی ہیں تو مجھے بھی رہنا پڑتا ہے۔ آج رات بھی یہی ہوا ہے۔ تین گاڑیاں موجود تھیں اس لئے مجھے یہاں رکنا پڑا۔ صبح میں نے کلب میں جا کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہاں کوئی ممبر موجود نہیں ہے۔ میں چوکیدار کو کہہ کر واپس جا رہا تھا کہ یہ صاحب آ گئے اور انہوں نے مجھے روک لیا۔ اب آپ تشریف لائے ہیں لیکن آپ آپس میں باتیں کر رہے ہیں جبکہ میں ساری رات جاگتا رہا ہوں اور اب میری طبیعت خراب ہو رہی ہے اس لئے اگر آپ مہربانی کریں تو مجھے اجازت دے دیں"۔ اس نوجوان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہ بتاؤ کہ جس جوڑے کو تم نے اس کار سے اترتے ہوئے دیکھا تھا ان کے حلیئے اور قدوقامت کیا تھی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اس نظر سے تو انہیں دیکھا ہی نہیں تھا جناب کہ مجھے ان کے حلیئے بتانے پڑیں گے۔ سرسری طور پر دیکھنے سے جو باتیں میرے ذہن میں رہ گئی ہیں وہ میں بتا دیتا ہوں"...... پارکنگ اٹنڈنٹ نے کہا اور پھر اس نے قدوقامت اور حلیوں کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

"ان باقی دو کاروں میں کون آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ ان میں سے ایک کار میں تو تین ایکریمین تھے۔ البتہ یہ تیسری کار ہمارے کلب کے مستقل ممبر جناب اسلم صاحب کی

ہے جو سنڈے نائٹ کو مستقل طور پر یہاں آتے ہیں اور رات ڈیڑھ دو بجے واپس چلے جاتے ہیں لیکن آج رات ان کی واپسی نہیں ہوئی ورنہ ہی وہ کلب میں موجود ہیں۔ شاید کسی اور کے ساتھ بیٹھ کر چلے گئے ہوں گے"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا حلیہ تو تم بتا سکتے ہو کیونکہ تم نے انہیں بارہا دیکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور پھر اس نے حلیہ بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"اسلم صاحب کہاں کام کرتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ اندر موجود چوکیدار کو شاید معلوم ہو۔ وہ یہاں کا پرانا چوکیدار ہے"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم جا سکتے ہو۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور وہ نوجوان سلام کر کے چلا گیا۔

"آؤ صفدر۔ یہ معاملہ کچھ زیادہ ہی الجھا ہوا محسوس ہو رہا ہے"۔ عمران نے کہا اور مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

کلب بالکل خالی تھا البتہ وہاں ایک ادھیڑ عمر چوکیدار موجود تھا جو انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب۔ کلب تو شام کو کھلتا ہے"...... چوکیدار نے عمران اور صفدر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے۔ ہم تو اسلم کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں جن کی کار باہر موجود ہے لیکن وہ یہاں موجود نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی۔ حیات نے جو پارکنگ پر کام کرتا ہے پہلے آکر مجھ سے پوچھا ہے لیکن میں تو جناب صبح کو یہاں آتا ہوں اور شام کو چلا جاتا ہوں۔ مجھے تو اس بارے میں معلوم نہیں ہے"...... چوکیدار نے جواب دیا۔

"کیا تم شروع سے اسی ٹائم ڈیوٹی دیتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ گذشتہ ایک سال سے میں چوکیداری کر رہا ہوں ورنہ پہلے میں کلب میں ویٹر تھا لیکن اب چونکہ بیماری کی وجہ سے میں زیادہ تیز چل نہیں سکتا اس لئے مینجر صاحب نے ازراہ ہمدردی مجھے یہاں ڈیوٹی دے دی ہے"...... چوکیدار نے جواب دیا۔

"پھر تو تم اسلم صاحب کو اچھی طرح جانتے ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"جی جانتا تو ہوں مگر آپ"...... چوکیدار نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سپیشل پولیس کا کارڈ نکال کر اسے دکھا دیا۔

"جی صاحب۔ میں جانتا ہوں صاحب"...... چوکیدار نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ تم شریف آدمی ہو۔ ہم نے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں اور چونکہ یہ انتہائی اہم ملکی معاملہ ہے اس لئے تم یقیناً سچ بولو گے"...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"جی صاحب۔ مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی جناب"۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میرا نام بشارت حسین ہے"...... چوکیدار نے جواب دیا۔

"تو بشارت حسین یہ بتاؤ کہ اسلم صاحب کیا کام کرتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جی وہ کاگاری کے ہوائی اڈے پر کام کرتے ہیں۔ وہاں وہ سب انجینئر ہیں"...... بشارت حسین نے کہا تو عمران اور صفدر دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ دلچسپی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی میں ان کا دور کا رشتہ دار بھی ہوں۔ میں چونکہ غریب آدمی ہوں اس لئے جناب ہمارا آپس میں گہرا تعلق تو نہیں لیکن پھر بھی رشتہ داری کی وجہ سے اتنا تو جانتا ہوں"...... بشارت حسین نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کیا رات کو یہاں کام کرنے والے کسی آدمی سے ملاقات ہو

سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب۔ ایک ویٹر ارشد اس کلب میں ہی رہتا ہے۔ اس کے بچے گاؤں میں رہتے ہیں۔ وہ یہاں اکیلا رہتا ہے"...... بشارت حسین نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے بلا کر لا سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... بشارت حسین نے جواب دیا۔

"تو جاؤ اسے بلا لاؤ"...... عمران نے کہا تو بشارت حسین سر ہلاتا ہوا ایک سائیڈ کو مڑ گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یا تو اس اسلم کو اغوا کر لیا گیا ہے یا اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ بات کنفرم کیسے ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"ابھی وہ ویٹر آجائے پھر بات ہو گی۔ یہاں کے ماحول کے بارے میں معلوم ہو گا کہ یہاں سے کسی کو اغوا کیا جا سکتا ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ارشد جو کہ نوجوان تھا بشارت حسین کے ساتھ آگیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے لیکن عمران کے تسلی دینے پر اس نے عمران کے سوالوں کے تفصیل سے جواب دیئے لیکن عمران کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا تھا۔ البتہ جب ارشد نے یہ بتایا کہ اسلم صاحب ایک ایکریمی کے ساتھ سپیشل روم میں بیٹھے رہے تھے اور پھر دوبارہ انہیں نہیں دیکھا گیا تو عمران چونک پڑا۔

"کہاں ہے یہ سپیشل روم۔ ہمیں دکھاؤ"...... عمران نے کہا تو ارشد نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران اور صفدر ارشد کے ساتھ اس طرف کو بڑھ گئے جہاں ارشد کے بقول سپیشل روم تھا اور سپیشل روم کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔

"یہ دروازہ کہاں کھلتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی عقبی گلی میں۔ جہاں مکانات ہیں"...... ارشد نے جواب دیا۔

"اسے کھولو"...... عمران نے ساتھ ہی موجود چوکیدار بشارت حسین سے کہا تو بشارت حسین نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابیوں میں سے ایک چابی سے دروازہ کھول دیا تو عمران اور صفدر، ارشد اور بشارت کے ساتھ باہر گلی میں آگئے۔ یہ گلی ایک سائیڈ سے بند تھی اور دوسری سائیڈ سے وہ سڑک پر جا نکلتی تھی۔ گلی میں سامنے کے رخ پر چار پانچ مکانات کے دروازے تھے۔

"ارے یہ دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے۔ اس پر تالا کیوں نہیں ہے۔ یہ تو فاتی صاحب کا گھر ہے جو بچوں سمیت کہیں گئے ہوئے ہیں"۔ بشارت حسین نے ایک دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو"...... عمران نے ویسے ہی پوچھ لیا۔

"جی ہاں۔ وہ میرے جاننے والے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ

میں خیال کروں۔ میرے سامنے جاتے ہوئے انہوں نے تالا لگا
تھا"...... بشارت حسین نے کہا۔
"جا کر چیک کرو۔ کہیں چوری وغیرہ تو نہیں ہو گئی"...... عمران
نے کہا تو بشارت حسین سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ
بند تھا لیکن اس پر تالا نہ تھا۔ جب بشارت حسین نے دروازہ
دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور بشارت حسین اندر چلا گیا۔ عمران
کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ کچھ دیر تک غور سے
ادھر ادھر دیکھتا رہا۔
"آؤ صفدر۔ یہاں سے تو کوئی کلیو نہیں مل رہا"...... عمران نے
طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
وہ واپس اس عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ارشد بھی ان کے
ساتھ ہی تھا۔ ابھی وہ دروازے میں داخل ہو ہی رہے تھے کہ انہیں
اپنے پیچھے دھماکے کی سی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے مڑے تو انہوں
نے بشارت حسین کو انتہائی متوحش انداز میں اپنی طرف آتے
دیکھا۔ دھماکہ جھٹکے سے دروازہ کھلنے کا تھا۔
"قق۔ قق۔ قتل جناب۔ قتل ہو گیا جناب"...... بشارت
حسین نے انتہائی متوحش سے لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب
چونک پڑے۔
"قتل۔ کس کا۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔
"اسلم صاحب کا جناب۔ ان کی لاش تہہ خانے میں پڑی ہے"

بشارت حسین نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا تو عمران اور صفدر
دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔
"اوہ۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور اس مکان کے دروازے کی
طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بشارت حسین کی رہنمائی میں تہہ
خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ایک کرسی پر ایک آدمی رسیوں سے
بندھا پڑا تھا۔ اس کے دل میں گولی ماری گئی تھی۔
"کیا یہی اسلم ہے"...... عمران نے ارشد سے کہا جس کے چہرے
پر انتہائی خوف کے تاثرات تھے۔
"جج۔ جج۔ جی ہاں۔ یہی اسلم صاحب ہیں"...... ارشد نے خوف کی
شدت سے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ تم پولیس کو اطلاع دو۔ ہم جا رہے ہیں"...... عمران
نے کہا اور واپس مڑ گیا۔
"مجھے مینجر صاحب کو اطلاع دینی ہو گی"...... بشارت حسین نے
کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں
پہنچ چکے تھے۔
"اسلم سے معلومات حاصل کی گئی ہیں اس لئے اب ہمیں کاگاری
کے اڈے پر چیکنگ کرنا ہو گی"...... عمران نے اپنی کار کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔
"لیکن عمران صاحب ہو سکتا ہے کہ وہ اسلم کے میک اپ میں
ادھر جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال مجھے چیف کو اطلاع دینی گی۔ وہی اب باقی بندوبست کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے بھی رپورٹ دینی ہے۔ خدا حافظ"...... صا نے کہا اور ایک سائیڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی

"کیا بات ہے ڈیرکی۔ اسلم سے معلومات حاصل کرنے کے بعد تم یکسر خاموش ہو گئے ہو۔ آج اس بات کو چار روز گزر چکے ہیں لیکن میرے باوجود اصرار کے تم سوائے تفریح کے اور کچھ نہیں کر رہے۔ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے"...... اچانک گلوریا نے سخت لہجے میں ڈیرکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت متبادل رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھے۔

"تو تمہارا خیال تھا کہ میں فوراً ہی اڈے پر چڑھ دوڑوں گا"۔ ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا"...... گلوریا نے کہا۔

"تم بڑی جذباتی ایجنٹ ہو گلوریا جبکہ میں ٹھنڈا کر کے کھانے کا عادی ہوں اس لئے تم پریشان ہو رہی ہو"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ تم چیف سیکرٹ ایجنٹ ہو اور چیف ایجنٹ
سمجھے جاتے ہو لیکن گلوریا اور سٹائلو بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ میں
تو صرف ایڈونچر کی وجہ سے اکیلی آ گئی ہوں ورنہ اگر تمہاری بجائے یہ
مشن میرے حوالے کیا جاتا تو یقیناً اب تک وہ آلہ اناڈا پہنچ بھی چکا
ہوتا"...... گلوریا نے اسی طرح جذباتی لہجے میں کہا تو ڈیرکی بے اختیا
ہنس پڑا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا
تھا۔ تم ناکام رہتیں"...... ڈیرکی نے کہا تو گلوریا بے اختیار اچھل
پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم۔ تم میری توہین کر رہے ہو"...... گلوریا نے غصے سے چیختے
ہوئے لہجے میں کہا تو ڈیرکی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ غصے میں تم زیادہ خوبصورت لگنے لگتی
ہو اس لئے تمہیں غصہ دلانے کو جی چاہتا ہے"...... ڈیرکی نے اسی
طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم نے واقعی میری توہین کی ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"اچھا۔ چلو تم بتاؤ کہ اسلم سے ملنے والی معلومات کے بعد تم اگر
اکیلی یہاں ہوتی تو کیا کرتی"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے گروپ کو لے کر وہاں پہنچ جاتی اور طیارہ اڑا کر کسی
قریبی فوجی ایئرپورٹ پر اتر جاتی۔ پھر طیارے سے آلہ اتار کر اناڈا لے
جاتی"...... گلوریا نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اس آلے کی کیا ماہیت ہے۔ یہ کہاں
نصب ہے اور اسے کیسے اتارا جا سکتا ہے"...... ڈیرکی نے اس بار
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اگر میں انچارج ہوتی تو اس بارے میں مجھے تفصیل
سے بریف کر دیا جاتا اور یقیناً تمہیں بھی بریف کیا گیا ہو گا"۔ گلوریا
نے کہا۔

"ہاں۔ اس حد تک تو تمہاری بات درست ہے لیکن کیا وہ تمہیں
کسی دوسرے ایئرپورٹ تک پہنچنے دیتے۔ یہ ان کا ملک ہے۔ یہاں
ایک لمحے میں طیارے کو لڑاکا طیاروں کے ذریعے گھیر لیا جاتا"۔
ڈیرکی نے کہا۔

"یہی تو اس آلے کی خصوصیت ہے کہ اس کی وجہ سے طیارے
کو تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ لڑاکا طیارے کیا بگاڑ لیتے"...... گلوریا
نے کہا تو ڈیرکی بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم واقعی بے حد ذہین ہو گلوریا۔ لیکن تم نے اس بات پر غور
نہیں کیا کہ ابھی اس آلے کی تجرباتی پروازیں ہو رہی ہیں اس لئے یہ
۔ زیادہ سے زیادہ ایک یا دو طیاروں میں نصب ہو گا اور ہو سکتا ہے
۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے انہیں گراؤنڈ کرا دیا ہو یا
لے اتار کر محفوظ کر لئے گئے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک
کوئی بھی ایئرپورٹ ہو وہاں ظاہر ہے ان کا عملہ موجود ہو گا۔ وہ
سے فوراً گھیر سکتے ہیں اس لئے تمہارا یہ اقدام خاصا جذباتی اور بے حد

نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے"...... ڈیری نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں واقعی جذباتی ہو رہی تھی لیکن پھر ہم نے آخر کرنا کیا ہے"...... گلوریا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے دوسرے روز کے اخبار میں پڑھ لیا تھا کہ اسلم کی لاش دریافت ہو چکی ہے اور اخبار میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ لاش کی دریافت سے پہلے سپیشل پولیس کے دو آدمی چوکیدار اور انجینئر اسلم کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے تھے۔ پھر یہ لاش سامنے آئی ہے"...... ڈیری نے کہا۔

"تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ پولیس تو بہرحال پوچھ گچھ کرتی ہی رہتی ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"سپیشل پولیس کا نام یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس استعمال کرتی ہو گی ورنہ لاش کی دریافت سے پہلے سپیشل پولیس کا پوچھ گچھ کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ یقیناً تمہارا خدشہ درست ثابت ہوا ہو گا۔ انہوں نے ہماری پہلے والی رہائش گاہ بھی دریافت کر لی ہو گی"...... ڈیری نے کہا۔

"لیکن وہ جاز کلب کیسے پہنچ سکتے ہیں"...... گلوریا نے کہا۔

"ہم اپنی کاریں وہیں چھوڑ آئے تھے"...... ڈیری نے جواب دیا۔

گلوریا بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔ اوہ۔ واقعی یہ بات

ہو سکتی ہے۔ لیکن اب تم بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... گلوریا نے کہا۔

"سنو۔ یقیناً انہوں نے وہاں خصوصی چیکنگ کر رکھی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آلے بھی اتار لئے ہوں۔ دوسری بات یہ کہ اس طیارے کو اڑا کر کسی محفوظ جگہ پر اتارنا بھی ضروری ہے اور طیارے سمیت ہم کسی دوسرے ملک بھی نہیں جا سکتے کیونکہ بہرحال طیارے کو مسلسل مانیٹر کیا جائے گا اور فیول کسی بھی جگہ ختم ہو سکتا ہے اور اگر ہم زبردستی اسے اڑا کر لے جائیں تو ساری بات کھل کر سامنے آ جائے گی اور نہ صرف ہماری حکومت بدنام ہو گی بلکہ یہ آلہ سپر پاورز کے نوٹس میں بھی آ جائے گا۔ اس کے بعد یہ آلہ ہمارے لئے بے کار ثابت ہو گا اس لئے میں نے ایک اور پلان بنایا ہے کہ کم از کم ایک ہفتہ ہم خاموش رہیں گے۔ اس دوران یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر حفاظت کر رہی ہو گی تو وہ مایوس ہو کر وہاں سے چلی جائے گی کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس طویل عرصے کے لئے یہ کام نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ کہ تجربات کو بھی طویل عرصے تک ملتوی نہیں کیا جا سکتا اس لئے انہوں نے اگر آلے اتار لئے ہوں گے تو دوبارہ لگ جائیں گے اور سب سے اہم بات یہ کہ اس دوران ہم طیارے کو کہیں اتارنے اور پھر وہاں سے محفوظ سیکورٹی میں نکل جانے کے بارے میں مکمل پلان بنا لیں گے"...... ڈیری نے کہا۔

"کیسے"...... گلوریا نے کہا۔

"جیکب اسی لائن پر کام کر رہا ہے اور تم جیکب کو جانتی ہو کہ وہ کس انداز میں کام کرتا ہے۔ اسلم والا کلیو بھی تو اسی نے حاصل کیا تھا"...... ڈیرک نے مسکراتے ہوئے کہا اور گلوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیرک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"راسٹر بول رہا ہوں"...... ڈیرک نے کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... ڈیرک نے کہا۔

"یس باس۔ سپیشل فون پر بات ہو سکتی ہے"...... جیکب نے کہا۔

"اوکے"...... ڈیرک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے اٹھ کر الماری میں سے سپیشل فون نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈیرک بول رہا ہوں"...... ڈیرک نے اس بار اپنا اصل نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ سپیشل فون کی کال کسی صورت چیک نہ ہو سکتی تھی۔

"جیکب بول رہا ہوں باس۔ میں نے کاگاری ایئرپورٹ پر ایک آدمی کو کثیر رقم دے کر تمام معلومات حاصل کر لی ہیں"...... جیکب نے کہا۔

"کیا معلومات ہیں"...... ڈیرک نے پوچھا۔

"باس۔ کاگاری ایئرپورٹ پر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس اور کمانڈوز کے سیکورٹی دستے بھی یہاں تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ مجھے اندر کے ایک آدمی سے اطلاع ملی ہے کہ شاہین طیاروں کی تعداد آٹھ ہے اور ان آٹھوں میں ہی کار کس پوائنٹ نصب کیا گیا ہے کیونکہ یہ آٹھ طیارے پرواز کے لحاظ سے مختلف انداز میں کام کرتے ہیں اس لئے ان آٹھوں میں ہی اس کے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ لیکن باس ان طیاروں تک پہنچنا اور پھر انہیں اڑا کر لے جانا اس وقت تقریباً ناممکن بنا دیا گیا ہے البتہ میں کوشش کر رہا ہوں۔ اگر میری کوشش کامیاب ہو گئی تو ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا"...... جیکب نے کہا۔

"کیا کوشش کر رہے ہو"...... ڈیرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان طیاروں کے ایک پائلٹ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ ایکریمیا میں سیٹل ہونے کا شدید خواہش مند ہے اور اس کے لئے اسے بھاری رقم چاہئے اور وہ اس رقم کے حصول کے لئے خفیہ طور پر جوا کھیلتا رہتا ہے کیونکہ یہاں فوجیوں کے لئے جوا کھیلنا سرکاری طور پر ممنوع ہے لیکن باوجود کوشش کے وہ ابھی اتنی رقم اکٹھی نہیں کر سکا کہ ایکریمیا میں اچھے انداز میں سیٹل ہو سکے۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارا کام بن جائے"...... جیکب نے کہا۔

"لیکن وہ طیارہ اڑا کر کہاں لے جائے گا اور کس طرح اپنے آپ کا

تحفظ کرے گا۔ کیا تم نے اس بارے میں سوچا ہے"۔ ڈیرکی نے کہا۔

" باس۔ دارالحکومت کے ساتھ سمندر کی پٹی ایک دوسرے صوبے کے آخری کنارے تک چلی جاتی ہے۔ وہاں ایک فوجی ایئرپورٹ موجود ہے جسے مارگ ایئرپورٹ کہا جاتا ہے۔ وہاں کبھی کبھار کوئی خصوصی طیارہ جاتا ہے اس لئے وہاں عملہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے اور نہ ہی وہاں کوئی حفاظتی انتظامات ہیں۔ اگر طیارہ وہاں اتار لیا جائے اور وہاں طاقتور لانچ پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے آسانی سے کھلے سمندر میں پہنچا جا سکتا ہے۔ وہاں اگر اناڈا کا کوئی بحری جہاز موجود ہو تو اس کے ذریعے ہم آسانی سے نکل سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور تو کوئی صورت مجھے سمجھ نہیں آ رہی"...... جیکب نے جواب دیا۔

" ویری گڈ جیکب۔ تم واقعی پلاننگ کے ماہر ہو۔ ویری گڈ۔ تم اس پائلٹ پر کام کرو لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ رقم کی فکر مت کرنا"...... ڈیرکی نے کہا۔

" یس باس۔ ابھی ایک گھنٹے بعد میری اس سے براہ راست ایک خفیہ مقام پر ملاقات طے ہے۔ اس ملاقات کے بعد کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔ پھر آپ کو رپورٹ کر دوں گا"...... جیکب نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا"...... ڈیرکی نے کہا اور فون آف کر دیا۔

" تمہارا اسسٹنٹ جیکب واقعی کام کا آدمی ہے۔ اس قدر فول پروف پلاننگ کرتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے"...... گلوریا نے

بھی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" سچ بات تو یہ ہے کہ میرے سیکشن کا سارا کام تو جیکب ہی کرتا ہے۔ بہرحال اب تمہیں سمجھ آگئی ہے کہ میں کیوں دیر کر رہا ہوں"۔ ڈیرکی نے کہا۔

" ہاں۔ یہ سب تو واقعی انتہائی الجھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل تھے۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ بس گنیں اٹھا کر اڈے میں داخل ہوں گے اور پھر طیارہ اغوا کر کے لے جائیں گے۔ اسے کسی بھی ایئرپورٹ پر اتار کر آلہ لے کر نکل جائیں گے لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں واقعی جذباتی ہو رہی تھی"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرکی بے اختیار مسکرا دیا۔

" ابھی شکر کرو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیں تلاش نہیں کر پا رہی۔ وہ یقیناً پاگلوں کی طرح ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے اور انہوں نے بہرحال اپنا سارا زور کاگاری اڈے پر صرف کر رکھا ہو گا لیکن اگر جیکب کا پلان کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر وہ سب اڈے پر ہی منہ دیکھتے رہ جائیں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔

" ایک بات کا خیال شاید جیکب کو بھی نہیں آیا کہ ہمارا طیارہ ایئرپورٹ ٹرمینل کی مرضی کے بغیر آگے بڑھے گا اور پھر اگر یہ طیارہ مارگ ایئرپورٹ پر اترا تو ہمیں گھیر لیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ نیوی کو بھی حرکت میں لے آئیں"۔ گلوریا نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو۔ جیکب ان سارے معاملات کو سوچ کر ہی مشن

کو فائنل کرے گا"...... ڈیر کی نے کہا اور پھر وہ تقریباً دو گھنٹے تک اس طرح کی باتوں میں مصروف رہے کہ سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈیر کی نے فون اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

"ڈیر کی بول رہا ہوں"...... ڈیر کی نے کہا۔ چونکہ یہ سپیشل فون تھا اس لئے وہ کھل کر بات کر رہا تھا۔

"جیکب بول رہا ہوں باس۔ وکٹری مبارک ہو"...... دوسری طرف سے جیکب کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"کیا رہا۔ تفصیل بتاؤ"...... ڈیر کی نے کہا۔

"باس۔ اس پائلٹ سے معاملات طے ہو گئے ہیں۔ دس لاکھ ڈالرز میں معاملات طے ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو لاکھ ڈالرز اسے ادا کر دیئے گئے ہیں جبکہ آٹھ لاکھ ڈالرز اسے مارگ ایئر پورٹ پر ادا کئے جائیں گے اور وہ وہاں کارکس پوائنٹ ہمارے حوالے کر کے خود علیحدہ اپنے انتظام کے تحت چلا جائے گا اور اس کام کے لئے آئندہ ہفتے کا دن طے کیا گیا ہے۔ ہفتے کے دن اس کی فائنل تجرباتی پرواز ہے اور یہ پرواز کافی طویل ہے اس لئے مارگ ایئر پورٹ تک طیارے کے پہنچ جانے کے باوجود کسی کو شک نہیں پڑے گا۔ اب باقی انتظامات ہم آسانی سے کر لیں گے۔ سمندر میں جہاز وغیرہ کا بندوبست آپ چیف کے ذریعے کرا لیں۔ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"۔ جیکب نے کہا۔

"وہ ہو جائے گا۔ اس کی فکر مت کرو لیکن ٹائمنگ کیسے [illegible] اور تمہارا اس پائلٹ سے کیسے رابطہ ہو گا تاکہ کام فول پروف [illegible] میں ہو سکے"...... ڈیر کی نے کہا۔

"اس سے تمام معاملات طے کر لئے گئے ہیں باس۔ اس کا نام [illegible] ہے لیکن اس سے کوڈ نام رابرٹ طے کیا گیا ہے۔ اس نے طیارے [illegible] مخصوص فریکوئنسی مجھے دے دی ہے۔ ہفتے کے روز صبح آٹھ بجے اس [illegible] پرواز کا شیڈول طے ہے اور یہ پرواز دو گھنٹے کے لئے ہے۔ وہ ڈیڑھ گھنٹے تک تجرباتی پرواز کرے گا اس کے بعد آخری آدھے گھنٹے میں وہ [illegible] چونکہ مارگ میں طیارہ اتار دے گا اور دس منٹ کے اندر وہ کارکس پوائنٹ کو طیارے سے علیحدہ کر دے گا۔ ہم پہلے سے وہاں موجود ہوں گے۔ وہ کارکس پوائنٹ ہمارے حوالے کرے گا اور آٹھ لاکھ ڈالرز کا گارنٹیڈ چیک ہم اس کے حوالے کر دیں گے۔ اس کے [illegible] اس کا اپنا انتظام ہو گا اور ہمارا اپنا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فرائیڈے کی رات کو مارگ پہنچ جانا ہے اور سیچرڈے کو نو بجے ہم نے مارگ پر قبضہ کر لینا ہے۔ ساڑھے نو بجے وہ طیارہ گراؤنڈ کرے گا اور پونے دس بجے وہ کارکس پوائنٹ ہمارے حوالے کرے گا"۔ جیکب نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ میں اب تمام انتظامات کر لوں گا"۔ ڈیر کی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور فون آف کر دیا۔ گلوریا کے چہرے پر بھی فاتحانہ تاثرات نمایاں تھے۔

"اس بار تو سکرین پر مکمل اندھیرا ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چائے کی پیالی اٹھائے وہ اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ہاں۔ عجیب سلسلہ ہے کہ نہ ہی کاگاری ایئرپورٹ سے کوئی اطلاع مل رہی ہے اور نہ ہی ڈاسن کے ایجنٹوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ڈاسن کے ایجنٹ یا تو خاموشی سے واپس چلے گئے ہیں یا کسی طویل المدت منصوبے پر عمل کرنے کی غرض سے وہ بلوں میں دبکے ہوئے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس بار تو ٹائیگر بھی انہیں ٹریس کرنے میں ناکام رہا ہے"۔

زیرو نے کہا۔

"ایک بار تو اس نے رہائش گاہیں تلاش کر لی تھیں لیکن اس کے بعد وہ مزید کچھ نہیں کر سکا۔ اسلم کی موت کو بھی کافی دن گزر گئے لیکن کچھ بھی سامنے نہیں آ رہا۔ کاگاری اڈے پر بھی سب کچھ ...س کے مطابق جاری ہے"...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے عمران صاحب کہ یہ سکوت کسی طوفان کی آمد کا پتہ دے رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے طوفان تو آئے گا لیکن کب آئے گا یہی بات معلوم نہیں ہو رہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے اس پر غور کیا ہے عمران صاحب کہ اگر یہ مشن ہمارا ہوتا تو ہم اسے کیسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے اور میرے ذہن کے مطابق جب تک کاگاری اڈے کا کوئی آدمی ہمارے ساتھ شامل نہ ہو اس وقت تک یہ مشن مکمل نہیں ہو سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ کاگاری اڈے پر کام کرنے والا کوئی آدمی ...کس پوائنٹ طیارے سے اتار کر وہاں سے نکال کر ان کے حوالے کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"روزانہ طیاروں کی تجرباتی پروازیں ہوتی رہتی ہیں لیکن یہ اصول
شروع سے ہی موجود ہے کہ طیاروں کی پرواز سے صرف دس منٹ
پہلے کارکس پوائنٹ طیاروں میں نصب کئے جاتے ہیں۔ پھر طیارے
فضا میں پرواز کر جاتے ہیں۔ ان کی باقاعدہ مانیٹرنگ ہوتی ہے۔ اس
کے علاوہ وہاں لڑاکا طیاروں کا ایک پورا سکوارڈن موجود رہتا ہے جو
کسی بھی ایمرجنسی میں طیارے کو گھیر سکتا ہے اور جب طیارہ پرواز
ختم کرتا ہے تو کارکس پوائنٹ اتار کر محفوظ کر لیا جاتا ہے اور جہاں
کارکس پوائنٹ رکھے جاتے ہیں وہاں انتہائی سخت ترین حفاظتی
انتظامات ہیں اور اس کے نصب کرنے اور اتارنے کے دوران بھی
سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے جاتے ہیں"...... عمران نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ کس طرح مشن مکمل کریں گے"...... بلیک زیرو۔
الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے۔ اس کے مطابق شاہین
طیارے کے کسی بھی پائلٹ کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا
جائے تو وہ طیارہ سمندر میں موجود کسی بھی طیارہ بردار جہاز پر اتار
سکتا ہے۔ یہ جہاز یقیناً اناڈین ہو سکتا ہے۔ اس پلاننگ کے تحت
میں نے شاہین طیاروں کے تمام پائلٹوں کی سکریننگ کرائی ہے
لیکن ان آٹھوں پائلٹوں میں سے کوئی بھی مشکوک نہیں پایا گیا۔
اس کے علاوہ ان کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ ان کی گفتگو بھی

ٹیپ ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ جب روٹین کے مطابق
چیکن کر کے اڈے سے باہر آتے ہیں تو اڈے میں واپس پہنچنے تک ان
کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے۔ اس انداز میں نگرانی کی جاتی ہے کہ
انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ میں نے نیوی کے اعلیٰ حکام
کے ذریعے اس بات کا بھی بندوبست کیا ہے کہ کوئی طیارہ بردار
اناڈین جہاز کھلے سمندر میں بھی اس رینج تک موجود نہ ہو کہ جہاں
تک شاہین طیارہ پہنچ سکے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کسی لانچ کے ذریعے بھی تو یہ کام کر سکتے ہیں"...... بلیک
زیرو نے کہا۔

"لانچ پر شاہین طیارہ کیسے اتر سکتا ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ ساحلی پٹی پر واقع کسی بھی فوجی اڈے پر
طیارہ اتار کر وہاں سے لانچ کے ذریعے کھلے سمندر تک پہنچایا جا سکتا
ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے اور ایسا صرف ایک ایئرپورٹ ہے جس کا
نام مارگ ہے۔ وہاں بھی کمانڈوز کو بھجوا دیا گیا ہے اور وہاں بھی
انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور
کوئی ایئرپورٹ نہیں ہے جہاں طیارہ اتر سکے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ پائلٹ دوران پرواز کارکس پوائنٹ
علیحدہ کر کے پیراشوٹ کے ذریعے نیچے اتر جائے اور جہاز کو تباہ کر دیا

جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"نہیں۔ دوران پرواز کار کس پوائنٹ علیحدہ کیا ہی نہیں جا سکتا
جب تک جہاز کا انجن بند نہ ہو جائے تب تک اسے علیحدہ نہیں کیا
جا سکتا"...... عمران نے کہا۔
"پھر تو یہی سوچا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ کاگاری ایئرپورٹ پر ریڈ
کے کار کس پوائنٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور کیا
سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ فی الحال تو انتظار ہی ہو سکتا ہے اور وہی
رہا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات
ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی
مودبانہ آواز سنائی دی۔
"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"صدیقی نے اطلاع دی ہے کہ شاہین طیارے کا پائلٹ جس کا
نام ظفر علی ہے ویکلی آف پر دارالحکومت آیا ہوا تھا۔ اسے کمرشل
بینک میں جاتے دیکھا گیا ہے۔ وہاں سے جب معلوم کیا گیا تو پتہ چلا
کہ اس نے اپنے اکاؤنٹ میں دو لاکھ ڈالرز کیش جمع کرائے ہیں"
جولیا نے کہا۔
"یہ رقم اس نے کہاں سے حاصل کی ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے"

عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔
"نہیں باس۔ اس کی مسلسل نگرانی کی جا رہی ہے۔ وہ عام طور
پر ویکلی آف کے روز ایک کلب جس کا نام سٹائل کلب ہے میں جاتا
رہتا ہے۔ اس بار وہ وہاں گیا اور تقریباً دو گھنٹے تک وہاں رہا۔ اس
دوران وہ لوگوں سے ملا۔ اس نے کھیلوں میں بھی حصہ لیا۔ کھانا
بھی کھایا لیکن کسی غیر ملکی سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ پھر
اچانک وہ کلب سے نکلا اور بینک چلا گیا۔ بینک میں رقم جمع کرا کر
وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا اور اس وقت بھی وہیں موجود ہے۔
کل صبح وہ واپس اپنی ڈیوٹی پر جائے گا"...... جولیا نے تفصیل سے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا کلب میں اس نے جوا بھی کھیلا تھا"...... عمران نے پوچھا۔
"میں نے معلوم کیا ہے باس۔ لیکن اس نے جوا نہیں کھیلا اور نہ
اس کے بارے میں کوئی رپورٹ موجود ہے کہ وہ جوا کھیلتا ہے"۔
جولیا نے کہا۔
"اس کی رہائش گاہ کی تفصیل کیا ہے اور اس کا فون نمبر"۔
عمران نے پوچھا تو جولیا نے تفصیل بتا دی۔
"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"اس پائلٹ کے پاس اچانک اتنی بھاری رقم کیسے پہنچ گئی"۔
بلیک زیرو نے مشکوک لہجے میں کہا۔
"ویسے دو لاکھ ڈالرز اتنی بھاری رقم نہیں ہے کہ اس سطح کا آدمی

اس رقم کی خاطر ملک سے غداری کرے لیکن اس کے باوجود اس بارے میں معلومات حاصل کرنا پڑیں گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عبدالرشید بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں کمرشل سٹی بینک سے بول رہا ہوں اسسٹنٹ مینجر افضل حسین۔ ظفر صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ظفر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"جناب۔ میں کمرشل سٹی بینک سے اسسٹنٹ مینجر افضل حسین بول رہا ہوں۔ آپ نے دو لاکھ ڈالرز اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرائے ہیں۔ اس سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس کا ایک آفیسر انکوائری کرنے آیا تھا۔ میں نے انہیں تفصیل تو نہیں بتائی لیکن وہ آپ کا پتہ لے کر واپس چلا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں"۔ عمران نے کہا۔

"اطلاع کا شکریہ۔ وہ اگر میرے پاس آئے تو میں ان سے خود بات کر لوں گا۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ ظفر

علی نے باوقار اور اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کے لہجے اور جواب سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ معاملات مشکوک نہیں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بہرحال اس کی نگرانی سخت کر دینی چاہئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو ہو گی۔ میں اس سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی بولنے والا ملازم لگ رہا تھا۔

"ظفر علی صاحب سے بات کرائیں۔ میں ملٹری انٹیلی جنس کا آفیسر بول رہا ہوں"...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"ہولڈ کریں جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو۔ ظفر علی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ظفر علی کی آواز سنائی دی۔ لہجہ باوقار تھا۔

"میں ملٹری انٹیلی جنس آفس سے ڈپٹی ڈائریکٹر عبدالرزاق بول رہا ہوں۔ آفس کو اطلاع ملی تھی کہ آپ نے اچانک اپنے اکاؤنٹ میں دو لاکھ ڈالرز کی رقم جمع کرائی ہے جس کی تصدیق بینک نے بھی کر دی ہے۔ کیا آپ اس رقم کی وضاحت کریں گے تاکہ رپورٹ فائنل کی جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ دو لاکھ ڈالرز کی یہ رقم مجھے میرے بھائی اعظم علی نے بھجوائی ہے تاکہ یہاں ان کے لئے کوئی مناسب پراپرٹی خریدی جاسکے۔ وہ گذشتہ آٹھ سالوں سے ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن میں سیٹل ہیں لیکن اب ان کے بچے بڑے ہو گئے ہیں اور وہ اب واپس پاکیشیا آکر سیٹل ہونا چاہتے ہیں۔ یہ رقم مجھے ہنڈی کے ذریعے کلب میں ملی تھی۔ میں نے جا کر بینک میں جمع کرا دی۔ آپ بے شک میرے بھائی سے اس بارے میں تصدیق کر لیں"۔ ظفر علی نے انتہائی بااعتماد اور اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تصدیق تو بہرحال کی جائے گی۔ آپ ان کا پتہ اور فون نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پتہ اور فون نمبر بتا دیا گیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کاکاری ایئر پورٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"کمانڈر داؤد سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کمانڈر داؤد بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں نمائندہ خصوصی چیف آف سیکرٹ سروس"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"شاہین طیاروں کے پائلٹس کی پرسنل رپورٹس تو آپ کے پاس ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"پائلٹ ظفر علی کی پرسنل رپورٹ منگوا لیں۔ میں پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ براہ راست چیکنگ سے پہلے رپورٹ سے چیک کرنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی باقاعدہ سیٹ اپ کیا گیا ہو"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پانچ منٹ بعد عمران نے دوبارہ کمانڈر داؤد سے رابطہ کیا۔

"رپورٹ منگوائی ہے آپ نے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میرے سامنے موجود ہے سر"...... کمانڈر داؤد نے جواب دیا۔

"پائلٹ ظفر علی کے کسی بھائی کا ذکر ہے اس میں جو کسی غیر ملک میں سیٹل ہو"...... عمران نے کہا۔

" ایک منٹ صاحب۔ میں بتاتا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں "......چند منٹوں بعد کمانڈر داؤد کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

" یس "...... عمران نے کہا۔

" سر۔ رپورٹ میں درج ہے کہ ظفر علی اور اعظم علی دو بھائی ہیں۔ ان کے علاوہ ان کا اور کوئی بھائی یا بہن نہیں ہے۔ اعظم علی ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن میں سیٹل ہے اور وہاں کاروں کے سپیئر پارٹس کا بزنس کرتا ہے "...... کمانڈر داؤد نے کہا۔

" اس کا پتہ اور فون نمبر دیا گیا ہے رپورٹ میں "...... عمران نے پوچھا۔

" یس سر "...... کمانڈر داؤد نے جواب دیا اور پھر پتہ اور فون نمبر بتا دیا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے لیکن آپ نے پائلٹ ظفر علی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتانا "...... عمران نے کہا۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" انٹرنیشنل آٹوز "...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

" میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ اعظم علی صاحب یہاں کیا

ہیں "...... عمران نے پوچھا۔

" جی وہ بزنس اونر ہیں "...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ان سے بات کرائیں "...... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ اعظم علی بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں ملٹری انٹیلی جنس آفس سے ڈپٹی ڈائریکٹر عبدالرزاق "...... عمران نے کہا۔

" جی فرمایئے ۔ کیسے فون کیا ہے "...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" آپ کے بھائی پاکیشیا میں ہیں۔ وہ کیا کام کرتے ہیں "۔ عمران نے کہا۔

" جی وہ جنگی طیاروں کے پائلٹ ہیں اور ایئر فورس میں ملازم ہیں لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ خیریت ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں۔ خیریت ہے۔ وہ ان دنوں ایک خفیہ حکومتی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اس لئے ان کے بارے میں معلومات کی جا رہی ہیں۔ کیا آپ نے انہیں کوئی رقم بھجوائی ہے "...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ہاں میں نے ہنڈی کے ذریعے انہیں دو لاکھ ڈالرز بھجوائے ہیں تاکہ وہ پاکیشیا میں میرے لئے مناسب پراپرٹی

خرید کر سکیں کیونکہ میرے بچے بڑے ہو گئے ہیں اور اب میں اس
آزاد معاشرے میں مزید نہیں رہنا چاہتا"...... اعظم علی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے بینک کے ذریعے رقم کیوں نہیں بھجوائی۔ ہنڈی
کے ذریعے کیوں بھجوائی ہے جبکہ آپ کو معلوم ہو گا کہ اس سے ملک
کو نقصان ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی آپ کی بات درست ہے۔ لیکن بینک ریٹس اس قدر کم ہیں
کہ اس سے ہمیں نقصان ہوتا ہے اس لئے ایسا کیا جاتا ہے اور
بہرحال یہ جرم نہیں ہے"...... اعظم علی نے اس بار قدرے سخت
لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ظفر علی مشکوک نہیں ہے"...... بلیک
زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب تو ہر بات کلیئر ہو گئی ہے۔ رپورٹ سے جو فون نمبر
دیا گیا ہے وہی نمبر ظفر علی نے بتایا ہے لیکن بہرحال اس کی نگرانی
سخت کر دی جائے گی"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک
زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ کوئی اہم رپورٹ ہو تو مجھے بتا
دینا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

رات کی تاریکی میں ایک بڑی اور طاقتور لانچ تیزی سے سمندر کی
سطح پر تیرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا
چھایا ہوا تھا کیونکہ رات تاریک تھی۔ چاند بھی آسمان پر موجود نہ تھا
اور ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ لانچ میں بھی تاریکی چھائی ہوئی
تھی۔ لانچ پر ڈیرکی، گلوریا، جیکب اور اس کے تین ساتھی موجود تھے۔
جیکب کا ایک ساتھی مارٹر لانچ چلا رہا تھا۔ ان کا رخ مارگ علاقے کی
طرف تھا جہاں سے انہوں نے مارگ ایئر پورٹ پہنچنا تھا۔ وہ سب
لانچ کے نیچے بنے ہوئے مخصوص کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیبن میں
بھی تاریکی تھی اس لئے وہ صرف ایک دوسرے کے ہیولے دیکھ رہے
تھے۔

"یہ لانچ تم نے کیسے حاصل کی ہے جیکب"...... ڈیرکی نے کہا۔

"باس۔ لانچ ایک اور ذریعے سے باقاعدہ خریدی گئی ہے تاکہ

خرید کر سکیں کیونکہ میرے بچے بڑے ہو گئے ہیں اور اب میں اس آزاد معاشرے میں مزید نہیں رہنا چاہتا"...... اعظم علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے بینک کے ذریعے رقم کیوں نہیں بھجوائی۔ ہنڈی کے ذریعے کیوں بھجوائی ہے جبکہ آپ کو معلوم ہو گا کہ اس سے ملک کو نقصان ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی آپ کی بات درست ہے۔ لیکن بینک ریٹس اس قدر کم ہیں کہ اس سے ہمیں نقصان ہوتا ہے اس لئے ایسا کیا جاتا ہے اور بہرحال یہ جرم نہیں ہے"...... اعظم علی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ظفر علی مشکوک نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب تو ہر بات کلیئر ہو گئی ہے۔ رپورٹ سے جو فون نمبر دیا گیا ہے وہی نمبر ظفر علی نے بتایا ہے لیکن بہرحال اس کی نگرانی سخت کر دی جائے گی"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ کوئی اہم رپورٹ ہو تو مجھے بتا دینا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

رات کی تاریکی میں ایک بڑی اور طاقتور لانچ تیزی سے سمندر کی سطح پر تیرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا کیونکہ رات تاریک تھی۔ چاند بھی آسمان پر موجود نہ تھا اور ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ لانچ میں بھی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ لانچ پر ڈیرکی، گلوریا، جیکب اور اس کے تین ساتھی موجود تھے۔ جیکب کا ایک ساتھی ماسٹر لانچ چلا رہا تھا۔ ان کا رخ مارگ علاقے کی طرف تھا جہاں سے انہوں نے مارگ ایئرپورٹ پہنچنا تھا۔ وہ سب لانچ کے نیچے بنے ہوئے مخصوص کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیبن میں بھی تاریکی تھی اس لئے وہ صرف ایک دوسرے کے ہیولے دیکھ رہے تھے۔

"یہ لانچ تم نے کیسے حاصل کی ہے جیکب"...... ڈیرکی نے کہا۔

"باس۔ لانچ ایک اور ذریعے سے باقاعدہ خریدی گئی ہے تاکہ

کسی کو اس بارے میں شبہ نہ ہو سکے ۔ ویسے یہاں کی ملٹری انٹیلی
جنس بے حد چوکنا ہے اور جب مجھے رپورٹ ملی کہ ملٹری انٹیلی جنس
پائلٹ ظفر علی کے خلاف انکوائری کر رہی ہے تو میں پریشان ہو گیا
تھا لیکن میں نے سیٹ اپ ہی ایسا رکھا تھا کہ ان کا شک دور ہو
گیا"...... جیکب نے جواب دیا۔

" تم نے اس بارے میں بتایا نہیں۔ کیا ہوا تھا"...... ڈیرکی نے
پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" باس۔ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہوئی ورنہ میں آپ کو
رپورٹ ضرور دیتا۔ مجھے یقین تھا کہ کاگاری اڈے پر کام کرنے والے
افراد اور خاص طور پر شاہین طیاروں کے پائلٹس کی نگرانی مسلسل
ہوتی رہتی ہو گی اس لئے میں نے خود سامنے آنے کی بجائے اس سے
تمام بات چیت ایک مقامی آدمی کے ذریعے کی۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ
اگر کسی کو اس بھاری رقم کے بارے میں پتہ چل گیا جو ہم نے
ایڈوانس کے طور پر اس پائلٹ کو دینی تھی تو ہمارا منصوبہ یکسر ناکام
ہو جاتا اس لئے میں نے اس درمیانی آدمی کے ذریعے باقاعدہ پائلٹ
کی انکوائری کرائی تو پتہ چلا کہ اس کا ایک بھائی ولنگٹن میں سیٹل
ہے اور اس کی خواہش ہے کہ ظفر علی بھی وہاں اس کے پاس آ
جائے۔ جس پر میں نے ظفر علی سے سپیشل فون پر براہ راست بات
کی اور اسے کہا کہ وہ اپنے بھائی کو اس طرح اعتماد میں لے کہ اگر
انکوائری ہو تو وہ انکوائری کرنے والوں کو مطمئن کر سکے ۔ چنانچہ

ظفر نے اپنے بھائی سے بات کی۔ اس نے اسے یہ نہیں بتایا کہ وہ
کس طرح رقم حاصل کرے گا بلکہ اس نے اسے بتایا کہ اس نے
کلب میں جوا کھیل کر دو لاکھ ڈالرز کی رقم جیت لی ہے لیکن اگر حکام
کو اس بارے میں معلوم ہو گیا تو اس کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا
ہے اس لئے اس نے اپنے بھائی سے بات کی کہ اگر انکوائری ہو تو وہ
یہی بتائے کہ اس نے دو لاکھ ڈالرز کی رقم ہنڈی کے ذریعے بھجوائی
ہے اور وہ خود پاکیشیا سیٹل ہونا چاہتا ہے۔ پھر مجھے ظفر نے خصوصی
فون پر بتایا کہ اس رقم کے بارے میں اطلاع ملٹری انٹیلی جنس کو ہو
گئی ہے۔ انہوں نے بینک سے تصدیق کی اور پھر ظفر سے فون پر پوچھ
گچھ کی۔ ظفر نے انہیں مطمئن کر دیا لیکن انہوں نے باقاعدہ ولنگٹن
میں اس کے بھائی سے معلومات حاصل کیں۔ چونکہ سیٹ اپ پہلے
سے ہو چکا تھا اس لئے وہ مطمئن ہو گئے"...... جیکب نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس کے باوجود وہ ظفر پائلٹ کی انتہائی سخت نگرانی کر
رہے ہوں گے"...... گلوریا نے کہا۔

" کرتے رہیں مادام۔ انہیں کسی طرح یہ بات معلوم نہیں ہو
سکتی کہ ہمارا پلان کیا ہے"...... جیکب نے جواب دیا۔

" اس ظفر پائلٹ نے کیا انتظام کر رکھا ہے"...... ڈیرکی نے
پوچھا۔

" باس۔ اس نے کیا انتظام کرنا ہے۔ میں نے اسے سیٹ اپ کر

کے دیا ہے کہ ہم اسے اپنی لانچ کے ذریعے نزدیکی ملک سمان کے جزیرے تک پہنچا دیں گے جہاں سے وہ آسانی سے ولنگٹن پہنچ سکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے باس کہ ہم اسے ہلاک کر کے اس کی لاش سمندر میں پھینک دیں گے تاکہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ورنہ اگر وہ پکڑا گیا تو وہ ہمارے بارے میں سب کچھ بتا سکتا ہے اور اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس اناڈا پہنچ کر ہمارے خلاف کام کر سکتی ہے"...... جیکب نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا لیکن ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ کہیں مارگ ایئرپورٹ پر انہوں نے خصوصی حفاظتی انتظامات نہ کر رکھے ہوں"...... گلوریا نے کہا۔

"مادام۔ میں نے وہاں جا کر خود چیک کر لیا ہے۔ وہاں خصوصی انتظامات ضرور کئے گئے ہیں لیکن یہ انتظامات کمانڈوز کے ایک دستے پر مشتمل ہیں لیکن یہ لوگ اس وقت ایئرپورٹ پر آتے ہیں جب صبح کو وہاں کاکاری اڈے میں پروازوں کا شیڈول شروع ہوتا ہے۔ ان کی تعداد پندرہ ہے اور یہ مارگ ایئرپورٹ سے ملحقہ ایک بڑی عمارت میں رہ رہے ہیں۔ ہم رات کو ہی ان کا خاتمہ آسانی سے کر سکتے ہیں"۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور مارگ پر جو عملہ ہے اس کی تعداد کتنی ہے۔ سیکورٹی بھی ہو گی وہاں"...... ڈیرکی نے کہا۔

"یس باس۔ وہاں کا عملہ آٹھ افراد پر مشتمل ہے جس میں دو

سیکورٹی کے آدمی ہیں۔ یہ لوگ بھی دن کے وقت وہاں ڈیوٹی دیتے ہیں۔ رات کو ایئرپورٹ پر صرف دو چوکیدار ہوتے ہیں جو مقامی لوگ ہیں۔ قریبی کسی قصبے سے آتے ہیں"...... جیکب نے جواب دیا۔

"پھر ان کے بارے میں کیا پلان بنایا ہے تم نے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"یہ چوکیدار تو صبح ہوتے ہی واپس چلے جاتے ہیں جبکہ عملہ اور کمانڈوز ناشتہ وغیرہ کر کے آٹھ بجے کے قریب ایئرپورٹ پر آتے ہیں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ ان چوکیداروں کو کچھ نہ کہا جائے۔ وہ واپس چلے جائیں جبکہ کمانڈوز اور عملے کا خاتمہ رات کو ہی کر دیا جائے اور صبح ہم خود ایئرپورٹ کا کنٹرول سنبھال لیں گے"...... جیکب نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ صبح آٹھ بجے کاکاری سے انہیں کال کیا جاتا ہو یا پھر وہ خود رپورٹ کرتے ہوں اور اگر انہیں معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو سب کیا کرایا ختم ہو سکتا ہے۔ وہ پرواز کا شیڈول بھی منسوخ کر سکتے ہیں جبکہ اس رقم کی وجہ سے وہ پہلے ہی ظفر پائلٹ کی طرف سے مشکوک بھی ہوں گے اور پرواز بھی اکیلے ظفر پائلٹ نے کرنی ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... جیکب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"جب تک طیارہ اتر نہ آئے اس وقت تک ہمیں سامنے نہیں آنا
چاہیے۔ جب طیارہ نیچے اتر آئے گا تو ہم اپنا ایکشن شروع کر دیں گے
اور اس وقت چاہے ہمیں پورا ٹرمینل اور دوسری عمارتیں کیوں نہ
اڑانی پڑیں ہم ایسا کر گزریں گے لیکن اس سے پہلے نہیں۔ البتہ ان
چوکیداروں کا خاتمہ ضروری ہو گا تاکہ ہم رات کو ہی ٹرمینل میں ایسی
جگہوں پر پہنچ جائیں جہاں سے فوری ایکشن لیا جا سکتا ہو۔ پھر ہم
پائلٹ سے کارکس پوائنٹ وصول کر کے اس کا بھی خاتمہ کر دیں
گے اور نکل جائیں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"لیکن کمانڈوز تو ظاہر ہے پھیل کر ڈیوٹی دے رہے ہوں گے اور
یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں"...... گلوریا نے کہا۔

"بہرحال رسک تو لینا ہی پڑے گا لیکن اس طرح بغیر کسی شک و
شبہ کے مشن مکمل ہو جائے گا"...... ڈیرکی نے کہا۔

"یس باس۔ ٹھیک ہے"...... جیکب نے جواب دیا۔

"اسلحہ تو ہمارے پاس ہو گا"...... گلوریا نے کہا۔

"یس مادام۔ ہر قسم کا اسلحہ لانچ میں موجود ہے"...... جیکب نے
کہا۔

"ہم کتنی دیر مزید سفر کریں گے"...... گلوریا نے پوچھا۔

"ایک گھنٹہ مزید ساحل تک پہنچنے میں لگ جائے گا"۔ جیکب
نے جواب دیا۔

"وہاں کوسٹ گارڈز کی چیکنگ تو نہیں ہوتی"...... ڈیرکی نے

کہا۔

"نو باس"...... جیکب نے کہا۔

"لانچ سے کھلے سمندر میں جہاز تک پہنچنے کے بارے میں کیا سیٹ
اپ ہے"...... گلوریا نے اس بار ڈیرکی سے پوچھا۔

"چیف نے انتہائی فول پروف انتظام کر دیا ہے۔ ہم لانچ کے
ذریعے قریبی جزیرے ورساکا پہنچیں گے۔ ورساکا سے ہم ایک ہیلی کاپٹر
کے ذریعے سمان پہنچ جائیں گے جہاں سے ایک خصوصی طیارہ ہمیں
لے کر ستاکا پہنچے گا اور ستاکا سے ہم آبدوز کے ذریعے اناڈا پہنچ جائیں
گے"...... ڈیرکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تک انہیں کچھ پتہ چلے گا ہم اناڈا
پہنچ چکے ہوں گے اور پھر وہ لاکھ سر پٹختے رہیں کچھ حاصل نہیں کر
سکتے"...... گلوریا نے کہا اور ڈیرکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا کیونکہ مجھے خیال نہ تھا کہ آپ اتنی صبح یہاں آ سکتے ہیں۔ ایک اہم رپورٹ ملی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ میں تو بس ویسے ہی ناشتہ کر کے ادھر آ گیا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"صدیقی نے اطلاع دی ہے کہ پائلٹ ظفر علی نے کل بینک سے دو لاکھ ڈالرز کی رقم نکلوا لی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے اکاؤنٹ میں موجود باقی رقم بھی اس نے نکلوا کر اکاؤنٹس کلوز کر دیئے

ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"صدیقی تو ایئر پورٹ پر ہے۔ اسے بینک کے بارے میں اطلاع کیسے مل گئی"...... عمران نے کہا۔

"اس نے بتایا ہے کہ ظفر علی نے کل کمانڈر کو درخواست کی کہ اسے دو گھنٹے کی چھٹی دی جائے تاکہ وہ بینک جا کر اپنے اکاؤنٹس کے سلسلے میں بینک والوں سے بات چیت کر سکے کیونکہ یہ اس کے لئے ضروری ہے۔ کمانڈر نے اسے چھٹی دے دی لیکن ساتھ ہی صدیقی کو بھی ہدایات کے مطابق اطلاع کر دی۔ صدیقی نے کیپٹن شکیل کو الرٹ کیا اور کیپٹن شکیل بھی اس وقت بینک پہنچ گیا جب ظفر علی وہاں پہنچا اور پھر کیپٹن شکیل نے رپورٹ صدیقی کو دی اور صدیقی نے کل رات مجھے رپورٹ دے دی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیپٹن شکیل کو رپورٹ جولیا کو یا اس کی عدم موجودگی میں براہ راست تمہیں دینا چاہئے تھی"...... عمران نے کہا۔

"صدیقی نے اسے کہا تھا کہ وہ اسے رپورٹ دے تاکہ وہ مجموعی رپورٹ مجھے دے سکے اس لئے اس نے رپورٹ صدیقی کو کر دی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"صدیقی اب اپنے آپ کو لاشعوری طور پر چیف سمجھنے لگا ہے۔ بہرحال یہ بات بعد میں ہو گی یہ بتاؤ کہ اس نے رقومات نقد لی ہیں یا کسی دوسرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرائی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس نے دو لاکھ ڈالرز کا ٹریولنگ چیک تیار کرایا ہے اور

پاکیشیائی رقومات کو بھی ڈالرز میں تبدیل کرا کر اس کا بھی باقا
ٹریولر چیک بنوایا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے پراپرٹی خریدنے کے
رقومات نہیں نکلوائیں بلکہ وہ کہیں جانا چاہتا ہے اور وہ بھی کسی
ملک میں ورنہ وہ پاکیشیائی رقومات کو ڈالرز میں تبدیل نہ کراتا"
عمران نے کہا۔

" میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا تھا اور میں نے صدیقی سے اس
بارے میں معلوم کیا ہے تو صدیقی نے بتایا ہے کہ ظفر علی نے ا
فورس کمانڈر کو طویل رخصت اپلائی کی ہے اور ساتھ ہی ایکر
جانے کی اجازت بھی مانگی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنے بھائی
پاس جانا چاہتا ہے کیونکہ اس کے بھائی نے پاکیشیا شفٹ ہونے
غرض سے اس سے طویل مشورہ کرنا ہے"...... بلیک زیرو نے
جواب دیا۔

" لیکن وہ اس وقت ڈیوٹی تو کاکاری اڈے پر دے رہا ہے۔ پھر اس
نے ایئر فورس ہیڈ کوارٹر کیوں اپلائی کیا ہے"...... عمران نے حیر
بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بہرحال ملازم تو ایئر فورس کا ہے یہاں تو وہ خصوصی ٹاسک
پر آیا ہے اس لئے اس کی چھٹی کی منظوری تو ایئر فورس ہیڈ کوارٹر
دے سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" یہ ظفر علی اب مشکوک ہوتا جا رہا ہے۔ اس سے ملاقات کر

نی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ ہر بار اسی کے بارے میں رپورٹ ملتی ہے ورنہ یہاں
سات اور بھی تو پائلٹ موجود ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی رپورٹ
سامنے نہیں آئی"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور
عمران نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی
بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" صفدر نے رپورٹ دی ہے کہ انہوں نے دو افراد کو مارک کیا
ہے جنہوں نے حساس نوعیت کا اسلحہ ایک لانچ میں پہنچایا ہے اور یہ
لانچ غیر ملکیوں نے خریدی ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران چونک
پڑا۔

" تفصیل بتاؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" صفدر اور تنویر مشکوک ایجنٹوں کی تلاش میں ساحل سمندر پر
واقع ہوٹل ریڈ لائٹ میں گئے۔ وہاں وہ کھانا کھا رہے تھے کہ ساتھ
والی میز پر دو مقامی افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپس میں باتیں
کرتے ہوئے یہ بات دوسرے کو بتائی۔ یہ دونوں ابھی ہوٹل میں ہی
موجود ہیں۔ صفدر نے کال کر کے مزید احکامات طلب کئے ہیں"۔

جولیا نے کہا۔

"صفدر سے کہو کہ وہ ان دونوں افراد کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے۔ میں عمران کو ٹریس کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ ان سے مزید پوچھ گچھ کرے گا"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جوزف۔ صفدر اور تنویر دو آدمیوں کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لا رہے ہیں۔ تم نے انہیں بلیک روم میں کرسیوں پر جکڑ دینا ہے۔ ان کی تلاشی بھی لے لینا اور ان کے میک اپ وغیرہ بھی چیک کر لینا۔ پھر مجھے دانش منزل میں رپورٹ دینا۔ ان سے پوچھ گچھ میں خود آ کر کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس میں ایسی کیا خاص بات ہے عمران صاحب کہ آپ اسے اس قدر اہمیت دے رہے ہیں۔ اسلحہ بھی بکتا رہتا ہے اور لانچیں بھی"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"غیر ملکیوں نے لانچ خریدی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لانچ ڈرائیور کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے اور لانچ کو بھی واپس نہیں کرنا چاہتے ورنہ عام طور پر غیر ملکی لانچ خریدا نہیں کرتے بلکہ کرایہ پر حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ لانچ کو مستقل طور پر اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ اس کے علاوہ حساس نوعیت کا اسلحہ بھی لانچ میں پہنچایا

ئی ہے۔ یہ دونوں باتیں بتا رہی ہیں کہ معاملہ خاصا مشکوک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص بات سامنے نہ آئے لیکن پھر بھی ہمیں کسی بات کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ لوگ کیا بتا سکیں گے۔ یہ ظاہر ہے کسی اسلحہ فروخت کرنے والی تنظیم کے نمائندے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس تنظیم کے چیف سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کس کو فون کرنے جا رہے تھے جولیا کی کال آنے سے پہلے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میں ظفر کے بارے میں ایئر فورس ہیڈ کوارٹر سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے کیونکہ وہاں سے ہمیں کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ یہی کہ اس نے درخواست دی ہے اور کیا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں۔ باس یہاں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا ہوا۔ پہنچ گئے ہیں وہ آدمی"۔ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

"یس باس۔ میں نے ان کی تلاشی لے لی ہے۔ ان کی جیبوں سے رقم اور کاغذات نکلے ہیں۔ میک اپ واشر سے چیکنگ بھی کر لی ہے۔ ان کے چہروں پر میک اپ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے میں آرہا ہوں"...... عمران نے کہا وار رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر وہ سیدھا بلیک روم میں گیا تو جوانا وہاں موجود تھا۔

"ماسٹر۔ یہ تو انتہائی تھرڈ کلاس ٹائپ آدمی لگ رہے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں کیوں اغوا کرایا ہے"...... جوانا نے سلام کرنے کے بعد کہا۔

"جب فرسٹ کلاس آدمی نہ ملیں تو پھر سیکنڈ اور تھرڈ کلاس پر ہی گزارہ کرنا پڑتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ جوزف اس دوران بلیک روم میں پہنچ گیا تھا۔ یہ دونوں مقامی آدمی تھے اور اپنے چہرے مہرے اور لباس سے واقعی تھرڈ کلاس ٹائپ مجرم نظر آرہے تھے۔ دونوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

"ان کی جیبوں سے کیا نکلا ہے۔ دکھاؤ مجھے"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف ایک طرف میز پر موجود سامان کی طرف بڑھ گیا اور سامان اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ دو پرس تھے جن میں بھاری رقومات موجود تھیں البتہ ایک لفافہ تھا جس میں چند کاغذات

تھے۔ عمران نے لفافے سے کاغذات نکالے اور انہیں دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ یہ اسلحے کی لسٹ تھی۔ عمران اس لسٹ کو چیک کرتا رہا۔ پھر اس نے کاغذات رکھ دیئے اور پرس میں موجود کارڈ اور کاغذات نکال کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پرس بھی واپس جوزف کو دے دیئے۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوزف نے جیب سے ایک بوتل نکالی اور ان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹا کر پہلے ایک آدمی کی ناک سے بوتل لگائی اور پھر چند لمحوں بعد بوتل ہٹا کر دوسرے آدمی کی ناک سے لگائی اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے بوتل جیب میں ڈال لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں یکے بعد دیگرے کراہتے ہوئے ہوش میں آگئے۔

"یہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ یہ کیا ہے"...... ان دونوں نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ جوزف اور جوانا کو دیکھ کر ان کے چہروں پر مزید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم دونوں پہلے اپنا بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہم۔ میرا نام عبدالرحیم ہے اور میں ریلوے میں ملازم ہوں"۔ ایک آدمی نے کہا جبکہ دوسرے نے اپنا نام شمس بتایا اور اس نے بھی اپنے آپ کو ریلوے کا ملازم بتایا۔

"کیا ملازمت ہے تمہاری ریلوے میں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم دونوں شیڈ میں مزدوری کرتے ہیں"...... عبدالرحیم نے

کہا۔

"تم نے انتہائی احساس اسلحہ ساحل پر کسی لانچ میں پہنچایا ہے۔
اس لانچ میں جس کے مالک غیر ملکی تھے۔ تمہاری جیبوں سے جو
کاغذات نکلے ہیں ان میں اس حساس اسلحے کی پوری لسٹ موجود ہے
اور تمہارے پرسوں میں بھاری رقمیں بھی موجود ہیں اس لئے تم
دونوں کو یہاں گولی بھی ماری جا سکتی ہے لیکن چونکہ تم دونوں
صرف کیریئر ہو، میرا مطلب ہے صرف مال پہنچانے والے اس لئے اگر
تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو بتا دو کہ تم کس پارٹی کے لئے کام کرتے ہو
اور جس لانچ میں تم نے اسلحہ پہنچایا ہے اس کی تفصیل کیا ہے"۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اسلحہ۔ اوہ نہیں۔ ہم تو غریب آدمی ہیں۔ ہمارا کسی اسلحے سے
کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو غریب لوگ ہیں"....... دونوں نے بیک
آواز ہو کر کہا۔

"جوانا۔ ان میں سے ایک کی گردن توڑ دو۔ ایک ہی جواب کے
لئے کافی ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے کہا اور انتہائی جارحانہ انداز میں ان
دونوں کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک
جاؤ"....... عبدالرحیم نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا جسم
موت کے خوف سے کانپنے لگ گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو

روک دیا۔

"وہیں کھڑے ہو جاؤ اور اس بار جیسے ہی میں حکم دوں تم نے
فوری حکم پر عمل کرنا ہے"....... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"....... جوانا نے کہا اور دونوں کی کرسیوں کے قریب
کھڑا ہو گیا۔

"مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ ہم دونوں اعظم خان کے آدمی ہیں۔
اعظم خان اسلحے کا بڑا اسمگلر ہے۔ اس کی دکان مرکز روڈ پر ہے۔ بظاہر
وہ پرانے کپڑے فروخت کرتا ہے لیکن اصل میں اس کا دھندہ اسلحہ
فروخت کرنا ہے۔ وہ ہمیں اسلحہ دیتا ہے اور ہم اسے پارٹیوں تک
پہنچاتے ہیں۔ پارٹیاں بھی ہمیں انعام دیتی ہیں اور اعظم خان بھی
ہمیں کافی رقم دیتا ہے"....... عبدالرحیم نے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو"....... عمران نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر
کہا۔

"عبدالرحیم نے درست کہا ہے۔ مجھے بھی اس نے اس کام پر لگایا
ہے۔ ہم دونوں رشتہ دار ہیں"....... دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"جس لانچ پر تم نے اسلحہ پہنچایا تھا وہ کہاں موجود تھی اور تمہیں
کیسے معلوم ہوا کہ وہ لانچ غیر ملکیوں نے خرید لی ہے۔ تفصیل
بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہم اسلحہ کے تھیلے ساڈانی ساحل پر موجود
سرخ جھنڈے والی لانچ میں پہنچائیں گے۔ اس لانچ کا نام براگ

ہے۔ ہم جب وہاں پہنچے تو لانچ پر ایک ایکریمی موجود تھا۔ اس نے ہم سے تھیلے لے لئے اور ہمیں انعام دے کر واپس بھیج دیا۔ ہم چونکہ پہلے بھی اس لانچ پر کئی بار اسلحہ پہنچا چکے ہیں اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ اس لانچ کا مالک شیرو دادا ہے۔ وہ بھی اسلحہ کی اسمگلنگ کا کام کرتا ہے اس لئے اس نے یہ بڑی اور انتہائی طاقتور لانچ رکھی ہوئی تھی اور ہمیشہ ہم سے شیرو دادا ہی اسلحہ وصول کرتا تھا اس لئے ہم نے اسلحہ دینے کے بعد اسے تلاش کیا۔ ہم اس لئے پریشان تھے کہ کہیں ہم نے غلط پارٹی کو تو اسلحہ نہیں دے دیا۔ ہم نے شیرو دادا کو تلاش کیا تو اس نے بتایا کہ اس نے لانچ غیر ملکیوں کو بھاری قیمت پر فروخت کر دی ہے۔ اس پر ہم واپس چلے گئے۔ راستے میں ہم ہوٹل میں کھانا کھانے بیٹھ گئے اور پھر جب ہم باہر نکلنے لگے تو ہم اچانک بے ہوش ہو گئے اور اب یہاں ہمیں ہوش آیا ہے"...... عبدالرحیم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس لانچ کا نمبر وغیرہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم اتنے پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم صرف لانچ کو پہچانتے ہیں"...... عبدالرحیم نے جواب دیا۔

"یہ شیرو دادا کہاں ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا تو انہوں نے تفصیل بتا دی۔

"تم دونوں جاؤ اور اس شیرو دادا کو اٹھا لاؤ"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے

مران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہمیں تو چھوڑ دو۔ ہم تو غریب لوگ ہیں"...... ان دونوں نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ شیرو دادا آ جائے۔ اگر اس نے بتایا کہ تم سچ بول رہے ہو تو پھر اس بارے میں سوچا جائے گا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا دونوں پہلے ہی باہر جا چکے تھے۔ عمران باہر سٹنگ روم میں جا کر بیٹھ گیا۔ وہ اگر چاہتا تو اس اعظم خان کو اغوا کرا سکتا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اعظم خان سے کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ یقیناً اس شیرو دادا نے ہی ان غیر ملکیوں کا اعظم خان سے رابطہ کرایا ہو گا اس لئے شیرو دادا اصل آدمی تھا۔ اس سے تمام معلومات حاصل ہو سکتی تھیں۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد جوزف اور جوانا واپس آئے۔ انہوں نے کار کی عقبی سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی کو جو بے ہوش تھا کار سے نکالا اور اسے لے کر بلیک روم کی طرف بڑھ گئے۔ عمران بھی اٹھ کر ان کے پیچھے بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا یہی شیرو دادا ہے"...... عمران نے عبدالرحیم سے پوچھا۔

"ہاں۔ یہی شیرو دادا ہے لیکن یہ تو بہت بڑا بدمعاش ہے۔ یہ کیسے قابو آ گیا"...... ان دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر جوزف نے شیرو دادا کو کرسی پر جکڑا اور پھر اسے ہوش میں لے آیا۔

"یہ۔مم۔مم۔یہ میں کہاں ہوں۔کیا مطلب"....... شیرو دادا نے ہوش میں آتے ہی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔وہ انتہائی حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی ساتھ ہی راڈز میں جکڑے ہوئے عبدالرحیم اور اس کے ساتھی پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔کیا مطلب"....... شیرو دادا کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"تمہارا نام شیرو دادا ہے اور تم لانچوں کے ذریعے اسلحہ اسمگل کرتے ہو"....... عمران نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نن۔نن۔نہیں۔میں تو۔میں تو ماہی گیر ہوں۔یہ سب جھوٹ ہے۔کون کہتا ہے۔جو کہتا ہے غلط کہتا ہے"....... شیرو دادا نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔شیرو دادا جس طرح تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے اسی طرح تمہیں یہاں گولی مار کر تمہاری لاش برقی بھٹی میں ڈالی جا سکتی ہے اس لئے پوری طرح ہوش میں رہ کر جواب دو۔مجھے تمہاری اسلحے کی اسمگلنگ سے کوئی غرض نہیں ہے۔اسلحے کی اسمگلنگ کو روکنا ہمارا کام نہیں ہے۔ہمارا کام ملکی سلامتی کے خلاف کام کرنے والے غیر ملکیوں کو پکڑنا ہے اور تم نے ایک لانچ غیر ملکیوں کو فروخت کی ہے جس پر ان دونوں نے اعظم خان کا اسلحہ پہنچایا ہے اور یہ اسلحہ بھی تم نے اعظم خان کو کہہ کر ان غیر ملکیوں کو دلایا ہے اس

لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو صرف اتنا بتا دو کہ یہ غیر ملکی کون ہیں۔لانچ کی کیا تفصیل ہے اور یہ لانچ اس وقت کہاں ہے ورنہ دوسری صورت میں میرے پیچھے کھڑے ہوئے ان دونوں دیوؤں کو تم دیکھ رہے ہو۔یہ ایک لمحے میں تمہاری ہڈیاں توڑ دیں گے اور یہاں تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہو گا"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ۔وہ لانچ میں نے بیچی ہے لیکن باقاعدہ سودا کر کے بیچی ہے۔میرے پاس دو ایکریمین آئے۔انہوں نے کہا کہ وہ لانچ خریدنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس لانچ پر خصوصی اسلحہ کسی جزیرے پر اسمگل کرنا چاہتے ہیں۔پہلے تو میں نے لانچ فروخت کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب انہوں نے اس کی خود ہی رقم لگائی تو میں حیران رہ گیا کیونکہ یہ قیمت اس لانچ کی اصل قیمت سے تقریباً دوگنا تھی۔میں نے فوراً حامی بھر لی اور رقم لے کر لانچ انہیں دے دی۔پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ حساس نوعیت کا اسلحہ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خود سامنے نہیں آئیں گے۔میں نے بھاری کمیشن پر ان کا سودا اعظم خان سے کرا دیا"....... شیرو دادا نے اس بار انتہائی فرمانبردارانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لانچ کا نمبر اور اس کی تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا تو شیرو دادا نے لانچ کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"اس وقت لانچ کہاں ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو انہیں لانچ دے دی اور بس"۔ شیرو دادا نے جواب دیا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کوڑا نکالو اور شیرو دادا پر اس وقت تک کوڑا برساتے رہو جب تک یہ سچ نہ بول دے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور پھر تیزی سے دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... شیرو دادا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی سچ تمہاری زبان سے نکل آئے گا شیرو دادا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اسی دوران جوزف کوڑا لہراتا ہوا واپس مڑا۔

"اب بھی وقت ہے۔ سچ بتا دو ورنہ"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوزف نے بھی کوڑا ہوا میں چٹخایا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بتا دیتا ہوں۔ میرا کوئی تعلق ان غیر ملکیوں سے نہیں ہے۔ میں نے صرف ان کی باتیں سنی تھیں۔ وہ مارگ کے علاقے میں رات کو جانے کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... شیرو دادا نے چیختے ہوئے کہا اور عمران یہ بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مارگ میں چھوٹا ایئر پورٹ موجود ہے۔

"ان غیر ملکیوں کی تعداد کتنی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھ سے جب انہوں نے لانچ خریدی تو ان کی تعداد دو تھی"۔ شیرو دادا نے جواب دیا۔

"سنو شیرو دادا۔ یہ انتہائی اہم ملکی معاملہ ہے۔ یہ غیر ملکی پاکیشیا کے دشمنوں کے ایجنٹ ہیں۔ یہ عام اسمگلر نہیں ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ تم جیسے لوگوں کو ہر لانچ کی نقل و حرکت کے بارے میں پوری طرح علم ہوتا ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سچ بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"جج۔ جناب۔ میں نے اب تک سب کچھ سچ بتایا ہے۔ ویسے مجھے اطلاع ملی تھی کہ اس لانچ کو مارگ کی طرف جاتے دیکھا گیا ہے۔ لانچ پر مکمل تاریکی تھی اس لئے یہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس پر کتنے افراد سوار تھے"...... شیرو دادا نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جوزف ان تینوں کو ہاف آف کر کے باہر کسی ویران جگہ پر پھینک دو"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم سے نکل کر سٹنگ روم میں پہنچا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نیول ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیوٹی کمانڈر سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

چیف کا نمائندہ خصوصی علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کمانڈر احسان بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے فون آپریٹر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا حوالہ دے دیا تھا اس لئے وہ نہ صرف سر کہنے پر مجبور ہو گیا بلکہ اس کا لہجہ بھی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں نمائندہ خصوصی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک لانچ کا نمبر نوٹ کریں اور فوراً چیک کرائیں کہ یہ لانچ اس وقت کہاں موجود ہے۔ اسے مارگ کی طرف رات کو جاتے دیکھا گیا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لانچ کی تفصیل بتا دی۔

"یس سر۔ میں ابھی اس کی چیکنگ کے احکامات دے دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی چیک کراؤ۔ جلدی۔ میں آدھے گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے بلیک زیرو۔ کیوں کال کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ابھی ابھی کاگاری ایئرپورٹ سے اطلاع ملی ہے۔ ظفر علی پائلٹ نے شاہین طیارہ اچانک مارگ ایئرپورٹ پر اتار دیا ہے اور ٹریننگ سے جب مارگ ایئرپورٹ پر کال کی گئی تو وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ وہاں دوسرے طیارے بھیجے جا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واردات مکمل ہو گئی ہے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کو پہلے سے معلوم تھا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے شیرو دادا سے ملنے والی رپورٹ دوہرا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ڈاسن کے ایجنٹ تھے اور باقاعدہ پلان کے مطابق یہ کارروائی ہوئی ہے۔ لیکن اب اسے روکا کیسے جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے نیوی کمانڈر کو کہا ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ویسے اب تک تو لانچ نجانے کہاں پہنچ چکی ہو گی۔ تم ایسا کرو کہ جولیا کو کہہ دو کہ وہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ فوراً نیول ہیڈ کوارٹر پہنچ

جائیں۔ میں بھی وہاں جا رہا ہوں۔ پھر وہاں سے آگے دیکھیں گے کہ
کیا ہو سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں ابھی آرڈر کرتا ہوں"....... دوسری طرف سے
کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوا تو عمران نے رسیور رکھا اور
تیزی سے باہر آیا تو جوزف اور جوانا دونوں ان لوگوں کو کاندھوں پر
اٹھائے گیراج کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے۔
"تم میں سے ایک آدمی جا کر یہ کارروائی کرے۔ میں جا رہا
ہوں"....... عمران نے کہا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

مارگ ایئرپورٹ زیادہ وسیع نہیں تھا اور نہ ہی اس پر کوئی بڑی
عمارت تھی۔ ایک چھوٹا سا ٹرمینل سمندر کی مخالف سمت میں تھا
جس کے ساتھ آفس کی چھوٹی سی عمارت تھی۔ جیکب اور اس کے
ساتھی رات کو ہی مارگ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے لانچ کو ایک
کھاڑی میں چھپا دیا اور پھر اسلحے کے تھیلے اٹھائے وہ جھکے جھکے انداز
میں اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے جس میں آفس بنا ہوا تھا۔
آفس اور ٹرمینل میں لائٹس جل رہی تھیں۔ ویسے باقی تمام ایئر
پورٹ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ عمارت کے پیچھے ایک چھوٹی سی
دیوار تھی جس میں موجود گیٹ بند تھا۔ اس عمارت سے ہٹ کر کچھ
فاصلے پر ایک اور عمارت تھی جو رہائشی مقاصد کے لئے استعمال کی
جاتی تھی۔
"یہ رہائشی عمارت ہے باس جس میں کمانڈوز اور ڈیوٹی پر موجود

عملے کی رہائش گاہیں ہیں"...... جیکب نے ایک طرف بنی ہوئی عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" یہ لوگ اس عمارت سے نکل کر اندرونی طرف سے اندر آتے ہوں گے۔ ادھر سے آنے میں تو انہیں کافی لمبا چکر کاٹنا پڑتا ہو گا"...... ڈیرکی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ ادھر سے تو باہر سے آنے والے لوگ آتے ہوں گے"...... جیکب نے جواب دیا۔

" لیکن وہ کمانڈوز کہاں پہرہ دیتے ہوں گے"...... گلوریا نے کہا۔

" پہرہ کیا دینا ہے انہوں نے۔ بس ایئرپورٹ پر ادھر ادھر گھومتے رہتے ہوں گے"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔

" پھر ہمیں یہاں چھپنا چاہئے۔ یہ جگہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور ہم یہاں سے ریڈ بھی آسانی سے کر سکتے ہیں"...... گلوریا نے کہا اور ڈیرکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" جیکب تم اپنے ساتھیوں سمیت دائیں طرف جا کر چھپ جاؤ۔ میں اور گلوریا یہاں رہیں گے۔ ہم اس عمارت اور ٹرمینل کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔ تم نے کمانڈوز کو کور کرنا ہے۔ کسی کا لحاظ نہیں کرنا لیکن یہ تمام کارروائی اس وقت ہو گی جب طیارہ یہاں پہنچ کر گراؤنڈ کر جائے گا اور پائلٹ ظفر علی کارکس پوائنٹ لے کر باہر آئے گا"...... ڈیرکی نے کہا۔

" طیارہ کہاں جا کر رکے گا"...... گلوریا نے کہا۔

" ظاہر ہے وہ اس عمارت کے سامنے رکے گا اور کہاں رکے گا"...... ڈیرکی نے کہا۔

" میری ظفر سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ طیارہ اس عمارت کے سامنے روکے گا اور اگر ہم سامنے نہ آئے تو وہ طیارے میں فنی خرابی کا بہانہ بنا دے گا اور اگر ہم سامنے آ گئے تو وہ ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا"...... جیکب نے کہا۔

" کیا وہ طیارے میں اکیلا ہو گا یا دوسرا عملہ بھی ہو گا"...... گلوریا نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ اکیلا آئے گا کیونکہ یہ لڑاکا طیارہ ہے اور تجرباتی پرواز پر ہے"...... جیکب نے کہا تو ڈیرکی اور گلوریا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے تھیلوں میں سے اسلحہ نکالا اور اسے آپس میں تقسیم کر کے جیکب اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپتا ہوا دوسری سائیڈ پر چلا گیا جبکہ ڈیرکی اور گلوریا اسلحہ اٹھائے وہاں سے ہٹ کر ایک ایسی جگہ پر بیٹھ گئے جہاں سے وہ کسی کو نظر بھی نہ آ سکیں اور فوری طور پر ایکشن بھی کر سکیں۔

" ڈیرکی۔ یہ پائلٹ ظفر علی ہمیں تو پہچانتا بھی نہیں۔ پھر وہ ہمیں کارکس پوائنٹ کیسے دے گا"...... گلوریا نے کہا۔

" فکر مت کرو۔ ایک بار وہ طیارہ یہاں اتار دے پھر حالات ہمارے کنٹرول میں ہوں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔

" لیکن یہ بتا دوں کہ ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہو گا کیونکہ

جیسے ہی طیارہ نیچے اترے گا، کاگاری ایئرپورٹ کا ٹرمینل فوراً حفاظتی طیاروں کو حرکت میں لے آئے گا۔ کہیں ہماری لانچ چیک نہ ہو جائے“...... گلوریا نے کہا۔

”وہ پہلے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ یہ سب معاملات تو ان کے خواب و خیال میں بھی نہ ہوں گے۔ اس دوران ہم آسانی سے جزیرے تک پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد وہ ہمارا پتہ معلوم نہ کر سکیں گے“...... ڈیرکی نے کہا اور گلوریا نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر صبح کا اجالا نمودار ہونا شروع ہو گیا اور رہائشی عمارت میں چہل پہل سی نظر آنے لگ گئی۔ تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد اس رہائشی عمارت سے دس کمانڈوز جنہوں نے مشین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں نکلے اور آپس میں باتیں کرتے اطمینان بھرے انداز میں اس عمارت کی طرف آئے اور پھر وہ آفس میں چلے گئے۔

”کیا یہ دس ہی کمانڈوز ہیں یہاں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عقب میں اچانک آجائیں“...... گلوریا نے کہا۔

”فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے میں اس آفس اور ٹرمینل کا نشانہ لوں گا۔ تم نے اس رہائشی عمارت پر میزائل برسانے ہیں تاکہ اگر کوئی اندر موجود بھی ہو تو ختم ہو جائے“...... ڈیرکی نے کہا اور گلوریا نے اثبات میں سرہلا دیا۔ چونکہ ان کی طرف کوئی نہ آیا تھا اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان کی تیز نظریں ہر طرف کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر رہائشی عمارت سے

چار اور افراد باہر آئے اور وہ سیدھے ٹرمینل کی طرف بڑھ گئے۔ آخر میں دو آدمی باہر آئے اور وہ آفس کی طرف بڑھ گئے۔ اپنے انداز سے وہ آفس انچارج دکھائی دیتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دسوں کمانڈوز تین تین کی ٹولیوں میں رن وے پر پہنچے اور پھر چاروں طرف کھڑے ہو گئے لیکن ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ صرف رسم پوری کر رہے ہوں۔ ان کی گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑاکا طیارہ آسمان پر نظر آیا۔ اس نے ایک راؤنڈ لیا اور پھر واپس چلا گیا۔ ڈیرکی اور گلوریا دونوں کی نظریں اس طیارے پر جمی ہوئی تھیں اور ان کے دل دھڑک رہے تھے کیونکہ اگر طیارہ نہیں اترتا تو ان کا سارا کھیل خراب ہو جانا تھا۔ کافی دیر بعد ایک بار پھر طیارے کی آواز سنائی دی اور اس نے ایک بار پھر ایک طویل راؤنڈ لیا اور پھر آہستہ آہستہ اس کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی۔

”یہ کیا ہوا۔ کیا یہ واپس چلا گیا ہے“...... گلوریا نے کہا۔

”انتظار کرو“...... ڈیرکی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد طیارے کی آواز ایک بار پھر سنائی دی اور ڈیرکی کی آنکھوں میں یہ دیکھ کر چمک آ گئی کہ طیارہ نہ صرف نظر آنے لگ گیا تھا بلکہ وہ لینڈ کرنے کی پوزیشن میں آ رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد طیارہ ایئرپورٹ پر لینڈ کر گیا اور آہستہ آہستہ مڑ کر ٹیک کرتا ہوا عمارت کے سامنے آ کر رک گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد طیارے کا دروازہ کھلا اور ایک پائلٹ نیچے اترا

اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا اور چند لمحوں بعد دوبارہ طیارے میں داخل ہو گیا اور طیارے کا دروازہ بند ہو گیا۔

" یہ نشانی ہے۔ یہ ظفر علی پائلٹ ہے۔ جاؤ عمارت کو نشانہ بناؤ"...... ڈیرکی نے تیز لہجے میں کہا تو گلوریا ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن اٹھائے تیزی سے جھکے جھکے انداز میں دوڑتی ہوئی اس رہائشی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی جبکہ ڈیرکی نے اٹھ کر تیزی سے دوڑ لگائی اور پھر وہ ایک راؤنڈ لگا کر اس آفس اور ٹرینل کی سائیڈ پر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میزائل گن کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے خوفناک اور انتہائی طاقتور میزائلوں کے خوفناک دھماکوں سے آفس اور ٹرینل دونوں عمارتیں تنکوں کی طرح بکھرتی چلی گئیں۔ اسی لمحے رہائشی عمارت کی طرف سے بھی خوفناک دھماکوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی ایئر پورٹ کی دوسری اطراف سے مشین گنوں کی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ایئر پورٹ پر چاروں طرف سے کسی فوج نے بھرپور انداز میں حملہ کر دیا ہو۔ چند ہی لمحوں بعد وہاں ہر طرف ویرانی چھا گئی۔ جیکب اور اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے طیارے کی طرف آتے دکھائی دیئے تو ڈیرکی بھی دوڑتا ہوا طیارے کی طرف بڑھنے لگا۔ ادھر گلوریا بھی دوڑتی ہوئی واپس آتی دکھائی دی۔ جیکب اور اس کے ساتھی جیسے ہی طیارے کے پاس پہنچے اسی لمحے طیارے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور پائلٹ ظفر علی باہر آ گیا۔

" یہ تم نے کیا کیا۔ اس قدر تباہی اور بربادی"...... پائلٹ ظفر علی نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

" یہ تمہاری حفاظت کے لئے ضروری تھا ورنہ تم مارے جاتے۔ یہ کارکس پوائنٹ کہاں ہے"...... جیکب نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" وہ میں نے اتار لیا ہے لیکن پہلے مجھے آٹھ لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک دو"...... پائلٹ ظفر علی نے کہا تو ڈیرکی نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چیک نکال کر ظفر علی کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے چیک کو بغور دیکھا اور پھر مطمئن انداز میں اس نے اسے تہہ کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

" میں لے آتا ہوں"...... پائلٹ ظفر علی نے کہا اور تیزی سے واپس طیارے کی طرف مڑا۔

" جلدی کرو۔ ابھی دوسرے طیارے آ جائیں گے"...... جیکب نے چیخ کر کہا تو ظفر علی چند لمحوں بعد ہی اچھل کر نیچے آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مستطیل شکل کا آلہ موجود تھا جس کی چاروں سائیڈوں سے تاریں نکلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

" یہ ہے کارکس پوائنٹ"...... ظفر علی نے کہا۔

" مجھے دکھاؤ"...... ڈیرکی نے کہا اور ظفر علی کے ہاتھ سے آلہ جھپٹ کر اس نے اس پر لکھی ہوئی باریک عبارت کو پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ اسے پڑھتا رہا۔

" ٹھیک ہے۔ یہی کارکس پوائنٹ ہے۔ جیکب اب ہم نے فرار

ہونا ہے۔ اسے آف کر دو"...... ڈیرکی نے کہا اور اس سے پہلے کہ پائلٹ ظفر علی سنبھلتا جیکب کے ہاتھ میں موجود مشین گن نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے اور ظفر علی چیختا ہوا گولیوں کی باڑھ میں اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے گلوریا نے یکلخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن کا رخ طیارے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے کئی میزائل طیارے سے ٹکرائے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی طیارے کا ملبہ زمین پر بکھرتا چلا گیا۔ جبکہ ڈیرکی نے جھک کر ظفر علی کی جیب سے چیک نکال لیا۔

" بھاگو۔ جلدی کرو۔ ہم نے جلد سے جلد یہاں سے دور جانا ہے۔ بھاگو"...... ڈیرکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اس طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے ساحل سمندر کی طرف بڑھنے لگے جیسے ان کے پیروں میں مشینیں فٹ کر دی گئی ہوں اور پھر مسلسل دوڑتے ہوئے وہ ساحل پر موجود اس کھاڑی تک پہنچ گئے جہاں انہوں نے لانچ کو چھپایا ہوا تھا۔ وہ سب بری طرح ہانپ رہے تھے۔ جیکب کے دو ساتھیوں نے وہاں پہنچ کر بغیر دم لئے لانچ کو کھاڑی سے نکالا اور پھر وہ سب اس لانچ میں سوار ہو گئے۔

" اب اسے جس قدر تیز رفتاری سے چلا سکتے ہو چلاؤ"...... ڈیرکی نے کہا اور لانچ انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر کی طرف دوڑتی چلی گئی جبکہ جیکب نے کیبن میں جا کر وہاں سے ایک جھنڈا اٹھا کر لانچ

ن ایک سائیڈ پر موجود مخصوص ستون پر باندھ دیا۔

" باس۔ اب یہ ماہی گیروں کی لانچ نظر آئے گی۔ البتہ ہم سب کو کیبن میں رہنا ہو گا تاکہ وہ ہمیں لانچ پر مارک نہ کر سکیں"۔ جیکب نے کہا۔

" لیکن مارٹن جو لانچ چلا رہا ہے وہ تو غیر ملکی ہے۔ پھر"...... ڈیرکی نے کہا۔

" میرے پاس مقامی ماسک موجود ہے۔ آپ نیچے چلیں میں لانچ سنبھال کر مارٹن کو مقامی بنا دوں گا"...... جیکب نے کہا تو ڈیرکی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر وہ گلوریا اور جیکب کے دو دوسرے ساتھیوں سمیت نیچے کیبن میں جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے ان کے چہرے کامیابی کی وجہ سے چمک رہے تھے۔

" کامیابی مبارک ہو ڈیرکی"...... گلوریا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اصل کامیابی جیکب کی ہے کیونکہ یہ سارا کارنامہ جیکب کا ہے۔ ہم تو صرف ساتھ ساتھ رہے ہیں"...... ڈیرکی نے کہا۔

" ہاں۔ میں بھی چیف کو جیکب کی ذہانت اور کارکردگی کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دوں گی۔ یہ واقعی اس کا کارنامہ ہے"۔ گلوریا نے جواب دیا اور ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نیول ہیڈ کوارٹر کے کمانڈر کے آفس میں کرسی پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اس کے ساتھی جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی وہاں موجود تھے۔ کمانڈر اپنی سیٹ پر موجود نہ تھا۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور کمانڈر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا اس لانچ کا"...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اس لانچ کو مارگ کے قریب چیک کیا گیا ہے لیکن لانچ تو مقامی ماہی گیروں کی ہے۔ اس پر ماہی گیروں کا مخصوص جھنڈا بھی لہرا رہا ہے اور اس پر ایک مقامی ماہی گیر موجود ہے لیکن اس کے باوجود میں نے کوسٹ گارڈز کی لانچز کو اسے روکنے کا حکم دے دیا ہے۔ وہ روانہ ہو گئی ہیں۔ آپ کی ہدایت کے مطابق ہیلی کاپٹر تیار

ہے۔ آپ اگر چاہیں تو اس ہیلی کاپٹر پر وہاں جا سکتے ہیں"...... کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ہیلی کاپٹر کسی لانچ پر اتر سکتا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب۔ کوسٹ گارڈز لانچوں پر ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ البتہ لانچوں کو آپ ہیلی کاپٹر سے مخصوص فریکونسی پر آرڈر دے سکتے ہیں۔ میں فریکونسی بتا دیتا ہوں اور ہیڈ کوارٹر کے ٹرانسمیٹر سے انہیں آپ کے بارے میں ہدایات دے دیتا ہوں تاکہ وہ آپ کے آرڈر کی مکمل تعمیل کریں"...... کمانڈر نے کہا۔

"کتنی لانچیں ہیں اور کتنی دیر میں اس تک پہنچیں گی"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی وہ اسی علاقے میں موجود ہیں۔ دو لانچیں ہیں اس لئے وہ آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی اسے گھیر کر روک لیں گی"...... کمانڈر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فریکونسی مجھے بتائیں اور ہمارے ساتھ ہیلی کاپٹر تک چلیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو کمانڈر نے انہیں فریکونسی بتا دی اور پھر وہ ان کے ساتھ چل کر ایک سائیڈ پر موجود ہیلی کاپٹر سپاٹ تک پہنچ گیا جہاں ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ بھی ساتھ ہی کھڑا تھا۔ اس نے کمانڈر کو سیلوٹ کیا۔

"آپ لانچوں کو ہمارے بارے میں اطلاع دے دیں"۔ عمران نے کہا اور کمانڈر نے اثبات میں سرہلا دیا تو عمران اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ عمران پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر اس کے ساتھی موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور انتہائی تیز رفتاری سے مارگ کی طرف پرواز کرنے لگا۔

"ہم کتنی دیر میں مارگ کے علاقے تک پہنچ جائیں گے"۔ عمران نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایک گھنٹہ لگ جائے گا جناب"...... پائلٹ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے کے سفر کے بعد جب ہیلی کاپٹر مارگ کے علاقے میں داخل ہوا تو پائلٹ نے اس بارے میں عمران کو بتا دیا۔ عمران نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور پائلٹ کو ہیلی کاپٹر نیچے لے جانے کے لئے کہا۔ اس کی نظریں سمندر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر اب کافی نیچے آ چکا تھا اور پائلٹ نے اس کی رفتار بھی آہستہ کر دی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد عمران سمندر پر تیرتے ہوئے دھبوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر مزید نیچے اور اس طرف لے جانے کا کہا جس طرف اس نے دھبے دیکھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب ہیلی کاپٹر سطح سمندر سے تھوڑی بلندی پر وہاں پہنچا تو بغیر دور بین کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو گیا کہ سطح سمندر پر کوسٹ گارڈز کی لانچوں کے تختے تیرتے پھر رہے

تھے اور کئی کٹی پھٹی لاشیں بھی تیر رہی ہیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں نے لانچوں کو میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے۔ ویری بیڈ۔ پائلٹ۔ فوراً سمان جزیرے کی طرف ہیلی کاپٹر لے چلو لیکن بلندی پر لے جاؤ ورنہ وہ ہیلی کاپٹر کو بھی ہٹ کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے بلند کرنے کے ساتھ ساتھ دائیں طرف کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے نیول ہیڈ کوارٹر کو کوسٹ گارڈز لانچوں کی تباہی کے بارے میں بتایا تاکہ دوسری لانچیں بھیج کر لاشوں کو سمندر سے نکالا جا سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"عمران صاحب ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ ہم اس لانچ کو کیسے روکیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے اس لانچ کو روکنا نہیں ہے ورنہ وہ ہمیں بھی میزائلوں سے ہٹ کر دیں گے۔ ہم نے صرف لانچ کو چیک کرنا ہے کہ اس کا رخ کس طرف ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لانچ سمان جزیرے کی طرف ہی جا رہی ہو گی لیکن میرا خیال غلط بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اگر وہ واقعی سمان جزیرے کی طرف جا رہے ہوں تو پھر"۔ جولیا نے کہا۔

"تو پھر انہیں چھیڑے بغیر ہم پہلے سمان جزیرے پر پہنچ جائیں۔ اس کے بعد وہاں آسانی سے ان سے نمٹ لیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اور اگر عمران صاحب وہ ہم سے پہلے سمان جزیرے پر پہنچ گئے تب"...... صفدر نے کہا۔

"تب ان کی تلاش وہاں کی جائے گی اور کیا ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس بار کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ ہیلی کاپٹر کافی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے آنکھوں سے دوربین لگائی ہوئی تھی اور وہ ایک بار پھر سمندر کا دور دور تک جائزہ لینے میں مصروف تھا لیکن پھر انہیں دور سے سمان جزیرہ نظر آنے لگ گیا لیکن درمیان میں کوئی لانچ انہیں نظر نہ آئی تھی۔

"اتنی جلدی تو وہ سمان جزیرے تک نہیں پہنچ سکتے۔ کہیں اور نکل گئے ہوں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو سمان جزیرے کے گرد چکر لگانے اور پھر ایک لمبا راؤنڈ لینے کے لئے کہا تاکہ اس لانچ کو چیک کیا جا سکے۔ پائلٹ نے اس کے حکم کی تعمیل کی لیکن طویل راؤنڈ لینے کے باوجود انہیں کوئی لانچ سمندر میں نظر نہ آئی۔

"اب سمان جزیرے پر ہیلی کاپٹر اتار دو۔ اب وہاں چیکنگ کرنا پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"جناب جزیرے کے درمیان میں ہیلی کاپٹر اتارنا ہے یا کنارے

پر"...... پائلٹ نے پوچھا۔

"کنارے پر اتار دو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس خالی جزیرے پر چھپے ہوئے ہوں"...... عمران نے کہا اور پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اس بڑے جزیرے کے کنارے پر ایک کھلی جگہ پر اتر گیا۔

"تم یہیں رکو گے"...... عمران نے نیچے اترتے ہوئے پائلٹ سے کہا اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ باقی ساتھی بھی نیچے آ گئے۔

"کیپٹن شکیل تم یہیں رکو گے تاکہ اگر وہ یہاں چھپے ہوئے ہوں تو اچانک ہیلی کاپٹر نہ لے جائیں۔ اکیلا پائلٹ ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارے پاس اسلحہ تو ہو گا"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

"ہاں۔ مشین پسٹل تو ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اب انہیں جزیرے پر تلاش کریں لیکن سب بکھر کر چلو تاکہ اکٹھے نہ مارے جائیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب علیحدہ علیحدہ ہو کر جزیرے پر آگے بڑھتے چلے گئے لیکن جزیرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں کوئی آدمی ہی نہ تھا۔ البتہ وہاں ایسے آثار ہر جگہ بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے جیسے لوگ یہاں رہتے رہے ہوں۔ عمران سمجھ گیا کہ ماہی گیر اور اسمگلر یہاں عارضی طور پر پڑاؤ کرتے رہتے ہوں

گے کیونکہ یہ جزیرہ پاکیشیا کی سمندری حدود سے باہر تھا۔ اچانک ایک جگہ عمران رک گیا اور بغور زمین کو دیکھنے لگا کیونکہ وہاں ایسے آثار موجود تھے جیسے یہاں بھاری ہیلی کاپٹر کھڑا رہا ہو۔ اسی لمحے صفدر اور دوسرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

" جزیرے کے گرد کھاڑیوں میں تلاش کرو۔ مجھے یقین ہے کہ لانچ کہیں نہ کہیں چھپی ہوئی مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا وہ لانچ یہاں چھوڑ کر سمندر میں تیرتے ہوئے آگے گئے ہوں گے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

" یہ سامنے دیکھو۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بھاری ہیلی کاپٹر یہاں کھڑا رہا ہو۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے پہلے سے پلاننگ بنا لی تھی۔ یہاں کوئی ہیلی کاپٹر ان کا انتظار کر رہا ہو گا اور ہمیں ڈاج دینے کی غرض سے انہوں نے لانچ کو کسی کھاڑی میں چھپا دیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو جولیا، صفدر اور تنویر انتہائی تیزی سے سائیڈوں پر کناروں کی طرف بڑھتے چلے گئے جبکہ عمران وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر کی آواز دائیں طرف سے سنائی دی۔ وہ عمران کو بلا رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

" عمران صاحب۔ لانچ موجود ہے"...... صفدر نے کہا۔ اس دوران جولیا اور تنویر بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ایک کھاڑی میں لانچ موجود تھی جسے اس انداز میں چھپایا گیا تھا کہ جب تک خاص طور پر اوپر سے جھک کر یا سمندر میں عین اس جگہ جا کر نہ دیکھا جا

وہ نظر نہ آسکتی تھی۔ عمران لانچ میں اتر گیا۔ باقی ساتھی بھی لانچ میں پہنچ گئے لیکن لانچ بالکل خالی تھی۔ وہاں کسی قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔

" اس کا مطلب ہے کہ پنچھی اڑ گئے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ لانچ سے واپس جزیرے پر آگیا اور اس کے سب ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

" عمران صاحب وہ لوگ ہیلی کاپٹر پر تو اناڈا نہیں جا سکتے۔ لازماً وہ کسی ایسے قریبی جزیرے پر گئے ہوں گے جہاں سے وہ اناڈا کے لئے پرواز حاصل کر سکیں اور ایسا جزیرہ میرا خیال ہے کہ سٹاگ ہی ہو سکتا ہے۔ وہاں سے اناڈا کو پروازیں جاتی ہوں گی"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن وہ جزیرہ یہاں سے کافی فاصلے پر ہے اور آزاد جزیرہ ہے۔ بہرحال آؤ۔ اب کچھ نہ کچھ تو کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ان کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ عمران ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا اور اس نے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اسے آن کر دیا۔ باقی ساتھی بھی ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔

" ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ایکسٹو کی

مخصوص آواز سنائی دی۔

" جناب۔ اناڈین ایجنٹ لانچ پر سمان جزیرے پر پہنچے ہیں اور راستے میں انہوں نے کوسٹ گارڈز کی دو لانچیں بھی میزائلوں سے اڑا دی ہیں۔ سمان جزیرے پر پہلے سے ان کے لئے ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ لانچ وہاں ایک کھاڑی میں چھپا دی گئی تھی اور صفدر کی رائے ہے اور میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے زیادہ سے زیادہ سٹاگ جزیرے تک ہی پہنچ سکتے ہیں اور سٹاگ جزیرے تک پہنچنے میں انہیں کافی وقت لگ جائے گا۔ اس لئے اگر سر سلطان کے ذریعے سٹاگ جزیرے کی حکومت سے بات کی جائے تو ان لوگوں کو پکڑا جا سکتا ہے۔ ہمارے پاس نیوی کا ہیلی کاپٹر ہے اس لئے ہم اس سرکاری ہیلی کاپٹر پر یہاں سے سٹاگ جزیرے پر نہیں جا سکتے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں بندوبست کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے سرد لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر پائلٹ کو واپس نیول ہیڈ کوارٹر چلنے کا کہہ دیا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتا ہوا واپس نیول ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

" عمران صاحب۔ اب ہم کس طرح سٹاگ جزیرے تک پہنچیں گے"...... صفدر نے کہا۔

" کوئی تیز رفتار طیارہ چارٹرڈ کرانا ہو گا کیونکہ ہیلی کاپٹر پر ہم تیز رفتاری سے سفر نہیں کر سکتے اور پھر یہ ہیلی کاپٹر تو ویسے بھی وہاں نہیں جا سکتا کیونکہ یہ سرکاری ہیلی کاپٹر ہے اور اسے وہاں ویسے بھی اترنے کی اجازت نہیں ملے گی"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" عمران صاحب۔ ہمیں وہاں مارگ ایئر پورٹ پر اتر جانا چاہئے۔ وہاں کے حالات تو ہمیں معلوم ہی نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہی نہ ہوئے ہوں اور اب فرار ہو رہے ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ارے ہاں۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سر۔ مارگ ایئر پورٹ پر کیا واقعات پیش آئے ہیں۔ کیا یہ لوگ کار کس پوائنٹ حاصل بھی کر سکے ہیں یا نہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" مارگ ایئر پورٹ پر انہوں نے تمام کمانڈوز اور وہاں موجود عملے

کو عمارتوں سمیت میزائل فائر کر کے اڑا دیا ہے۔ طیارہ بھی میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے۔ پائلٹ ظفر علی کی لاش بھی وہاں سے ملی ہے۔ طیارے سے کارکس پوائنٹ اتار لیا گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہم واپس آ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کسی چارٹرڈ طیارے پر سٹاگ جزیرے پر پہنچ سکیں کیونکہ ایسے ایجنٹ سٹاگ کی انتظامیہ کے بس کے نہیں ہیں۔ اگر ہم فوراً وہاں نہ پہنچے تو وہ وہاں سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اس لئے میں نے پہلے ہی چارٹرڈ جیٹ طیارے کا انتظام کر لیا ہے۔ تم لوگ براہ راست ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کارکس پوائنٹ ہمیں ہر صورت میں واپس حاصل کرنا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تم نے اب نیول ہیڈ کوارٹر کی بجائے ہمیں براہ راست ایئر پورٹ پر ڈراپ کرنا ہے"...... عمران نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... پائلٹ نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

ہیلی کاپٹر کافی تیز رفتاری سے سمندر کے اوپر پرواز کرتا ہوا سٹاگ جزیرے کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں ڈیرکی، گلوریا، جیکب اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر ڈیرکی جبکہ عقبی سیٹوں پر گلوریا، جیکب اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر مسرت اور کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ہیلی کاپٹر کس پارٹی کا ہے"...... اچانک ڈیرکی نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹراسکو کمپنی کا ہیلی کاپٹر ہے جناب"...... پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ ٹراسکو کمپنی کیا کرتی ہے"...... ڈیرکی نے پوچھا۔

"جناب۔ بزنس کرتی ہے۔ سچے موتیوں کا"...... پائلٹ نے جواب دیا اور ڈیرکی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"وہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے"...... گلوریا نے کہا۔

"ظاہر ہے لیکن ان کی تلاش لانچ تک ہی محدود رہے گی۔ ہیلی کاپٹر کا تو انہیں علم ہی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور ویسے بھی ہم اب بین الاقوامی سمندر پر پرواز کر رہے ہیں اس لئے وہ اپنی سمندری حدود سے باہر کھلے عام کوئی کارروائی نہیں کر سکتے"...... ڈیرکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہماری لانچ کے بارے میں کیسے علم ہو گیا باس۔ میں تو ابھی تک یہی سوچ رہا ہوں"...... جیکب نے کہا۔

"جس طرح بھی ہوا ہے ہو گیا اب اس بارے میں مزید سوچنا فضول ہے۔ ویسے اگر ہمارے پاس مخصوص اسلحہ نہ ہوتا تو ہم واقعی دھر لئے گئے تھے اور ہمارا سارا کیا کرایا تباہ ہو جاتا"...... ڈیرکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ڈیرکی کہ تم ٹرانسمیٹر پر چیف سے بات کر لو۔ میری چھٹی حس بار بار خطرے کا الارم بجا رہی ہے"۔ گلوریا نے کہا۔

"کیسا خطرہ۔ اب خطرے والی کون سی بات رہ گئی ہے۔ جب تک ہم لانچ میں تھے تب تک تو خطرہ ہو سکتا تھا۔ اب کیا خطرہ باقی رہ گیا ہے"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں جس طرح لانچ کے بارے میں علم ہو گیا تھا اسی طرح اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں علم ہو جائے اور وہ حکومت سٹاگ سے ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی بات کر لیں"۔ گلوریا

نے کہا۔

"ہوں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن اس کے لئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر چاہیئے"...... ڈیرکی نے کہا اور پھر اس نے پائلٹ سے ٹرانسمیٹر کے بارے میں پوچھا تو پائلٹ نے اسے بتایا کہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر اس کے پاس موجود ہے اور اسے خصوصی طور پر دیا گیا تھا۔

"اوہ۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کہاں ہے۔ دو مجھے"۔ ڈیرکی نے کہا۔

"آپ نے چونکہ اس بارے میں بات ہی نہیں کی تھی اس لئے میں بھی خاموش رہا"...... پائلٹ نے جواب دیا اور پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے ڈیرکی کی طرف بڑھا دیا۔ ڈیرکی نے ٹرانسمیٹر لیا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈیرکی کالنگ۔ اوور"...... ڈیرکی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

"چیف۔ ہم اس وقت ہیلی کاپٹر پر سوار ہیں اور سٹاگ کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم نے کامیابی سے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے لیکن انہوں نے ہماری لانچ کے بارے میں معلوم کر لیا تھا اور پھر کوسٹ گارڈز کی لانچوں نے ہمیں اس وقت گھیر لیا تھا جب ہم سمان جزیرے کی

طرف بڑھ رہے تھے لیکن ہم نے میزائل گنوں سے فائرنگ کر کے ان
لانچوں کو تباہ کر دیا۔ اب گلوریا نے خدشہ ظاہر کیا ہے اور میرا بھی
یہی خیال ہے کہ کہیں انہیں ہمارے ہیلی کاپٹر کے بارے میں معلوم
نہ ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا حکومت سٹاگ
حکومت سے بات کر کے ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی ہمیں گرفتار کرا
دے۔ اوور"...... ڈیرکی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم نے اچھا کیا ہے کہ مجھے اطلاع دے دی ہے۔ جس ہیلی
کاپٹر پر تم سفر کر رہے ہو یہ ہیلی کاپٹر سٹاگ کی ایک مشہور کمپنی کا
ہے جو سچے موتیوں کی ایکسپورٹ کا کام پوری دنیا میں کرتی ہے اور
اس کا سٹاگ کی اعلیٰ انتظامیہ پر بھی بہت ہولڈ ہے۔ اس کا سربراہ
میک ہے۔ میں اس سے بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں۔ تم اس
ٹرانسمیٹر پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کر لو۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا تو ڈیرکی نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر اپنی ذاتی
فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر اپنی گود میں رکھ لیا۔

"سٹاگ جزیرے تک پہنچنے میں ابھی مزید کتنا وقت لگ جائے
گا"...... ڈیرکی نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک گھنٹہ مزید لگ جائے گا جناب"...... پائلٹ نے جواب
دیا اور ڈیرکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پچیس منٹ بعد
ٹرانسمیٹر سے سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو ڈیرکی نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور
اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف کالنگ۔ اوور"...... چیف کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈیرکی اٹنڈنگ یو چیف۔ اوور"...... ڈیرکی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ڈیرکی۔ میری میک سے بات ہو گئی ہے۔ پائلٹ سے کہو کہ
ں سے بات کرے۔ وہ اس بارے میں مناسب انتظام کرے گا کہ
سٹاگ انتظامیہ اگر چاہے بھی ہی تو تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے اور میک
ہی تمہاری واپسی کا بندوبست کر دے گا۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ آپ نے مجھے تو بتایا تھا کہ سٹاگ جزیرے سے ہم
آبدوز کے ذریعے اناڈا پہنچیں گے۔ کیا اس کا بندوبست نہیں ہو سکا۔
اوور"...... ڈیرکی نے کہا۔

"ہاں۔ راستے میں ایکریمین بحری جہازوں کی موجودگی کی وجہ سے
یہ آئیڈیا ڈراپ کر دیا گیا ہے کیونکہ آبدوز کو ہٹ بھی کیا جا سکتا تھا۔
اب میک تمہارے لئے کوئی مناسب بندوبست کر دے گا۔ اوور"۔
چیف نے کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں چیف۔ ہم نے تو بہرحال آپ کے حکم کی
تعمیل کرنی ہے۔ اوور"...... ڈیرکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ میک سے بات کر لو تاکہ وہ تمہارے سٹاگ
پہنچنے کا خاطر خواہ بندوبست کر لے اور تمہاری تسلی بھی ہو جائے۔
اوور"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... ڈیرکی نے کہا تو چیف نے اوور اینڈ آل

کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا تو ڈیرکی نے چیف کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ ڈیرکی آف ڈاسن کالنگ۔ اوور"...... ڈیرکی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ میک اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

" مسٹر میک۔ چیف گراہم نے کہا ہے کہ آپ سے بات کی جائے ہم آپ کے ہیلی کاپٹر پر سوار ہیں اور سٹاگ آ رہے ہیں لیکن ہمیں خدشہ ہے کہ پاکیشیا حکومت نے اگر سٹاگ حکومت سے بات کر لی تو ہو سکتا ہے کہ سٹاگ حکومت ہمیں سٹاگ پہنچنے پر گرفتار کر لے۔ میں نے اس سلسلے میں چیف سے بات کی تو چیف نے کہا کہ آپ سے بات کی جائے۔ اوور"...... ڈیرکی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کس میں ہمت ہے کہ میک کے ہیلی کاپٹر کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ سٹاگ پر ہماری حکومت ہے لیکن تم لوگ اگر خوفزدہ ہو تو ٹھیک ہے۔ میری بات پائلٹ سے کراؤ۔ اوور"...... میک نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا تو ڈیرکی نے ٹرانسمیٹر پائلٹ کی طرف بڑھا دیا۔

" یس باس۔ میں روڈنی بول رہا ہوں۔ اوور"...... پائلٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" روڈنی تم مہمانوں کو سٹاگ جزیرے پر براہ راست لے جانے بجائے سوگانو ٹاپو پر لے جاؤ۔ وہاں سے لانچ میں انہیں سٹاگ پہنچا جائے گا۔ پھر تم ہیلی کاپٹر لے کر سٹاگ پہنچ جانا اور اگر کوئی مت کا آدمی تم سے پوچھ گچھ کرے تو اسے ہرگز مت بتانا کہ تم اں گئے تھے اور کن کو لے کر آئے ہو اور پھر مجھے رپورٹ کرنا تاکہ ں اس کی لاش کو مچھلیوں کی خوراک بنانے کا بندوبست کروں۔ وور"...... میک نے پہلے سے بھی زیادہ چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

" یس باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی جناب۔ اوور"...... پائلٹ نے ہے سے بھی زیادہ مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ی رابطہ ختم ہو گیا تو پائلٹ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے مخصوص خانے میں رکھ دیا۔

" کیا یہ ٹاپو۔ کیا نام لیا تھا تمہارے باس نے۔ ہاں۔ سوگانو ٹاپو۔ کیا یہ ویران ہے یا وہاں کوئی آبادی ہے"...... ڈیرکی نے پائلٹ سے پوچھا۔

" وہاں صرف ہماری کمپنی کے لوگ ہوتے ہیں جناب۔ یہ ٹاپو ہماری کمپنی نے سٹاگ حکومت سے باقاعدہ لیز پر لے رکھا ہے"۔ پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈیرکی نے اس بار اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

طیارہ جیسے ہی سٹاگ کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اترا اور اپنی مخصوص جگہ پر جا کر رکا تو عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے طیارے سے اترے۔ اسی لمحے ایک سٹیشن ویگن جس پر سرکاری جھنڈا لہرا رہا تھا تیزی سے دوڑتی ہوئی طیارے کے قریب پہنچ گئی۔ سٹیشن ویگن عمران اور اس کے ساتھیوں کے قریب آ کر رکی اور پھر عقبی دروازہ کھول کر ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

" میرا نام راسی ہے جناب اور میں حکومت سٹاگ کی وزارت داخلہ کا اسسٹنٹ سیکرٹری ہوں"...... اس نوجوان نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا گیا ہے یا نہیں جو سمان جزیرے کی طرف سے سٹاگ پہنچا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں

کہا۔

" ایسا کوئی ہیلی کاپٹر نہیں آیا جناب۔ حکومت پاکیشیا سے اطلاع ملتے ہی ہم نے پورے سٹاگ پر چیکنگ شروع کر دی تھی۔ آئیے۔ آفس میں بیٹھ کر بات ہو گی۔ وہاں حکومت سٹاگ کی سپیشل ایجنسی کے چیف بھی آپ سے بات چیت کے لئے موجود ہیں"...... راسی نے کہا اور سٹیشن ویگن کی طرف اشارہ کیا اور عمران ہونٹ بھینچے سٹیشن ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب سٹیشن ویگن میں سوار ہو گئے اور سٹیشن ویگن ایک طرف بنی ہوئی ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ آفس میں ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی موجود تھا جس کے چہرے پر سخت گیری اور سپاٹ پن نمایاں تھا۔ یہ سٹاگ کی سپیشل ایجنسی کا چیف حناف فیفی تھا جو عمران اور اس کے ساتھیوں سے انتہائی رسمی انداز میں ملا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ مجبوراً ملاقات کر رہا ہو۔

" مسٹر حناف۔ یہ بتائیں کہ جب سے حکومت پاکیشیا کی آپ کی حکومت سے بات ہوئی ہے اس کے بعد کتنے ہیلی کاپٹر سٹاگ پہنچے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" صرف ایک ہیلی کاپٹر۔ اور وہ بھی خالی"...... حناف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا یہ خالی ہیلی کاپٹر سمان جزیرے کی طرف سے آیا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ یہ ٹراسکو کمپنی کا ہیلی کاپٹر تھا جو ان کے ٹاپو سوگانو کی
طرف سے آرہا تھا"...... حتاف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
" ٹراسکو کمپنی کے ٹاپو۔ کیا مطلب۔ آپ ذرا تفصیل سے
بتائیں"...... عمران نے کہا۔
" سٹاگ جزیرے پر سپیئر پارٹس کا کاروبار کرنے والی کمپنی ٹراسکو
ہے جو بین الاقوامی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کا پوری دنیا میں کاروبار
پھیلا ہوا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر تو ایکریمیا میں ہے لیکن ایشیا میں اس
کا مین آفس سٹاگ میں ہے اور سپیئر پارٹس کے گودام کے لئے اس
کمپنی نے حکومت سٹاگ سے باقاعدہ ایک ٹاپو سوگانو لیز پر لیا ہوا
ہے۔ اس کمپنی کے ہیلی کاپٹر ٹاپو سوگانو اور سٹاگ کے درمیان آتے
جاتے رہتے ہیں۔ جب سٹاگ کے صدر صاحب نے مجھے حکم دیا کہ
میں سمان جزیرے کی طرف سے آنے والے ہیلی کاپٹر کو چیک کروں
اور اس میں جو افراد ہوں انہیں گرفتار کر لیا جائے اور مجھے بتایا گیا کہ
حکومت پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی
مسٹر علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت چارٹرڈ طیارے کے ذریعے
سٹاگ پہنچ رہے اور ان گرفتار شدہ افراد کو ان کے حوالے کر دیا
جائے تو میں نے سٹاگ کے مین ایئر چیکنگ آفس کو احکامات دے
دیئے کہ سٹاگ پہنچنے والے تمام ہیلی کاپٹروں کو چیک کیا جائے اور
میں نے اپنے آدمی وہاں تعینات کر دیئے تا کہ وہ آنے والے تمام ہیلی
کاپٹروں کو جہاں بھی وہ اتریں خود چیک کر سکیں اور میں خود یہاں

آپ سے ملاقات کے لئے پہنچ گیا۔ اب تک مجھے جو اطلاع ملی ہے اس
کے مطابق صرف سٹاگ ایئر پورٹ پر ٹراسکو کمپنی کا ایک ہیلی کاپٹر
سوگانو ٹاپو کی طرف سے آیا ہے جو کمپنی کے مخصوص ہیلی سپاٹ پر اترا
ہے اور جب میرے لوگوں نے چیک کیا ہے تو وہ خالی تھا۔ اس کے
علاوہ اور کوئی ہیلی کاپٹر کسی بھی طرف سے اب تک سٹاگ نہیں
پہنچا"...... حتاف نے اس بار پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا لیکن اس کے لہجے سے اکتاہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔
" اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔
" اب ہمیں کیا معلوم کون ہے۔ کمپنی کا ملازم ہی ہو گا"۔ حتاف
نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
" آپ برائے مہربانی اپنے آدمیوں سے معلوم کریں اور ہمیں اس
پائلٹ سے ملوا دیں تا کہ ہم اپنی تسلی کر سکیں"...... عمران نے کہا۔
" پائلٹ کے بارے میں معلوم تو ہو جائے گا لیکن اس سے
ملاقات کی اجازت تو کمپنی کا مینجنگ ڈائریکٹر ہی دے سکتا ہے کیونکہ وہ
بہر حال کمپنی کا ملازم ہے"...... حتاف نے جواب دیا۔
" آپ صرف اتنی مہربانی کریں کہ اس پائلٹ کا نام ہمیں معلوم
کرا دیں۔ باقی کام ہم کر لیں گے۔ مینجنگ ڈائریکٹر سے اجازت لینا
ہمارا اپنا کام ہے۔ آپ مزید تکلیف نہ کریں"...... عمران نے کہا تو
حتاف نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔

"چیف بول رہا ہوں۔ ٹراسکو کمپنی کا جو ہیلی کاپٹر سٹاگ پہنچا تھا اور جسے چیک کیا گیا تھا اس کے پائلٹ کا نام معلوم کر کے مجھے ائیر پورٹ سپیشل آفس فون کر کے بتاؤ"...... حتاف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو اس پائلٹ پر کیا شک ہے جبکہ میں کہہ رہا ہوں کہ ہیلی کاپٹر خالی تھا اور ٹاپو سے آیا تھا"...... حتاف نے اس بار ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ہمیں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے۔ ہم نے صرف اس سے ملاقات کرنی ہے تاکہ میں چیف آف سیکرٹ سروس کو رپورٹ دے سکوں"...... عمران نے جواب دیا تو حتاف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو حتاف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ چیف سپیکنگ"...... اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کافی ہے"...... دوسری طرف سے کی جانے والی بات سن کر حتاف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا نام روڈنی ہے اور وہ کمپنی کا ملازم ہے"...... حتاف نے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی ہمارے لئے بے حد تکلیف اٹھائی ہے۔ آپ سے انشاء اللہ آئندہ کسی اچھے ماحول میں گفتگو ہو گی۔ فی الحال ہمیں اجازت دیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو حتاف

بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بے حد مصروف رہتا ہوں۔ ملاقات کے لئے آپ کو وقت لینا پڑے گا۔ میرے سیکرٹری کو کال کر لیجئے گا"...... حتاف نے کہا۔

"سیکرٹری مرد ہے یا خاتون"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خاتون ہے۔ کیوں۔ یہ بات آپ نے خصوصی طور پر کیوں پوچھی ہے"...... حتاف نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ کسی خاتون سے ملاقات کا وقت نہیں مانگا جا سکتا۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر آ گئے۔

"یہ آدمی نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔ میں نے نجانے کس طرح اپنے آپ پر جبر کیا ہے ورنہ میں اسے گولی مار دیتا"...... تنویر نے باہر نکلتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جس طرح تمہارا چیف ہے اسی طرح کا یہ چیف ہے۔ تم نے اسے تو آج تک گولی نہیں ماری۔ اسے کیا مارو گے۔ بہرحال آؤ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ اس پائلٹ سے مل کر کیا کریں گے جبکہ یہ بات طے ہے کہ یہ کمپنی کا ہیلی کاپٹر ہے اور ان کے مقبوضہ ٹاپو سے آیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں مجرم ہی موجود نہ

تھے"...... صفدر نے کہا۔

" دوسری صورت یہ بھی ہے کہ وہ لوگ تیرتے ہوئے اناڈا پہنچ گئے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ وہ اس کمپنی کے ہیلی کاپٹر پر ہی آئے ہوں گے۔ کسی بزنس کمپنی کا اس معاملے میں کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... صفدر نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔

" ٹراسکو اناڈین زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے تیز رفتار۔ گو اس چیف حناف نے یہی بتایا ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں ہے لیکن اس کمپنی کا نام بتا رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے اور اگر ایسا ہے بھی ہی تب بھی اس پائلٹ سے پوچھ گچھ کرنے میں آخر حرج ہی کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو درست ہے۔ آپ کا خدشہ درست ہے"...... صفدر نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچ گئے۔ عمران نے جولیا اور کیپٹن شکیل کو وہیں پاکیشیا ایئر پورٹ پر ہی ڈراپ کر دیا تھا اور اس کے ساتھ صفدر اور تنویر ساتھ آئے تھے جبکہ عمران نے جولیا اور کیپٹن شکیل کو ہدایت دی تھی کہ وہ چیف سے بات کر کے براہ راست اناڈا کے دارالحکومت گوام پہنچیں اور وہاں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ سے مل کر ڈاسن کے ہیڈ کوارٹر سے معلومات حاصل کریں کہ ڈیرکی اور گلوریا کی طرف سے وہاں کیا اطلاعات پہنچی ہیں۔

" ٹراسکو کمپنی کے ہیڈ کوارٹر لے چلو"...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بزنس پلازہ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ یہ چار منزلہ عمارت تھی اور اس کے باہر ٹراسکو کمپنی کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔

" جناب اس پلازہ میں اس بڑی کمپنی کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

" کرایہ کاٹ کر باقی رکھ لو۔ ویسے تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

" جناب میں تو یہاں کا رہنے والا ہوں اور گذشتہ بیس سالوں سے ٹیکسی چلا رہا ہوں"...... ڈرائیور نے خوش ہو کر بڑی مالیت کا نوٹ اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی ایک اور نوٹ مل سکتا ہے اگر تم اس کمپنی کے ایک ہیلی کاپٹر پائلٹ جس کا نام روڈنی ہے کی رہائش گاہ معلوم کر کے ہمیں وہاں اتار دو۔ لیکن خیال رکھنا وہاں پلازہ میں اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ہم روڈنی سے ملاقات کرنے جا رہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور جیب سے ایک اور بڑا نوٹ نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

" نوٹ مجھے دیں جناب۔ میں آپ کو وہاں لے چلتا ہوں"۔

ڈرائیور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے جانتے ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے کہا ہے کہ میں گذشتہ بیس سالوں سے ٹیکسی چلا رہا ہوں اس لئے میں سٹاگ میں رہنے والے آدھے سے زیادہ افراد کو جانتا ہوں۔ پائلٹ روڈنی تو بے شمار بار میری ٹیکسی میں سفر کر چکا ہے بلکہ ایک بار تو اس نے مجھے ایک ماہ کے لئے ہائر کیا تھا کیونکہ کار اس کی بیوی کے استعمال میں رہتی تھی۔ وہ بھی ملازمت کرتی تھی اور دوسری کار اس نے ایک ماہ بعد خریدی تھی۔ اس دوران میں مستقل طور پر اس کے ساتھ اٹیچ رہا تھا"...... ڈرائیور نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا دوسرا بڑا نوٹ ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"...... ڈرائیور نے کہا اور نوٹ کو جیب میں ڈال کر اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں پہنچ گئے۔ رہائشی کالونی کی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک متوسط ٹائپ کی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

"یہ ہے جناب پائلٹ روڈنی کی رہائش گاہ"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی تنویر اور صفدر بھی نیچے اتر آئے۔

"کیا میں آپ کی واپسی کا انتظار کروں جناب"...... ٹیکسی

ڈرائیور نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہمیں وقت لگے گا"...... عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سلام کیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ کوٹھی کے ستون پر روڈنی کی نمبر پلیٹ موجود تھی جس کے نیچے ٹراسکو کمپنی کا نام بھی درج تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"مسٹر روڈنی سے ملاقات کرنی ہے۔ ہم کافرستان سے آئے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو جناب کلب گئے ہوئے ہیں۔ رات کو دیر سے واپس آئیں گے"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"کون سے کلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سٹار کلب جناب۔ رائزنگ روڈ پر ہے"...... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ کالونی سے باہر انہیں ٹیکسی مل گئی اور وہ ٹیکسی کے ذریعے سٹار کلب پہنچ گئے۔ یہ خاصی بڑی عمارت تھی اور یہاں خاصی چہل پہل بھی تھی۔ مقامی عورتوں اور مردوں کے ساتھ ساتھ غیر ملکی سیاحوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ ہال میں موسیقی کا خاصا شور تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر کئی لوگ بیک وقت کام کر رہے تھے جبکہ ایک سائیڈ پر ایک نوجوان سامنے فون رکھے تقریباً فارغ بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹراسکو کمپنی میں پائلٹ ہیں مسٹر روڈنی۔ ان سے ملنا ہے۔ کافرستان سے آئے ہیں"...... عمران نے کاؤنٹر کے قریب جا کر اس نوجوان سے کہا۔

"وہ گیم روم میں ہوں گے۔ آپ وہاں کے انچارج سے مل لیں وہ آپ کی ملاقات کرا دیں گے"...... نوجوان نے جواب دیا اور پھر خود ہی اس نے گیم روم کی طرف جانے والے راستے کی نشاندہی بھی کر دی۔ گیم روم میں بے شمار گیم مشینیں نصب تھیں جن کے ذریعے لوگ جوا کھیلنے میں مصروف تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر رنگ برنگے ٹوکنوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور لوگ رقم دے کر ٹوکن لینے اور ٹوکن واپس کر کے رقم لینے میں مصروف تھے۔ سائیڈ پر ایک لمبے قد کا آدمی کھڑا تھا اور وہ اس طرح گیم روم کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں وہاں موجود ہر آدمی کو چیک کر رہا ہو۔

"مسٹر روڈنی سے ملنا ہے۔ وہ ٹراسکو کمپنی میں پائلٹ ہیں"۔ عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ آدمی چونک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔

"ہم کافرستان سے آئے ہیں۔ ان سے ضروری ملنا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سامنے مشین نمبر الیون پر جو صاحب ہیں وہ مسٹر روڈنی ہیں"...... اس آدمی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور مشین نمبر الیون کی طرف بڑھ گیا۔

"مسٹر روڈنی"...... عمران نے اس کے قریب جا کر کہا تو وہ آدمی تیزی سے مڑا اور حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔

"آپ نے میرا نام لیا ہے"...... اس نے ٹوکن اکٹھے کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ہم کافرستان سے آئے ہیں اور ہم نے آپ سے ملنا ہے۔ آپ کی ٹپ ہمیں دی گئی ہے۔ اگر آپ کسی علیحدہ جگہ پر بات کر لیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو دس لاکھ ڈالرز نقد کا فائدہ مل جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روڈنی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات مزید بڑھ گئے۔

"میری ٹپ۔ فائدہ۔ دس لاکھ ڈالرز۔ کیا مطلب۔ میں اتنا اہم آدمی تو نہیں ہوں"...... روڈنی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ وقت تو دیں۔ پھر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ آپ کس قدر اہم ہیں"...... عمران نے کہا تو روڈنی بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوکے۔ آئیں ادھر سپیشل روم میں بیٹھتے ہیں"...... روڈنی نے کہا اور پھر وہ کاؤنٹر پر آیا۔ اس نے ٹوکن دے کر رقم حاصل کی اور اسے جیب میں ڈال کر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر گیم روم سے نکل کر کلب کی شمالی طرف آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک علیحدہ پورشن میں آئے جہاں قطار میں سپیشل روم

بنے ہوئے تھے جن کے باہر نمبر لکھے ہوئے تھے اور جو سپیشل روم
مصروف تھے ان کے باہر سرخ رنگ کے بلب جل رہے تھے۔ روڈنی
نے ایک ایسے سپیشل روم کا دروازہ کھولا جس کے باہر بلب نہ جل
رہا تھا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے عمران، صفدر اور تنویر
بھی اندر داخل ہو گئے۔ عمران دروازے کی ساخت کو دیکھتے ہی سمجھ
گیا کہ سپیشل روم ساؤنڈ پروف ہے۔ روڈنی نے دروازہ بند کیا اور
اسے لاک کر دیا اور سائیڈ پر موجود ایک بٹن آن کر دیا۔ عمران سمجھ
گیا کہ اس بٹن کے آن ہوتے ہی باہر سرخ رنگ کا بلب جل گیا ہوگا
اور اب کوئی انہیں ڈسٹرب نہیں کرے گا۔ کمرے کی ایک سائیڈ پر
بیڈ موجود تھا جبکہ ایک طرف کرسیاں اور میز رکھی ہوئی تھی۔

" تشریف رکھیں "...... روڈنی نے کہا اور عمران اور اس کے
ساتھیوں کے بیٹھتے ہی روڈنی بھی ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ
گیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بھاری مالیت کے کرنسی
نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ روڈنی
کی نظریں اس گڈی پر اس طرح چپک گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس
سے چپکتا ہے۔

" مسٹر روڈنی۔ یہ گڈی آپ کی ہو سکتی ہے اگر آپ یہ بتا دیں کہ
آپ سمان جزیرے سے کتنے افراد کو ہیلی کاپٹر میں سوار کر کے پہلے ٹاپو
پر پہنچے اور پھر انہیں وہاں اتار کر آپ یہاں سناگ آئے تھے "۔ عمران
نے کہا تو روڈنی اس طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک لاکھوں وولٹیج کا

کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اس کے چہرے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا
تھا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں تو کسی جزیرے پر نہیں گیا۔
میں نے تو کسی کو سوار نہیں کیا۔ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے۔
آپ جا سکتے ہیں اور آپ سے مزید کوئی بات نہیں ہو سکتی "۔ روڈنی
نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس طرح اٹھ کر دروازے
کی طرف بڑھنے لگا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر وہ ایک منٹ بھی یہاں
رک گیا تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

" رک جاؤ روڈنی ورنہ "...... عمران کی غراہٹ آمیز آواز ابھری تو
روڈنی ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں خوف کی
شدت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ نہ صرف عمران بلکہ اس کے
ساتھیوں کے ہاتھوں میں بھی مشین پسٹل موجود تھے اور ظاہر ہے ان
کا رخ اس کی طرف ہی تھا۔

" واپس آ کر بیٹھ جاؤ ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ بیٹھو "۔
عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

" مم۔ مم۔ میں بے قصور ہوں۔ پلیز مجھے کچھ مت کہو "۔ روڈنی
نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ
ہپناٹزم کے معمول کی طرح واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا جسم
نمایاں طور پر کانپ رہا تھا۔

" یہاں ہونے والی بات چیت کا کسی کو علم نہیں ہوگا اس لئے

تم بے فکر رہو۔ معلومات تو ہمیں ویسے بھی مل جائیں گی کیونکہ تمہاری روح یہ سب کچھ بتا دے گی لیکن پھر تمہاری لاش اس کمرے میں پڑی رہ جائے گی جبکہ اگر تم خاموش رہو اور معلومات دے دو تو نہ صرف تمہاری جان بچ جائے گی بلکہ تمہیں بھاری رقم بھی مل جائے گی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ چیف اور اس کے آدمی مجھے ہلاک کر دیں گے"۔ روڈنی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے کافرستان سے ہے اس لئے تم کہہ سکتے ہو کہ کافرستان سے تمہارے نام کوئی پیغام تھا۔ بولو۔ جلدی بولو ورنہ پھر معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں لیکن خیال رکھنا ہمیں بنیادی معلومات حاصل ہیں اس لئے تو ہم تم تک پہنچ گئے ہیں اس لئے جھوٹ ہرگز نہ بولنا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو روڈنی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس نے میز پر پڑی ہوئی گڈی اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔ اس کا نارمل ہو جانے والا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر تعاون کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

"ان کی تعداد چھ تھی۔ ایک عورت اور پانچ مرد"...... روڈنی نے جواب دیا۔

"ان کے نام کیا تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جو ان کا لیڈر تھا اس کا نام ڈیرکی تھا اور اس کی ساتھی عورت کا

نام گلوریا تھا۔ ایک اور آدمی کا نام جیکب لیا گیا تھا۔ دوسروں کے بارے میں مجھے معلوم نہیں"...... روڈنی نے جواب دیا۔ اس کا یہ جواب بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"ان کے حلیئے تفصیل سے بتاؤ"...... عمران نے کہا تو روڈنی نے ڈیرکی، گلوریا اور جیکب کے حلیئے بتا دیئے۔ باقی عقب میں بیٹھے تھے اس لئے اس نے انہیں غور سے دیکھا ہی نہ تھا۔

"تم سٹاگ کی بجائے ٹاپو پر کیوں گئے تھے۔ کیا پہلے سے یہ پلان تھا یا راستے میں بنا تھا"...... عمران نے پوچھا تو روڈنی نے جواب میں اسے ڈیرکی کی ٹرانسمیٹر پر اس کے باس سے ہونے والی بات چیت اور پھر میک سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"مجھے چیف میک نے حکم دیا کہ میں انہیں ٹاپو پر اتار کر سٹاگ پر آ جاؤں۔ وہ لوگ لانچ پر سٹاگ آئیں گے"...... روڈنی نے جواب دیا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہوں گے یا نہیں اور اس وقت کہاں ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں بتا سکتا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے چار گھنٹے ہو چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں آئے بھی ہیں یا نہیں یا یہاں سے چارٹرڈ طیارے سے اناڈا چلے گئے ہوں یا کہیں اور بھی ہو سکتے ہیں"...... روڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیف میک کہاں مل سکے گا"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ ہیڈ کوارٹر میں بیٹھتا ہے۔اس کا آفس پلازہ کی سب سے اوپر والی منزل پر ہے لیکن وہ کسی سے نہیں ملتا"....... روڈنی نے جواب دیا۔

" اس کا فون نمبر"....... عمران نے کہا تو روڈنی نے فون نمبر بتا دیا۔

" اب وہ فریکونسی بتا دو جس پر تمہارے چیف سے بات ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا تو روڈنی نے چیف میک کی خصوصی فریکونسی بتا دی۔

" اوکے ۔اب سب کچھ بھول جاؤ اور اگر تم نے ہمارے بارے میں کسی کو اطلاع دی تو اس کا خمیازہ بھی تم خود ہی بھگتو گے"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میں نے مرنا تو نہیں اطلاع دے کر"....... روڈنی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے ایک بار پھر سٹاگ کے ایئر پورٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن ایئر پورٹ پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ یہاں سے آج کے دن نہ کوئی چارٹرڈ طیارہ بک کرایا گیا ہے اور نہ ہی روانہ ہوا ہے۔ کنٹرولنگ آفس سے بھی انہیں معلوم ہو گیا کہ اناڈا کی کوئی پرواز آج کے دن شیڈول میں نہیں ہے تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کے سانس لئے۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ابھی سٹاگ میں ہی موجود ہیں"۔

عمران نے ایئر پورٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

" لیکن انہیں تو فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے تھا کیونکہ جو خدشہ ہمارے بارے میں ان کے ذہنوں میں تھا وہ تو دور ہو گیا تھا۔ پھر وہ یہاں کیوں رکے ہوئے ہیں"....... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ حکومت سٹاگ اور انتظامیہ حکومت پاکیشیا کے کہنے پر ان کی تلاش کر رہی ہو گی اس لئے وہ فوراً سامنے نہیں آئے۔ ان کا مقصد ہو گا کہ وہ کچھ روز یہاں چھپ کر بیٹھ جائیں گے اور جب معاملات سیٹ ہو جائیں گے تو پھر وہ نکل جائیں گے"....... عمران نے کہا اور اس بار صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران وہ ٹیکسی سٹینڈ تک پہنچ گئے تھے۔

" ٹراسکو کمپنی کے ہیڈ کوارٹر لے چلو"....... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر اسی بزنس پلازہ کے سامنے پہنچ چکے تھے جہاں وہ روڈنی پائلٹ کی تلاش میں آئے تھے۔

" اب کیا کرنا ہے۔ وہ چیف تو کسی سے ملتا ہی نہیں"۔ صفدر نے ٹیکسی کے مڑ کر آگے بڑھ جانے کے بعد عمران سے کہا۔

" ہمارے پاس وقت نہیں ہے کہ ہم سہارے تلاش کرتے رہیں ورنہ یہ لوگ کسی بھی وقت نکل سکتے ہیں۔ تنویر ہمارے ساتھ ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ تنویر ایکشن ان حالات میں زیادہ بہتر نتائج دے سکتا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب تم خواہ مخواہ کی بھاگ دوڑ سے تھک جاتے ہو تو تمہیں
میں یاد آ جاتا ہوں۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ خواہ مخواہ کی بھاگ
دوڑ نہ کیا کرو"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اور صفدر
دونوں اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے عمارت کی سب سے آخری
منزل پر پہنچ گئے۔ اس منزل میں راہداری کے دونوں اطراف میں
آفس تھے جن میں لوگ آ جا رہے تھے۔ اوپر ہال نما کمرے میں کوئی
داخل نہ ہو رہا تھا۔ البتہ سب سے آخر میں ایک دروازے کے باہر دو
مسلح باوردی آدمی بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ عمران اور اس
کے ساتھی سیدھے ان دونوں مسلح افراد کی طرف بڑھ گئے کیونکہ مسلح
افراد کی یہاں موجودگی سے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ اس مینجنگ ڈائریکٹر
میک کا آفس یہی ہو گا اور یقیناً وہ آفس میں موجود ہو گا اس لئے
باوردی اور مسلح چوکیدار باہر موجود تھے۔ دروازہ بند تھا اور باہر
مینجنگ ڈائریکٹر کا عہدہ اور میک کا نام درج تھا۔

"ہماری ملاقات ایم ڈی سے طے ہے"...... عمران نے قریب جا
کر بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ تشریف لے جائیے سر"...... دونوں نے ہی بے اختیار
پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو عمران نے دروازے کو دھکیلا اور کمرے میں
داخل ہو گیا۔ کمرہ درمیان میں دیوار سے آدھا کیا گیا تھا۔ آدھے حصے
میں صوفے رکھے ہوئے تھے جبکہ باقی آدھے حصے کے آغاز میں اندھے

شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک کافی بڑا کاؤنٹر تھا جس پر مختلف
رنگوں کے فون رکھے ہوئے تھے اور ایک خوبصورت مقامی لڑکی
کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی فون سننے میں مصروف تھی۔ اس نے عمران اور
اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے صوفوں
پر بیٹھنے کے لئے کہا اور خود فون سننے میں مصروف رہی لیکن عمران
آگے کاؤنٹر کی طرف ہی بڑھتا رہا۔

"تم یہیں رہو گے جبکہ تنویر میرے ساتھ آئے گا"...... عمران
نے سرگوشی کے سے انداز میں صفدر سے کہا۔ اسی لمحے لڑکی نے
رسیور رکھ دیا۔

"جی۔ آپ"...... لڑکی نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے ایم ڈی سے ملنا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"مگر آپ کون ہیں۔ آپ کی آمد تو شیڈول میں شامل نہیں ہے"۔
لڑکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ابھی شامل ہو جاتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی
سنبھلتی عمران نے مشین پسٹل کا دستہ اس کے سر پر رسید کر دیا۔
لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ لہرا کر کرسی پر ہی ڈھیر ہو گئی۔
عمران نے ہاتھ بڑھا کر تیزی سے اندھے شیشے والے دروازے کو
دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا آفس تھا جس میں ایک

بڑی سی جدید ساخت کی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور درشتگی عیاں تھی۔ اس نے جدید تراش اور انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔

" تم۔ تم کون ہو اور اندر کیسے آئے ہو"...... اس آدمی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز قدرتی طور پر چیختی ہوئی سی تھی۔

" تمہارا نام میک ہے اور تم ٹراسکو کے ایم ڈی ہو"...... عمران جس کا ہاتھ دوبارہ کوٹ کی جیب میں پہنچ چکا تھا، نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ مگر تم"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے عمران جو اس کی میز کی سائیڈ پر پہنچ چکا تھا، کا خالی ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی میک چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے قالین پر گرا اور نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی ضرب کی وجہ سے وہ چیختا ہوا ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر اس کے سائیڈ پر موجود صوفے پر اسے پٹخ دیا۔

" اس کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر دو تنویر۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر بجلی کی سی

تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے عقب میں آکر میک کا کوٹ اس کی پشت پر سے کافی نیچے کر دیا۔ عمران نے اپنے کوٹ کی اندرونی سائیڈ جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر ایک ہاتھ میک کے سر پر رکھ کر اس نے خنجر والا ہاتھ گھمایا تو اس کا دایاں نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک چیخ مار کر ہوش میں آگیا لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دوسری بار ہاتھ گھمایا اور میک کا بایاں نتھنا کٹ گیا۔ میک کے حلق سے اب پے در پے چیخیں نکل رہی تھیں۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا ہوا تھا اور پھر اس کا کوٹ بھی اس کی پشت پر کافی نیچے تھا اس لئے وہ کوشش کے باوجود اٹھ نہ پا رہا تھا۔ عمران نے خنجر سائیڈ میز پر رکھ دیا۔

" کہاں ہیں ڈاسن کے ایجنٹ۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم"...... میک نے تڑپ کر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کا سر مزید دبا کر اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

" اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھو تنویر"...... عمران نے کہا اور تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے میک کے عقب میں جا کر اپنے دونوں ہاتھ میک کے کاندھوں پر رکھ دیئے اور عمران ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"بولو۔ کہاں ہیں" ...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک میک کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر پڑا تو کمرہ میک کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو۔ کہاں ہیں وہ۔ بولو" ...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم" ...... میک نے رک رک کر کہا تو عمران نے اس کی پیشانی پر دوسری ضرب لگا دی اور اس بار میک کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔ اس کے حلق سے پے در پے چیخیں نکل رہی تھیں۔

"بولو کہاں ہیں وہ۔ بولو" ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیسری زور دار ضرب لگا دی۔ تیسری ضرب کے ساتھ ہی میک کا چہرہ یکلخت پتھرا سا گیا۔

"کہاں ہیں ڈاسن کے ایجنٹ جو ٹاپو سے سٹاگ آئے تھے"۔ عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ لارڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں موجود ہیں" ...... اس بار میک نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو تو عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اسے اس کے سینے پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی میک کے جسم نے جھٹکے کھائے اور پھر اس کی آنکھیں بے نور اور جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

"آؤ" ...... عمران نے تنویر سے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پسٹل واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔ تنویر نے ہاتھ ہٹائے تو میک کی لاش سائیڈ پر گری اور پھر وہ اوندھے منہ نیچے قالین پر جا گرا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس نے صفدر کو کاؤنٹر کے قریب کھڑے دیکھا۔ کاؤنٹر پر موجود تمام فونز کے رسیورز اس نے اٹھا کر میز پر رکھ دیئے تھے۔ لڑکی ابھی تک ویسے ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا" ...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"آؤ اب نکل چلیں" ...... عمران نے اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"اس لڑکی کا کیا کرنا ہے" ...... تنویر نے کہا۔

"اسے پڑے رہنے دو۔ آؤ" ...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ آیا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور تنویر بھی باہر آ گئے۔ تنویر نے اپنے عقب میں دروازہ بند کر دیا۔

"صاحب کا حکم ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے" ...... عمران نے مسلح چوکیداروں سے کہا۔

"یس سر" ...... ان دونوں نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اور تنویر اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ سے باہر آ چکے تھے۔ جلد ہی انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔

"لارڈ کالونی چلو"...... عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

ڈیری اور گلوریا دونوں سٹنگ روم میں موجود تھے جبکہ جیکب اور اس کے ساتھی کوٹھی کے فرنٹ اور عقبی طرف نگرانی کرنے میں مصروف تھے۔

"ہمیں یہاں آتے ہی فوراً نکل جانا چاہئے تھا ڈیری"...... گلوریا نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ سٹاگ کی انتظامیہ یہاں باقاعدہ چیکنگ کر رہی ہے۔ ہم پکڑے بھی جا سکتے تھے اور میں آخری لمحات میں یہ رسک نہیں لے سکتا"...... ڈیری نے کہا۔

"چیکنگ تو اب بھی ہو سکتی ہے"...... گلوریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ایک تو اب وقت کافی گزر چکا ہے اور ظاہر ہے یہاں کی انتظامیہ کو اتنی دلچسپی نہیں ہو سکتی جتنی پاکیشیا حکومت کو ہو

سکتی ہے اس لئے اب اتنی سخت چیکنگ نہیں ہو گی جتنی شروع میں ہو سکتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ اب ہم نئے حلیوں میں ہیں ہمارے پاس نئے کاغذات ہیں اس لئے اب ہم محفوظ رہیں گے"۔ ڈیرکی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈیرکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ راسٹر بول رہا ہوں"...... ڈیرکی نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"گلوبل ٹریولز سے بول رہا ہوں جناب۔ آپ کا طیارہ ایک گھنٹے بعد پرواز کرے گا آپ فوراً ایئرپورٹ پر رپورٹ کریں۔ وہاں ہمارا نمائندہ آپ کے لئے موجود ہو گا تاکہ کاغذات کے سلسلے میں ضروری کارروائی سرانجام دے سکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ کے نمائندے کا کیا نام ہے اور وہ ہمیں کہاں ملے گا"۔ ڈیرکی نے پوچھا۔

"اس کا نام جیری ہے اور وہ چارٹرڈ کاؤنٹر کے پاس موجود ہو گا۔ اس کے سینے پر گلوبل ٹریولز کا نشان موجود ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ تھینک یو"...... ڈیرکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ چلیں۔ میں جیکب کو بلا لوں"...... ڈیرکی نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا جبکہ گلوریا بھی کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ انہوں نے گلوبل ٹریولز ایجنسی کے نمائندے

و کاغذات دے دیئے اور وہ ان کی تصدیق کرانے کے لئے چلا گیا تو سب کیفے میں آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد نمائندہ واپس آیا اور ں نے تصدیق شدہ کاغذات ڈیرکی کو واپس کر دیئے۔

"کیا طیارہ براہ راست مارکانی جا کر لینڈ کرے گا یا راستے میں بھی سٹاپ کرے گا"...... ڈیرکی نے نمائندے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ مارکانی کا فاصلہ یہاں سے کافی طویل ہے اس لئے طیارہ راستے میں سراگاب ایئرپورٹ پر اترے گا۔ وہاں سے فیول لے کر اور چیک اپ کے بعد پھر پرواز کرے گا۔ آپ کے پاس دو گھنٹے ہوں گے۔ اگر آپ چاہیں تو یہ دو گھنٹے ایئرپورٹ پر گزار سکتے ہیں چاہیں تو سراگاب شہر کی سیر بھی کر سکتے ہیں"...... نمائندے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور جب طیارہ پرواز کے لئے تیار ہو جائے تو ہمیں اطلاع کر دینا"...... ڈیرکی نے کہا اور نمائندہ سر ہلاتا ہوا کیفے سے باہر چلا گیا۔

"یہاں سے جانے کے بعد کوئی مسئلہ نہیں رہے گا اس لئے دو گھنٹے سراگاب شہر کی سیر میں بھی گزارے جا سکتے ہیں۔ مجھے وہ شہر بے حد پسند ہے"...... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اصل مسئلہ تو یہاں تک کا ہے"...... ڈیرکی نے جواب دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد نمائندہ واپس ان کے پاس آیا۔

"آیئے جناب۔ تشریف لے آیئے۔ طیارہ پرواز کے لئے
ہے"...... نمائندے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ڈیرکی اور اس
ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ طیارے تک پہنچنے میں ان کی با
تلاشی لی گئی لیکن یہ تلاشی صرف اسلحہ اور منشیات تک ہی محدود
جبکہ کارکس پوائنٹ کو انہوں نے چیک ہی نہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر
وہ طیارے میں سوار ہوئے اور چند لمحوں بعد طیارہ فضا میں بلند ہو
تو ڈیرکی اور اس کے سب ساتھیوں نے بے اختیار اطمینان بھرے
طویل سانس لئے۔ ان کے چہرے مسرت سے دمک رہے تھے کیو
ایک لحاظ سے وہ اب اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تقریباً چا
گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد طیارہ سراگاب ایئرپورٹ پر اتر گیا۔
ڈیرکی اور اس کے ساتھی بھی طیارے سے اتر کر ایئرپورٹ کے لاؤ
میں پہنچے اور پھر وہاں سے وہ ضروری خانہ پوری کے بعد ایئرپورٹ سے
باہر آگئے تاکہ دو گھنٹے شہر میں گھوم پھر کر گزار سکیں لیکن ابھی وہ
ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچے تھے کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا ان کے پیچھے آگیا۔
"مسٹر راسٹر"...... اس آدمی نے ڈیرکی کو آواز دی تو ڈیرکی اور
اس کے ساتھی تیزی سے مڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت تھی۔
"جناب آپ کا فون ہے اناڈا سے۔ کوئی ایمرجنسی ہے اس لئے
میں یہاں آیا ہوں"...... اس آدمی نے جو ایئرپورٹ ملازم تھا ہاتھ
میں پکڑے ہوئے وائرلیس فون سیٹ کو ڈیرکی کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ واپس جائیں میں ابھی واپس آکر فون سیٹ واپس
کر دیتا ہوں"...... ڈیرکی نے کہا تو وہ آدمی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔
"راسٹر بول رہا ہوں"...... ڈیرکی نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
"گراہم بول رہا ہوں راسٹر۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ
سٹاگ میں ٹراسکو کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر میک کو اس کے آفس میں
ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسے ہلاک کرنے والے تین ایشیائی تھے۔
انہوں نے اپنے آپ کو کافرستانی ظاہر کیا ہے لیکن میں نے جب ان
کے حلیئے معلوم کئے تو ان میں سے ایک کا حلیہ علی عمران کا تھا۔ اس
کا مطلب ہے کہ وہ تمہارے پیچھے سٹاگ پہنچے ہیں اور اب بھی وہ
تمہارے پیچھے ہوں گے اور یقیناً انہوں نے معلوم کر لینا ہے کہ تم
طیارہ چارٹرڈ کرا کر نکل گئے ہو اور وہ لازماً تمہارا پیچھا کریں گے۔
سٹاگ کی حکومت ان کا ساتھ دے رہی ہے اس لئے کوئی تیز رفتار
طیارہ چارٹرڈ کرا کر وہ یہاں سراگاب بھی پہنچ سکتے ہیں اس لئے تم اپنی
مزید فلائٹ کینسل کر دو اور سراگاب میں حلیئے اور لباس تبدیل کر لو
اور پھر سمندر کے راستے فوری طور پر نزدیکی ملک کارستان پہنچ جاؤ۔
وہاں سے تم آسانی سے اناڈا پہنچ سکتے ہو"...... چیف گراہم نے کہا۔
"لیکن چیف۔ وہ چاہے کچھ بھی کر لیں ہمارے بارے میں کچھ
معلوم نہیں کر سکتے۔ ہم نے نئے کاغذات بنوا لئے ہیں اور ہم نے
میک اپ اور لباس بھی تبدیل کر لئے ہیں اور پھر ہم نے طیارہ براہ
راست اناڈا کے لئے بک نہیں کرایا اور صرف دو گھنٹوں بعد ہم یہاں

سے پرواز کر جائیں گے اور سٹاگ سے یہاں تک کا سفر بھی چار گھنٹوں کا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اب اس طرح خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ زیادہ پریشان ہوں تو میں کار کس پوائنٹ کسی کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دیتا ہوں"۔ ڈیرکی نے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اناڈا کے قانون کے مطابق کوئی سائنسی آلہ کوریئر سروس کے ذریعے نہ اناڈا بھجوایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اناڈا سے باہر بھیجا جا سکتا ہے۔ ایسا اہم سائنسی آلات کی چوری کو روکنے کے لئے کیا گیا ہے اس لئے اول تو اناڈا کے لئے اس کی بکنگ ہی نہ کی جائے گی اور اگر بکنگ ہو بھی گئی تو اسے وہیں ایئرپورٹ پر روک لیا جائے گا کیونکہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اناڈا میں اس قانون کا انتہائی سختی سے نوٹس لیا جاتا ہے اور اس کوریئر سروس کا لائسنس بھی منسوخ کر دیا جاتا ہے ورنہ تو میں تمہیں سٹاگ میں ہی ایسا کرنے کے لئے کہہ دیتا اور دوسری بات یہ کہ مجھے سٹاگ ایئرپورٹ سے معلوم ہو گیا ہے کہ تم چار گھنٹے پہلے وہاں سے روانہ ہوئے ہو لیکن تمہارا طیارہ چھوٹا ہے جبکہ جیٹ طیارے کے ذریعے دو گھنٹوں سے بھی کم وقت میں سٹاگ سے سراگاب پہنچا جا سکتا ہے۔ اس لئے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو"...... چیف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ ٹھیک ہے"...... ڈیرکی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بھی فون آف کر دیا۔

"آؤ واپس چلیں تاکہ پرواز کینسل کرا سکیں"...... ڈیرکی نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... گلوریا نے حیران ہو کر پوچھا تو ڈیرکی نے پوری تفصیل بتا دی۔

"ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو جنوں اور بھوتوں کی طرح پیچھے لگ گئے ہیں"...... گلوریا نے کہا۔

"ابھی شکر کرو کہ ہمارا ان سے ٹکراؤ نہیں ہوا۔ ہم آگے آگے ہیں اور وہ پیچھے پیچھے چل رہے ہیں ورنہ تو وہ شاید ہمیں اپنے ملک سے ہی نہ نکلنے دیتے۔ بہرحال اب معاملات خطرناک نہیں ہیں"...... ڈیرکی نے کہا۔

"باس۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ دونوں یہاں سے سمندر کے ذریعے نکل جائیں جبکہ ہم طیارے کے ذریعے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح انہیں یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ آپ لوگ یہاں سے غائب ہو گئے ہیں اور وہ ہمارے پیچھے اناڈا پہنچ جائیں گے اور وہاں ہم ان سے نمٹ بھی لیں گے اور وہ اصل مشن تک بھی نہ پہنچ سکیں گے"...... جیکب نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی انہیں ڈاج دینے کا بہترین طریقہ ہے۔ ویری گڈ جیکب۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں"...... گلوریا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ڈیرکی نے بھی گلوریا کی بات کی تائید

کر دی اور پھر انہوں نے ایئر پورٹ اتھارٹیز سے ضروری بات کر کے جیکب اور اس کے ساتھیوں کو طیارے پر آگے بھیجنے اور خود وہیں سراگاب میں ہی رہنے کی اجازت حاصل کر لی۔

"اب تم اطمینان سے جاؤ ہم بھی پہنچ جائیں گے"...... ڈیرکی نے کہا تو جیکب اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"آؤ گلوریا"...... ڈیرکی نے کہا اور پھر وہ گلوریا کے ہمراہ ایئر پورٹ سے نکل کر دوبارہ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ کیس تو چوہے بلی کا کھیل بن کر رہ گیا ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ عمران اور تنویر سمیت اس وقت ایک جیٹ طیارے میں سوار سراگاب کی طرف پرواز کر رہے تھے۔

"شکر کرو کہ تم بلی ہو چوہے نہیں ورنہ دوڑتے دوڑتے تمہارا دم پھول جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو بلی کا دم پھول رہا ہے"...... صفدر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا جبکہ تنویر بس مسکرا رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ ویسے ایک بات ہے کہ ان لوگوں نے اپنی ذہانت کا سکہ جما دیا ہے۔ اب دیکھیں۔ اگر آپ اسسٹنٹ سیکرٹری داخلہ کا فون سراگاب ایئر پورٹ کے مینجر کو نہ کرواتے تو ہمیں کبھی اس بات کا پتہ نہ چلتا کہ دو افراد سراگاب میں ڈراپ ہو گئے ہیں اور چار طیارے میں بیٹھ کر آگے چلے گئے ہیں اور ان دونوں افراد میں

ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ اس طرح ہم سمجھ گئے کہ ڈیرکی اور
گلوریا سراگاب میں ڈراپ ہو گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"سب سے اہم بات جو معلوم ہوئی ہے وہ یہ کہ وہ سب سراگاب
میں دو گھنٹے ایئر پورٹ پر گزارنے کی بجائے شہر کی سیر کرنے جا رہے
تھے کہ اچانک اناڈا سے فون آگیا اور اس کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ
کیا۔ اس سے دو باتیں ہمارے نوٹس میں آگئیں۔ ایک تو یہ کہ یہی
ہمارا مطلوبہ طیارہ تھا ورنہ میں پہلے اس بات سے مشکوک تھا کہ یہ
طیارہ اناڈا جانے کی بجائے مارکانی کے لئے بک کرایا گیا تھا اور
دوسری بات یہ کہ انہیں یقیناً ہمارے بارے میں بتایا گیا ہو گا اس
لئے وہ سب پوری طرح چوکنا ہوں گے ورنہ پہلے وہ مطمئن ہو چکے
تھے کہ اب وہ ہمیں جھٹک چکے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ کیوں احمقوں کی طرح
کارکس پوائنٹ اٹھائے دوڑ رہے ہیں۔ وہ اسے کسی بھی کوریئر
سروس کے ذریعے سٹاگ سے اناڈا بھجوا سکتے تھے"...... تنویر نے کہا۔

"اگر وہ تمہاری طرح پاکیشیا کے رہنے والے ہوتے تو لازماً وہ
حماقت کر چکے ہوتے لیکن وہ اناڈا کے رہنے والے ہیں"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا پاکیشیائی احمق ہوتے ہیں"...... تنویر نے
غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر احمق ہوتے تو جولیا اب تک قرعہ فال کسی نہ کسی احمق

کے حق میں نکال چکی ہوتی۔ اصل پرابلم تو یہی ہے کہ پاکیشیائی احمق
نہیں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی پہلی بات کا تو واقعی یہی مطلب نکلتا ہے
جو تنویر نے کہا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری بات سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکلتا۔ چلو اب میں اپنی
بات دوبارہ دوہراتا ہوں کہ اگر وہ تمہاری طرح پاکیشیا کے رہنے
والے ہوتے تو لازماً یہ حماقت کر چکے ہوتے۔ اب تم بتاؤ اس سے
کیسے تم نے یہ مطلب نکال لیا کہ پاکیشیائی احمق ہوتے ہیں"۔
عمران نے باقاعدہ وکیلوں کی طرح جرح کرتے ہوئے کہا۔

"اب تو واقعی یہ مطلب نہیں نکلتا"...... صفدر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ چونکہ اناڈا والے اپنے ملک کا قانون جانتے
ہیں اس لئے وہ ایسی حماقت نہیں کر سکتے اور چونکہ پاکیشیا میں ایسا
قانون نہیں ہے اس لئے وہ ایسی حماقت کر گزرتے کیونکہ اناڈا میں
قانون ہے کہ کوئی سائنسی آلہ کوریئر سروس کے ذریعے نہ اناڈا سے
باہر بھیجا جا سکتا ہے اور نہ ہی اناڈا بھجوایا جا سکتا ہے اس لئے اس
بارے میں خاص خیال رکھا جاتا ہے ورنہ اس کوریئر سروس کا
لائسنس بھی منسوخ ہو سکتا ہے اس لئے وہ اگر اسے کوریئر سروس کے
ذریعے اناڈا بھجواتے تو ایئر پورٹ پر لازماً اسے چیک کر لیا جاتا اور
روک لیا جاتا اس لئے وہ مجبور ہیں کہ وہ اسے خود ساتھ لے جائیں"۔

عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم پہلے ہی یہ وضاحت کر دیتے تو خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ تو نہ بنتا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بتنگڑ بنانے کے چکر میں تو بات کی جاتی ہے۔ جب بات کامیاب ہوتی ہے تب ہی بتنگڑ بنتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"...... تنویر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی عمران کی اس بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"مطلب ہے کہ شادی کی بات کامیاب ہو جائے تو پھر بات کا بتنگڑ بنتا ہے یعنی چیاؤں میاؤں بات میں شامل ہو کر بتنگڑ بنانے کا سبب بنتے ہیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا دماغ ہر وقت انہی فضول باتوں میں لگا رہتا ہے"۔ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ فضول باتیں کیسے ہو گئیں۔ تم بھی تو اپنے والدین کی بات کا بتنگڑ بنانے میں شامل ہو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا اور صفدر اس کے اس طرح منہ بنانے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ ایک بات تو بتائیں۔ آپ ہمارے ساتھ اس میک کو ختم کر کے لارڈ کالونی پہنچے تھے لیکن وہاں ہماری مطلوبہ

کوٹھی خالی پڑی تھی۔ پھر آپ نے فوراً کس طرح اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ ایئر پورٹ گئے ہوں گے کہ آپ وہاں سے سیدھے ایئر پورٹ پہنچ گئے اور پھر وہاں سے آپ نے چارٹرڈ طیارے کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ کیا آپ کو الہام ہو جاتا ہے"...... صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"الہام تو کسی نیک آدمی کو ہوتا ہو گا جیسے تنویر ہر وقت اس طرح گم سم رہتا ہے جیسے اسے مسلسل الہام ہو رہا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تم دونوں کوٹھی کی تلاشی میں مصروف تھے تو میں نے چیک کر لیا تھا کہ وہاں موجود فون میں باقاعدہ میموری بھی ہے۔ میں نے اسے چیک کیا تو آخری کال جو اس فون سے ہوئی وہ کسی گلوبل ٹریولز ایجنسی کی تھی جس نے انہیں چارٹرڈ طیارے کی تیاری کے بارے میں بتایا تھا اور وہاں اس کے نمائندے کے بارے میں بھی وضاحت موجود تھی۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ یہاں سے ایئر پورٹ گئے ہیں۔ پھر وہاں ایئر پورٹ پر جو کچھ ہوا وہ تمہیں معلوم ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کیا یہ میموری والا فون انہوں نے خاص طور پر وہاں منگوا کر رکھا تھا تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے۔ عام طور پر تو میموری والا فون نہیں ہوا کرتا"...... تنویر نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تمہاری باتیں بتا رہی ہیں کہ پاکیشیائی واقعی عقلمند ہوتے

ہیں۔ تمہیں یاد ہی نہیں رہتا کہ اسٹیٹ ایجنٹ عام طور پر جب رہائش گاہیں اجنبیوں کو دیتے ہیں تو وہاں میموری فون کا بندوبست کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسے لوگ فون کا غلط استعمال کرتے ہیں تو اسے روکنے کے لئے یہ بندوبست کیا جاتا ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر پولیس اس میموری کو چیک کر کے اس غلط استعمال کے خلاف کام کر سکے"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے ایک بار پھر برا سا منہ بنا لیا اور صفدر ایک بار پھر اس کے اس طرح منہ بنانے پر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب کیا سراگاب میں کوئی فارن ایجنٹ نہیں ہے جو ہمارے پہنچنے تک انہیں روک سکے"۔ صفدر نے چند لمحوں بعد کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے کہ نہیں ہے کیونکہ یہ چھوٹا سا ملک ہے اور پاکیشیا کا اس سے کسی بھی طرح سے کوئی بھی رابطہ نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو وہاں اس کی تلاش مشکل ہو جائے گی۔ ضروری تو نہیں کہ وہ جن حلیوں میں یہاں سے روانہ ہوئے ہیں انہی حلیوں میں وہاں موجود ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے پہنچنے تک وہ کسی اور پرواز کے ذریعے اناڈا یا کسی اور ملک روانہ بھی ہو چکے ہوں"۔ صفدر نے کہا۔

"وہاں اناڈا میں جولیا اور کیپٹن شکیل موجود ہیں اور ہو سکتا ہے کہ تمہارے چیف نے اور ممبرز کو بھی ساتھ بجھوا دیا ہو۔ اگر وہ وہاں پہنچ گئے تو وہ انہیں سنبھال لیں گے اور اگر وہ روانہ نہ ہوئے ہوں

گے تو ہم انہیں سنبھال لیں گے"...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ صفدر سمجھ گیا تھا کہ عمران اب مزید بات چیت ختم کر کے اس مسئلہ کے کسی پوائنٹ پر غور کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ بھی خاموش ہو گیا۔ جیٹ طیارہ تین گھنٹوں بعد سراگاب ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت طیارے سے باہر آ گیا اور پھر وہ ایئر پورٹ مینجر کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

"مینجر صاحب سے کہیں کہ سراگاب کے راشدی صاحب کے آدمی آئے ہیں"...... عمران نے مینجر کے پرائیویٹ سیکرٹری سے کہا تو پرائیویٹ سیکرٹری نے فون پر یہ بات دوہرا دی اور انہیں فوراً اندر بلا لیا گیا۔ مینجر ادھیڑ عمر اور بااخلاق آدمی تھا۔

"راشدی صاحب نے آپ کے بارے میں مجھے خصوصی ہدایت کی تھی کہ آپ سے ہر قسم کا مکمل تعاون کیا جائے۔ آپ فرمائیں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... مینجر نے رسمی تعارف اور جملوں کی ادائیگی کے بعد کہا۔

"سٹاگ سے ایک چارٹرڈ طیارہ یہاں فیول لینے کے لئے رکا تھا اور پھر وہ مارکانی کے لئے روانہ ہو گیا جبکہ اس میں سوار چھ افراد میں سے دو یہاں ڈراپ ہو گئے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں کسی اور فلائٹ میں سوار ہو کر چلے تو نہیں گئے"...... عمران نے سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

"ان کے نام اور دیگر تفصیلات کیا ہیں"۔۔۔۔۔۔ مینجر نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک لفافہ نکالا اور اس میں سے دو کاغذ نکال کر اس نے مینجر کی طرف بڑھا دیئے جن میں سے ایک راسٹر اور ایک ڈیزی نامی عورت کا تھا۔ ان پر ان کی تصویریں بھی موجود تھیں۔ یہ کاغذات اس نے سٹاگ ایئرپورٹ سے حاصل کئے تھے کیونکہ چارٹرڈ طیارہ بک کرانے کے لئے مسافروں کو اپنے کاغذات کی ایک ایک کاپی ایئرپورٹ پر چھوڑنا پڑتی ہے۔ مینجر نے کاغذات کو ایک نظر دیکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو آفس بلایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا تو مینجر نے کاغذات اس کی طرف بڑھا دیئے اور عمران کی مطلوبہ معلومات چیک کر کے رپورٹ دینے کی ہدایت کی تو وہ نوجوان سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ مینجر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ان سے پوچھ کر ہاٹ کافی منگوا لی اور پھر جیسے ہی انہوں نے کافی ختم کی نوجوان واپس آیا اور اس نے کاغذات مینجر کی طرف بڑھا دیئے۔

"جناب۔ یہ دونوں افراد ایئرپورٹ سے باہر چلے گئے ہیں اور ابھی تک کسی پرواز سے ملک سے باہر نہیں گئے"۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے وہ کاغذات مینجر سے لیتے ہوئے کہا اور نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"یہاں ایئرپورٹ پر جو ٹیکسیاں موجود ہوتی ہیں کیا وہ خاص ہوتی ہیں یا ہر ٹیکسی ڈرائیور یہاں آکر سواریاں لے سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مینجر سے پوچھا۔

"خاص تو نہیں ہوتیں لیکن آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ مینجر نے کہا۔

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ دونوں افراد یہاں سے بہرحال کسی ٹیکسی میں سوار ہو کر گئے ہوں گے۔ اگر وہ ٹیکسی ڈرائیور مل جائے تو اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس نے انہیں کہاں ڈراپ کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ کام تو ہو سکتا ہے۔ آپ ٹیکسی ہیڈ آفس چلے جائیں۔ یہاں ہر ٹیکسی ڈرائیور کے پاس خصوصی فون ہوتا ہے۔ ہیڈ آفس سے شہر میں موجود ہر ٹیکسی ڈرائیور کو تفصیلی کال دے دی جائے گی اور پھر جو ٹیکسی ڈرائیور بھی ان کو لے کر گیا ہو گا وہ کال کا جواب دے دے گا۔ البتہ ان کے حلیئے ہیڈ آفس والوں کو بتانے پڑیں گے"۔ مینجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار ٹیکسی ہیڈ آفس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ وہاں انہوں نے ہیڈ آفس کے انچارج سے بات کی اور وہ ایک بڑا نوٹ لینے کے بعد یہ معلومات حاصل کرنے پر آمادہ ہو گیا اور پھر واقعی آدھے گھنٹے بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ ان دونوں کو ایئر

پورٹ سے پک کر کے ریزالٹ ہوٹل ڈراپ کیا گیا ہے تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے ریزالٹ ہوٹل کے لئے روانہ ہو گیا۔ ریزالٹ ہوٹل سے انہیں معلوم ہو گیا کہ ان دونوں نے وہاں ایک ڈبل بیڈ روم ریزرو کرا رکھا ہے لیکن اس وقت وہ روم لاکڈ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں کہیں گئے ہوئے ہیں لیکن بہرحال انہوں نے واپس تو آنا تھا اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہیں ہال میں ہی ان دونوں کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

"یہ معاملہ تو بے حد آسان ثابت ہو رہا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جو معاملہ جس قدر آسان محسوس ہوتا ہے اصل میں اتنا ہی مشکل ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔ اب اس میں کیا مشکل رہ گئی ہے"...... اس بار تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو صرف بات کا جواب دیا ہے۔ اب تمہاری مرضی کہ اس بات کو جس معاملے پر چاہے فٹ کر لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کا مطلب جولیا سے تھا"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ وہ تو واقعی اس کے لئے مشکل کیا ناممکن ہے"...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیا تو صفدر کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹیکسی جیسے ہی ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رکی ڈیرکی نے چونک کر ڈرائیور کی طرف دیکھا۔

"جناب یہی سٹاگرا کلب ہے"...... ڈرائیور نے ڈیرکی کے چونکنے کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تھینک یو"...... ڈیرکی نے کہا اور جیب سے نوٹ نکال کر اس نے ڈرائیور کو دیا اور پھر ٹیکسی کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ گلوریا بھی اس کے پیچھے ٹیکسی سے اتر آئی۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ دونوں اس دو منزلہ عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ عمارت پر کسی قسم کا کوئی بورڈ موجود نہ تھا اور آنے جانے والوں میں البتہ غیر ملکی سیاحوں کی کثرت تھی۔ وہ ہال میں داخل ہو کر ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے جس پر دو خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ سروس کاؤنٹر چونکہ علیحدہ تھا اس لئے یہ دونوں

لڑکیاں صرف انکوائری کے کاموں میں مصروف تھیں۔

"ہمیں سٹاگرا کلب جانا ہے مسٹر ریمنڈ سے ملنے کے لئے"۔ ڈیرک نے ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کون سا کلب ہے جناب۔ میں تو اس کا نام ہی پہلی بار سن رہی ہوں"...... لڑکی نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا۔

"ریمنڈ کولون نے تو یہی نام بتایا تھا"...... ڈیرک نے کہا تو لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

"اب واقعی سٹاگرا کلب یہی ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ تو انکار کر رہی تھیں لیکن ٹیکسی ڈرائیور تو جانتے ہیں اس بارے میں"...... ڈیرک نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ٹیکسی ڈرائیور ایسی ہی مخلوق ہوتی ہے جناب۔ وہ ہر چیز کے بارے میں جانتے ہیں"...... لڑکی نے جواب دیا تو ڈیرک بے اختیار مسکرا دیا۔

"پھر کیا ہمیں ریمنڈ کولون سے ملاقات کے لئے کسی اور ٹیکسی ڈرائیور کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی"...... ڈیرک نے کہا۔

"آپ کا نام"...... لڑکی نے سامنے رکھے ہوئے فون کے رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"راسٹر اور یہ میری ساتھی ہیں ڈینزی"...... ڈیرک نے جواب دیا تو لڑکی نے فون پر کسی سے بات کی اور پھر رسیور رکھ کر اس نے کاؤنٹر

کے نیچے سے ایک زرد رنگ کا کارڈ نکالا۔ اس پر راسٹر اور ڈینزی کا نام لکھ کر اس نے دستخط کئے اور پھر مہر لگا کر اس نے کارڈ ڈیرک کی طرف بڑھا دیا۔

"دائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ وہاں موجود شخص کو یہ کارڈ دے دیں۔ وہ آپ کو ریمنڈ کولون تک پہنچا دے گا"...... لڑکی نے کہا۔

"شکریہ"...... ڈیرک نے جواب دیا اور گلوریا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد خاصی پیچیدہ انداز کی راہداری سے گزرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی سر پر عجیب طرح کی ٹوپی پہنے بیٹھا ہوا تھا۔

"آئیے جناب۔ میں آپ کا منتظر تھا۔ میرا نام ریمنڈ کولون ہے"...... اس آدمی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن آپ کے پاس پہنچنے کے لئے بڑے پیچیدہ مراحل طے کرنا پڑتے ہیں"...... ڈیرک نے کہا اور پھر اس نے اپنا اور گلوریا کا تعارف راسٹر اور ڈینزی کے ناموں سے کرایا اور پھر رسمی جملے ادا کرنے کے بعد وہ میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے فون پر مجھے اناڈا کے کرسلان کی ٹپ دی تھی۔ وہ آپ کا کیسے واقف ہے"...... ریمنڈ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرستان میرا ماتحت رہا ہے۔ اب اس کا سیکشن علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ میں نے یہاں سے اسے کال کیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ سراگاب میں بڑا طویل عرصہ ہماری ایجنسی کے تحت کام کرتا رہا ہے اس لئے لازماً اس کی یہاں واقفیت ہو گی۔ اس نے آپ کے بارے میں بتایا تو ہم آپ کے پاس آ گئے"...... ڈیرکی نے بتایا تو ریمنڈ کولون بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ کا تعلق بھی ڈاسن سے ہے اور کرسلان آپ کا ماتحت رہا ہے۔ اوہ۔ پھر تو آپ بہت اہم شخصیت ہوئے۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ خود چل کر میرے پاس تشریف لائے ہیں"...... ریمنڈ نے انتہائی مرعوبیت سے پر لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ کام تو اسی طرح چلتا ہے۔ ہمارا مسئلہ چونکہ خفیہ ہے اس لئے مجھے خود آنا پڑا ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ فرمائیں۔ حکم کریں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... ریمنڈ کولون واقعی اب بچھا جا رہا تھا۔

"حکم نہیں بلکہ تعاون کی درخواست ہے اور اس کے عوض جو معاوضہ آپ چاہیں آپ کو مل جائے گا لیکن کام فوری اور فول پروف انداز میں ہونا چاہئے"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ تو ظاہر ہے میں ضرور لوں گا کیونکہ یہ میرا بزنس ہے لیکن آپ کام تو بتائیں اور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے اس خطرے کے بارے میں بھی تفصیل سے بتا دیں جس کی وجہ سے آپ اس

معاملے کو خفیہ رکھ رہے ہیں تاکہ میں اس کو مدنظر رکھ کر آپ کا کام فول پروف انداز میں کر سکوں"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"کام تو بے حد معمولی ہے اور کام یہ ہے کہ آپ مجھے اور ڈینزی دونوں کو سمندر کے راستے ہمسایہ ملک کارستان بھجوا دیں لیکن شرط یہ ہے کہ راستے میں کسی قسم کی کوئی چیکنگ نہ ہو اور کوئی خطرہ یا رکاوٹ نہ ہو اور جہاں تک خطرے کی بات ہے تو اصل بات یہ ہے کہ ہم پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کر کے آ رہے ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہمارا پیچھا کر رہے ہیں۔ فی الحال امکان ہی ہے لیکن ضروری نہیں کہ ایسا ہو جائے کہ وہ لوگ یہاں سراگاب میں بھی پہنچ جائیں اس لئے سارا کام فوری اور فول پروف انداز میں ہونا چاہئے"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمجھا تھا کہ شاید یہاں کا کوئی گروپ آپ کے لئے خطرہ ہے لیکن یہ کام رات کو ہو سکتا ہے۔ اس وقت فوری نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس کے لئے خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"ٹھیک ہے رات کو ہی سہی لیکن کام ہو جانا چاہئے اور آپ اپنا معاوضہ بھی بتا دیں اور ساتھ ہی اپنی پلاننگ بھی تاکہ میں مطمئن ہو سکوں"...... ڈیرکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سراگاب سے آپ کو ایک لانچ کے ذریعے کھلے سمندر میں پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں سے ایک بڑے ٹرالر کے ذریعے آپ کو کارستان کے

شمالی ساحل پر اتار دیا جائے گا اور آپ بے فکر رہیں کوئی چیکنگ یا
کوئی رکاوٹ سامنے نہیں آئے گی۔ معاوضہ بیس لاکھ ڈالرز ہو
گا"...... ریمنڈ کولون نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ میری بات کرستان سے کرا دیں۔ وہ آپ کو
معاوضے کی ضمانت دے دے گا۔ ہمیں کس وقت روانہ ہونا ہو گا
اور کہاں سے"...... ڈیرکی نے پوچھا۔

"آپ آٹھ بجے یہاں میرے پاس پہنچ جائیں۔ میں آپ کو ساتھ
لے کر لانچ پر سوار کراؤں گا اور آپ کل صبح کارستان پہنچ جائیں
گے"...... ریمنڈ کولون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور
اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کرستان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

"ریمنڈ کولون بول رہا ہوں سراگاب سے۔ مسٹر راسٹر اور ان کی
ساتھی عورت مس ڈیزی میرے آفس میں موجود ہیں۔ مسٹر راسٹر تم
سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... ریمنڈ کولون نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور ڈیرکی کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ راسٹر بول رہا ہوں کرستان۔ ریمنڈ کولون سے میری
بات ہو گئی ہے۔ یہ بیس لاکھ ڈالرز معاوضہ مانگ رہا ہے تم اسے
ضمانت دے دو تاکہ کام ہو سکے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فون ریمنڈ کولون کو دو۔ ویسے تم فکر نہ کرو ریمنڈ

کولون کام بے داغ انداز میں کرتا ہے"...... کرستان نے کہا اور
ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے رسیور ریمنڈ کولون کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ ریمنڈ بول رہا ہوں"...... ریمنڈ نے کہا اور پھر دوسری
طرف سے بات سن کر اس نے اوکے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ رات کو یہاں میرے پاس پہنچ جائیں۔
میں اس دوران تمام انتظامات مکمل کر لوں گا اور اب چونکہ کاروباری
بات ختم ہو گئی ہے اس لئے اب آپ فرمائیں کہ آپ کیا پینا پسند
کریں گے"...... ریمنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلیک ڈاگ منگوا لو"...... ڈیرکی نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو
ریمنڈ نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی کو آرڈر دیا اور پھر رسیور رکھ
دیا۔

"آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... ریمنڈ نے پوچھا۔

"ہم ریزالٹ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... ڈیرکی نے
جواب دیا۔

"آپ روم نمبر بتا دیں تاکہ اگر آپ کو دیر ہو جائے تو میں آپ کو
فون کر لوں"...... ریمنڈ نے کہا تو ڈیرکی نے روم نمبر بتا دیا۔ تھوڑی
دیر بعد شراب پہنچ گئی اور وہ سب شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔

"اوکے۔ اب ہمیں اجازت۔ ہم آٹھ بجے پہنچ جائیں گے۔ ویسے
آپ کا خصوصی فون نمبر کیا ہے تاکہ ہم روانہ ہونے سے پہلے آپ سے
معلومات حاصل کر سکیں"...... ڈیرکی نے کہا تو ریمنڈ نے اپنا فون

نمبر بتا دیا اور پھر ریمنڈ سے مل کر وہ کلب کی عمارت سے نکل کر باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک خالی ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی تو ڈیرکی اور گلوریا اس میں بیٹھ گئے۔

"ریزالٹ ہوٹل چلو"...... ڈیرکی نے کہا۔

"جناب آپ کے بارے میں ٹیکسی ہیڈ آفس سے پوچھ گچھ کی جا رہی تھی۔ میں ہی صبح آپ کو ایئرپورٹ سے لے کر ریزالٹ ہوٹل لے گیا تھا"...... ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھانے کی بجائے مڑ کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ دونوں ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر موجود تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے پوچھا تھا"...... ڈیرکی نے چونک کر پوچھا۔ گلوریا بھی چونک پڑی تھی۔

"ٹیکسی ہیڈ آفس سے تمام ٹیکسی ڈرائیورز کو جنرل کال کی گئی تھی اور آپ دونوں کے حلیئے بتا کر پوچھا گیا تھا کہ آپ کو ایئرپورٹ سے پک کر کے کہاں ڈراپ کیا گیا ہے جس پر میں نے انہیں بتا دیا۔ اب آپ دوبارہ میری ٹیکسی میں بیٹھے ہیں تو میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اطلاع دے دوں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر ٹیکسی روک دو اور نہ صرف کرایہ لے لو بلکہ ٹپ بھی لے لو"...... ڈیرکی نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی سائیڈ پر کر کے روک دی۔ ڈیرکی نے ایک بڑا نوٹ جیب سے نکال کر اسے دیا

اور گاڑی سے اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی گلوریا بھی اتر آئی۔

"بے حد شکریہ جناب"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"کوئی بات نہیں"...... ڈیرکی نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"کیا وہ لوگ یہاں بھی پہنچ گئے ہیں لیکن طیارہ تو آگے چلا گیا ہے"...... گلوریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آؤ۔ اب ہمیں دوبارہ ریمنڈ کولون سے ملنا ہو گا اور رات تک یہیں رہنا ہو گا اور ساتھ ہی میک اپ اور لباس بھی تبدیل کرنا ہو گا۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور وہی تھا جس نے ہمیں ایئرپورٹ سے پک کیا تھا ورنہ تو ہم سیدھے ان کی جھولی میں جا گرتے اور یہ بھی اچھا ہوا کہ کارکس پوائنٹ اتنا بڑا نہیں ہے کہ اسے علیحدہ رکھنا پڑتا ورنہ تو وہ ہوٹل سے ہی اسے لے اڑتے۔ اب وہ ہمارا وہاں انتظار کرتے رہیں گے"...... ڈیرکی نے کہا اور واپس سٹاگرا کلب کی طرف بڑھ گیا۔

"حیرت ہے کہ یہ لوگ کیسے کیسے حربے استعمال کرتے ہیں"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ یہ لوگ واپس نہیں آئیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیوں نہیں آئیں گے۔ انہیں تو معلوم نہیں ہو گا کہ ہم ان کو تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچ جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا ہے اور اتنے طویل وقت تک ان کی واپسی نہ ہونے کا مطلب ہے کہ یا تو انہیں کسی طرح ہماری یہاں موجودگی کی اطلاع ہو چکی ہے یا دوسری صورت یہ ہے کہ انہوں نے ڈاج دیا ہے کہ یہاں کمرہ بک کرا کر خود وہ کہیں اور نکل گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں انہوں نے فون کیا ہو تو انہیں بتا دیا

گیا ہو کہ ہم ان کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے"۔ صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کمرہ چیک کر لیا جائے۔ اگر تو ان کا سامان یہاں موجود ہے تو پھر وہ لازماً واپس آئیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ضروری تو نہیں لیکن بہرحال پھر بھی چیکنگ ضروری ہے۔ تم لوگ یہاں بیٹھو میں آرہا ہوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھیں۔ یہ کام میں کر آتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر اس سائیڈ کی طرف بڑھ گیا جدھر لفٹیں موجود تھیں۔

"اگر وہ یہاں واپس نہ آئے تو پھر ہم انہیں کہاں تلاش کریں گے"...... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں دوبارہ ٹیکسی ہیڈ آفس جانا ہو گا تاکہ ایک بار پھر ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ وہ لازماً کسی نہ کسی ٹیکسی میں ہی کہیں گئے ہوں گے اس طرح ہمیں ان کے بارے میں معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آگیا۔

"کمرے میں کوئی سامان موجود نہیں ہے"...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ سامان نام کی ویسے ہی کوئی چیز ان کے پاس نہ ہو۔ بہرحال اب ہمیں دوبارہ ٹیکسی ہیڈ آفس جانا ہو گا لیکن یہاں بھی ایک آدمی کو رہنا ہو گا تاکہ اگر وہ واپس آ جائیں تو ان کی آمد کی

اطلاع ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"آپ دونوں جائیں میں یہاں بیٹھتا ہوں"..... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ صفدر یہاں رہے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ اور صفدر اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کر لوں گا اور اگر وہ لوگ یہاں آ جائیں تو تم مجھے ٹیکسی ہیڈ آفس فون کر لینا"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو تنویر بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران اور تنویر دونوں ہوٹل سے باہر آ گئے۔

"تم مجھے وہاں کیوں نہیں بیٹھنے دینا چاہتے تھے"..... تنویر نے باہر نکلتے ہی کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس لئے کہ اگر وہ ہماری عدم موجودگی میں آ گئے تو تمہارے ہاتھوں مارے جائیں گے جبکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کارکس پوائنٹ کہیں چھپا رکھا ہو۔ پھر وہ ہمیں نہیں مل سکے گا"..... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ میں ان کا خاتمہ کر دیتا کیونکہ ان کی وجہ سے ہمیں احمقوں کی طرح دوڑنا پڑ رہا ہے"..... تنویر نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ایک خالی ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔

"ٹیکسی ہیڈ آفس چلو"..... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی ہیڈ آفس پہنچ گئے۔ وہاں کافی ساری ٹیکسیاں موجود تھیں تاکہ اگر

کوئی فون پر ٹیکسی کال کرے تو وہ سواریوں کو پک کر سکیں۔

"ہیلو مسٹر راڈش۔ ہم دوبارہ آ گئے ہیں"...... عمران نے مینجر کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے جناب"...... راڈش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ پہلے بھی عمران نے اسے بھاری ٹپ دی تھی اس لئے وہ خوش تھا کہ اسے دوبارہ رقم ملنے کا سکوپ بن گیا ہے۔

"ہمارے مطلوبہ لوگ ریزالٹ ہوٹل واپس نہیں آئے اور ہم ان کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں اس لئے ہم نے سوچا کہ آپ ان کے بارے میں دوبارہ کال دیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہ ریزالٹ ہوٹل سے کہاں گئے ہیں۔ ہم وہاں جا کر ان سے مل لیں کیونکہ ہم نے واپس بھی جانا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر مینجر راڈش کی طرف بڑھا دیا۔

"بے حد شکریہ جناب"..... راڈش نے جلدی سے نوٹ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سامنے رکھی ہوئی مشین کے بٹن آن کئے اور جنرل کال دینا شروع کر دی۔ اس نے خود ہی ڈیزی اور گلوریا کے حلیئے بھی بتا دیئے کیونکہ چند گھنٹے پہلے بھی اس نے کال کی تھی اس لئے اسے حلیئے یاد تھے۔ کال دینے کے بعد اس نے مشین آف کر دی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی مشین سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو راڈش نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ کیب نمبر اکیس سو اکیس سے ڈرائیور سمتھ بول رہا ہوں"۔ مشین سے ایک آواز سن کر راڈش کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ پہلی کال کا جواب بھی اسی ڈرائیور نے دیا تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... راڈش نے کہا۔

"جناب میں ہیڈ آفس کے قریب موجود ہوں۔ میں خود آ رہا ہوں۔ میرے پاس تازہ ترین رپورٹ موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راڈش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا مطلب۔ اس نے رپورٹ کیوں نہیں دی"...... عمران نے کہا تو راڈش بے اختیار ہنس پڑا۔

"جناب۔ لالچ تو ہر ایک کو ہوتا ہے"...... راڈش نے کہا تو عمران نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن صرف لالچ کی بنا پر وہ غلط رپورٹ نہ دے دے۔ یہ تو وہی ہے جس نے پہلے رپورٹ دی تھی"...... عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب کہ وہ غلط رپورٹ دے۔ ویسے یہ واقعی وہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اسے بک کرا لیا ہو"...... راڈش نے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد ایک نوجوان آفس میں داخل ہوا اور اس نے مودبانہ انداز میں راڈش کو سلام کیا۔

"آؤ سمتھ بیٹھو"...... راڈش نے کہا اور سمتھ ساتھ والی خالی کرسی

پر بیٹھ گیا۔

"دیکھو سمتھ۔ ہمارا مسئلہ کاروباری ہے اور ہم وقت بچانا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں غلط رپورٹ مت دینا۔ البتہ اگر تم صحیح رپورٹ دو گے تو تمہیں انعام بھی ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ مجھے آپ کے معاملے میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ میں آپ کو غلط رپورٹ دوں۔ باقی جناب آپ کی مہربانی ہے کہ آپ مجھے کوئی انعام دیں گے"...... سمتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انعام مل جائے گا۔ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ اب سے آدھ گھنٹہ پہلے میں ساحل سمندر کے قریب موجود تھا کہ سٹاگرا کلب کے سامنے وہی جوڑا مجھے کھڑا نظر آیا جس کے بارے میں صبح میں نے رپورٹ دی تھی۔ وہ میری ٹیکسی میں بیٹھ گئے تو میں نے انہیں بتا دیا کہ صبح ہیڈ آفس سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تھا جس پر وہ وہیں اتر گئے تھے اور مجھے کرایہ اور ٹپ بھی دے دی لیکن کہیں جانے سے انکار کر دیا۔ آپ کی دوبارہ کال آئی تو میں چونکہ ہیڈ آفس کے قریب تھا اس لئے میں خود حاضر ہو گیا ہوں"۔ سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر سمتھ کی طرف بڑھا دیا۔

"لو یہ رکھ لو اور یہ بتا دو کہ ٹیکسی سے اتر کر وہ کہاں گئے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"جناب وہ ستاگرا کلب واپس چلے گئے۔ میں نے انہیں بیک مرر میں واپس جاتے ہوئے دیکھا تھا"...... سمتھ نے جواب دیا۔

"ویسے اس ستاگرا کلب کا مالک کون ہے۔ کیا تم جانتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"جی وہ تو انتہائی بدنام کلب ہے۔ اس کا مالک ایک اناڑین ہے ریمنڈ کولون۔ بہت بڑا اسمگلر ہے۔ بحری اسمگلر۔ اس کی ذاتی لانچیں اور ٹرالر ہیں"...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب اجازت"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور راڈش اور سمتھ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر عمران اور تنویر ہیڈ آفس سے باہر آ گئے۔ عمران ایک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا تا کہ صفدر کو اطلاع دے سکے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں اطلاع دے دی تھی ورنہ وہ لوگ واپس آ رہے تھے۔ بہرحال اب بھی اسے یقین تھا کہ وہ انہیں تلاش کر لے گا۔ اس نے رسیور ہک سے نکالا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریزالٹ ہوٹل کا نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے رسیور دوبارہ ہک سے لٹکایا اور کوٹ کی چھوٹی جیب سے سکے نکال کر اس نے فون پیس میں ڈالے اور پھر رسیور ہک سے نکال کر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے

ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"ریزالٹ ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہال کی ٹیبل نمبر اٹھارہ پر ایک ایشیائی صاحب موجود ہوں گے ان سے بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ساحل سمندر پر ستاگرا کلب پہنچ جاؤ۔ ہم بھی وہیں پہنچ رہے ہیں وہ واپس آ رہے تھے کہ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں کال کے بارے میں بتا دیا اور وہ واپس اس کلب میں چلے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے رسیور دوبارہ ہک سے لٹکایا اور فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ پھر اس نے ایک خالی ٹیکسی کو دیکھ کر ہاتھ اٹھایا تو ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ عمران اور تنویر دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"ستاگرا کلب چلو"...... عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ کہنا چاہ رہے تھے"...... عمران نے کہا۔

"جناب آپ اجنبی ہیں اس لئے میں آپ کو بتانا چاہ رہا تھا کہ ستاگرا کلب خفیہ کلب ہے۔ ہم ٹیکسی ڈرائیورز کو تو اس کا علم ہے

لیکن وہ لوگ بغیر کسی خصوصی حوالے کے کلب کو تسلیم ہی نہیں کرتے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی چلاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"خفیہ کلب سے کیا مطلب ہوا تمہارا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ اس کلب کے لوگ اسمگلنگ میں ملوث رہتے ہیں اس لئے پولیس اور اعلیٰ حکام سے بچنے کے لئے انہوں نے اس کلب کا کوئی نام نہیں رکھا اور جناب ویسے اس کلب کا نام تو سب جانتے ہیں لیکن وہ لوگ سوائے اپنے خاص جاننے والوں کے باقی کسی کے سامنے اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ یہ سٹاگرا کلب ہے بلکہ وہ اسے عام طور پر ریالٹو ہوٹل کہتے ہیں حالانکہ اس کے باہر ریالٹو ہوٹل کا بھی بورڈ نہیں لگا ہوا"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ ہم سٹاگرا کلب کے مالک ریمنڈ کولون سے مل لیں۔ وہ ہمارا کام کرا دے گا"...... عمران نے کہا۔

"اس بارے میں تو مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں کبھی اندر نہیں گیا۔ میں تو اس لئے آپ کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ آپ اندر جا کر جب سٹاگرا کلب کی بات کریں گے تو وہاں کے عملے میں سے کسی نے اسے تسلیم نہیں کرنا اور پھر آپ شاید سوچیں کہ میں نے غلط جگہ پہنچا کر آپ اجنبیوں سے زیادتی کی ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی جس پر کوئی بورڈ وغیرہ موجود نہ تھا۔ عمران نے ڈرائیور کو کرایہ کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی دی اور پھر وہ دونوں کلب کے مین گیٹ کی طرف مڑ گئے۔ اسی لمحے ایک طرف سے صفدر آتا انہیں دکھائی دیا تو وہ رک گئے۔

"عمران صاحب میں ماسک میک اپ باکس لے آیا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی انہیں اطلاع مل جائے اور وہ یہاں سے بھی فرار ہو جائیں"...... صفدر نے قریب آکر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ گڈ شو۔ چلو کسی قریبی ہوٹل میں چل کر باتھ روم میں ماسک لگا لیں۔ پھر آئیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں سامنے کچھ فاصلے پر موجود ایک اور ہوٹل کی طرف چل پڑے جس پر ریڈ سٹار ہوٹل کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ماسک میک اپ کر کے ایکریمین بن چکے تھے۔

"عمران صاحب ہمیں اس سلسلے میں بیٹھ کر پلاننگ کر لینی چاہئے کیونکہ اگر اس وقت وہ لوگ ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے تو پھر انہیں پکڑنا ناممکن ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا۔ وہ میک اپ کرنے کے بعد اس ہوٹل کے ہال کے کونے میں ایک میز پر اکٹھے

بیٹھے ہوئے تھے۔

"اس میں پلاننگ کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے انہیں جا کر پکڑنا ہے۔ ان سے کارکس پوائنٹ حاصل کرنا ہے۔ پلاننگ کرتے کرتے تو وہ لوگ نکل جائیں گے"...... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

"صفدر درست کہہ رہا ہے تنویر۔ ہمیں واقعی صورت حال کا ٹھنڈے دل سے تجزیہ کرنا چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں بہرحال یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ان کے پیچھے یہاں پہنچ چکے ہیں اس لئے وہ واپس ہوٹل نہیں آئے۔ اس لحاظ سے وہ اب پوری طرح چوکنا اور ہوشیار ہوں گے اور پھر وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں کوئی عام مجرم نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ستاگرا کلب ایک خفیہ کلب ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ ستاگرا کلب میں کس کی پناہ میں ہیں۔ زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ اس کے مالک ریمنڈ کولون کے پاس ہوں گے کیونکہ وہ بھی اناڈین ہے۔ اب ریمنڈ کولون نے انہیں اس کلب میں رکھا ہوا ہے یا کسی اور جگہ چھپایا ہوا ہے اس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں ہے اور آخری بات یہ کہ ریمنڈ کولون بحری اسمگلر بتایا جا رہا ہے اور سراگاب کا سمندری لنک کارستان کے ساتھ ہے اس لئے لامحالہ یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ ریمنڈ کالون کی مدد سے سراگاب سے فرار ہو کر کارستان جانا چاہتے ہوں گے تاکہ ہم انہیں یہاں تلاش کرتے رہ جائیں اور وہ وہاں سے آسانی سے نکل جائیں اور لامحالہ اگر انہیں کسی لانچ یا ٹرالر میں اسمگل کیا گیا تو یہ

کام دن کو نہیں بلکہ رات کو ہو گا۔ یہ تو ہیں ہمارے سامنے حقائق۔ اب اس کا تجزیہ کرتے ہوئے فرض کیا کہ ریمنڈ کولون تک ہم پہنچ ہی نہیں سکتے یا ریمنڈ کولون کلب میں موجود ہی نہ ہو یا ہمیں بے ہوش کر دیا جائے یا ہلاک کر دیا جائے تو کیا ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ایک صورت ہوئی۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم ستاگرا کلب میں نہیں جاتے۔ اس طرح وہ لوگ مطمئن رہیں گے کہ ہم انہیں تلاش نہیں کر سکے۔ اس طرح وہ اپنے منصوبہ پر مطمئن ہو کر عمل کریں گے۔ اگر ہم عین اس وقت چھاپہ ماریں جب وہ منصوبے پر عمل کرنے والے ہوں تو ہماری کامیابی کے امکانات زیادہ بڑھ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"خواہ مخواہ کی باتیں ہیں یہ سب۔ یہ ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب فضول امکانات ہیں۔ تم مجھے اجازت دو میں اس ریمنڈ کولون کو اس کے بل سے نکال کر اس کی روح سے بھی معلوم کر لوں گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ کہاں بھاگ سکتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں یہ تو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ کس وقت اور کس لانچ یا کس ٹرالر پر کس جگہ سے سوار ہو رہے ہیں۔ پھر"...... صفدر نے کہا۔

"خفیہ کلب کا مطلب ہے کہ یہ لوگ خاصے بااثر ہیں اور لامحالہ ساحل سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن یہ

بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں کافی وقت لگ جائے اور یہ لوگ نکل جائیں۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم چارٹرڈ طیارے کے ذریعے خاموشی سے کارستان پہنچ جائیں اور پھر وہاں ان کا استقبال کریں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ لوگ وہاں کسی عام ذریعے سے تو نہ پہنچیں گے۔ نجانے کہاں خاموشی سے انہیں اتار دیا جائے اور پھر یہ کارستان کے دارالحکومت میں غائب ہو جائیں۔ پھر"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن ہم معلومات تو حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیسے اور کس ذریعے سے"...... صفدر نے کہا۔

"اس ریمنڈ کولون نے خصوصی طور پر انتظامات کئے ہوں گے اور لازماً ان کے مقابلے کا کوئی اسمگلر بھی ہو گا یا یہاں معلومات فراہم کرنے والی کوئی تنظیم بھی ہو گی"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا عمران نے ہاتھ کے اشارے سے ایک ادھیڑ عمر ویٹر کو اپنی طرف بلایا۔

"یس سر۔ آرڈر سر"...... ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں چند معلومات چاہئیں۔ ایک ہزار ڈالرز تمہیں مل سکتے ہیں"...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ۔ کیوں نہیں جناب۔ آپ میں سے ایک آدمی عقبی طرف سپیشل روم نمبر بارہ میں آ جائے۔ میں جو کچھ جانتا ہوں ضرور بتا دوں گا"...... ویٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ تم چلو میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"تم لوگ یہیں بیٹھو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا عقبی طرف جانے والی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عقبی طرف سپیشل روم بنے ہوئے تھے۔ وہ سپیشل روم نمبر بارہ کے سامنے رکا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور وہی ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے جس پر شراب کی ایک بوتل اور گلاس رکھا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس نے شراب اور گلاس میز پر رکھ دیئے۔

"مجھے شراب پینا ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے۔ بہر حال تم پی لو"۔ عمران نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... ویٹر نے کہا اور جلدی سے بوتل کھول کر اس نے شراب گلاس میں انڈیلی اور پھر ایک ہی سانس میں پورا گلاس اس طرح پی گیا جیسے صدیوں کا پیاسا ہو۔

"اب فرمائیں جناب۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں"...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ہرگز یہ محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ انتہائی تیز شراب کا پورا گلاس پی چکا ہے۔

"اس ہوٹل کے ساتھ ہی سٹاگرا کلب ہے جس کا مالک ریمنڈ کولون ہے۔ ریمنڈ کولون ہمارے دو دشمنوں کو رات کو بحری راستے

سے کارستان منتقل کرنا چاہتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے میں
ہمیں حتمی معلومات مل سکیں تاکہ ہم اپنے ہیڈ آفس کو اطلاع کر
دیں"...... عمران نے کہا۔
"اس کے لئے آپ کو ریمنڈ کولون کے نائب رچرڈ سے بات کرنا
ہو گی۔ وہ لالچی آدمی ہے۔ اگر اسے بھاری دولت دی جائے تو وہ آپ
کو سب کچھ بتا دے گا کیونکہ اگر ایسا ہو رہا ہے تو اس کے تمام
انتظامات رچرڈ نے ہی کئے ہوں گے"...... ویٹر نے جواب دیا۔
"لیکن وہ نائب ہے۔ اپنے باس کے خلاف کیسے جا سکتا ہے"۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں نے بتایا ہے کہ وہ انتہائی لالچی آدمی ہے اور آپ نے صرف
اطلاعات خریدنی ہیں اور پھر جو کچھ ہو گا وہ کارستان میں ہو گا اس لئے
رچرڈ پر کیا حرف آ سکتا ہے"...... ویٹر نے جواب دیا تو عمران نے
جیب سے ایک ہزار ڈالر کا نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔
"شکریہ جناب۔ ویٹر نے انتہائی پرجوش انداز میں کہا اور عمران
کے ہاتھ سے نوٹ لے کر اس نے جلدی سے اپنی جیب میں ڈال لیا۔
"اتنی مالیت کا ایک نوٹ اور بھی مل سکتا ہے اگر تم ہمارا رابطہ
رچرڈ سے کرا دو۔ اس طرح کہ ریمنڈ کولون کو معلوم نہ ہو سکے"۔
عمران نے کہا۔
"یہ بھی ہو سکتا ہے لیکن ایک بات میں پہلے بتا دوں کہ رچرڈ
بہت لالچی آدمی ہے۔ وہ بھاری رقم اور وہ بھی نقد مانگے گا"۔ ویٹر نے

جواب دیا۔
"رقم کی فکر مت کرو۔ وہ ہم کر لیں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ
ہمارے ساتھ ڈاج نہیں ہونا چاہیے ورنہ تم بھی اور رچرڈ بھی بے
موت مارے جاؤ گے کیونکہ ایکریمیا کا ریڈ سینڈیکیٹ اگر رقم دینے
میں فیاض ہے تو انتقام لینے میں بھی انتہائی سفاک ہے"...... عمران
نے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ کا تعلق ریڈ سینڈیکیٹ سے ہے۔ اوہ۔ اگر ایسا
ہے تو پھر تو واقعی اسے رقم کی پرواہ نہیں ہو سکتی۔ بہرحال آپ یہیں
بیٹھیں میں آ رہا ہوں"...... ویٹر نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا
سپیشل روم سے باہر چلا گیا۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ویٹر اندر
داخل ہوا۔ اس نے سب سے پہلے تو شراب کا ایک گلاس بھر کر اسے
بغیر سانس لئے اپنے حلق میں انڈیلا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔
"جناب میری رچرڈ سے بات ہو گئی ہے۔ وہ اب سے ایک گھنٹے
بعد اسی سپیشل روم میں آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ میں بھی آ جاؤں
گا۔ آپ یہ سپیشل روم اپنے نام باقاعدہ بک کرا لیں۔ مجھے یقین ہے
کہ آپ کو یہیں بیٹھے ساری معلومات مل جائیں گی"...... ویٹر نے کہا
تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیب سے ایک اور بڑا نوٹ
نکال کر اس نے ویٹر کو دے دیا۔
"یہ نوٹ رکھو اس میں سے یہ سپیشل روم بھی میرے نام بک

کرا لو۔ مائیکل جان کے نام سے اور باقی تمہاری ٹپ۔ اس میں سے تم شراب کی رقم ادا کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب"...... ویٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں پہنچ کر اس نے صفدر اور تنویر کو تفصیل بتا دی۔

"مجھے تو یقین نہیں ہے کہ رچرڈ کچھ بتائے گا۔ یہ لوگ اس طرح غیر ملکیوں سے رقومات بٹورنے میں ماہر ہوتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو یہ رقم میں پاکیشیا سے ساتھ نہیں لایا تھا۔ یہ یہیں سے ایک گیم روم سے کمائی ہے اس لئے کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہی ویٹر ان کے قریب آ گیا۔

"آپ چلیں جناب۔ رچرڈ ابھی پہنچ رہا ہے"...... ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

"آؤ تم بھی"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ پہلے ہی ہاٹ کافی کی پیمنٹ کر چکے تھے اس لئے وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے سپیشل رومز کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپیشل روم میں پہنچ گئے۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ویٹر

اندر داخل ہوا۔

"آجاؤ"...... اس نے مڑ کر کہا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا تو ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک تھا اور اپنے چہرے کے خدوخال سے ہی شاطر اور لالچی طبیعت کا آدمی لگ رہا تھا۔

"آپ بے فکر ہو کر بات چیت کریں۔ میں آپ کے لئے شراب لاتا ہوں"...... ویٹر نے واپس جاتے ہوئے کہا۔

"صرف مسٹر رچرڈ کے لئے لانا"...... عمران نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور واپس چلا گیا۔

"مجھے ڈکسن نے بتایا ہے کہ آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ کیا مسئلہ ہے"...... رچرڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بھاری مالیت کے کرنسی نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سامنے میز پر رکھ دی۔ رچرڈ نوٹوں کی اس گڈی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"مسٹر رچرڈ۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کے ریڈ سینڈیکیٹ سے ہے"...... عمران نے کہا تو رچرڈ نے بے اختیار جھٹکا کھایا اور عمران مسکرا دیا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ بحری اسمگلروں کے لئے ریڈ سینڈیکیٹ کا نام نہ صرف وحشت کا باعث تھا بلکہ ریڈ سینڈیکیٹ سے پوری دنیا کے بحری اسمگلر اور زیر زمین دنیا کے افراد خوفزدہ رہتے تھے۔ اس سینڈیکیٹ کا دائرہ کار تقریباً یورپ اور ایکریمیا کے تمام بحری

اسمگلنگ اور زیر زمین دنیا پر چھایا ہوا تھا اس لئے اسے پہلے سے یقین تھا کہ ریڈ سینڈیکیٹ کا نام سن کر لازماً رچرڈ کو جھٹکا لگے گا اور ویسا ہی ہوا۔

" تم۔ تم کیا چاہتے ہو"...... رچرڈ نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اگر تم ہمیں معلومات مہیا کر دو تو یہ نوٹ تمہارے ہو سکتے ہیں لیکن اگر تم نے غلط معلومات مہیا کیں یا تم نے ہمیں ڈاج دیا تو پھر ریڈ سینڈیکیٹ اپنی پوری قوت سے حرکت میں آ سکتا ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو گا کہ ریڈ سینڈیکیٹ کے آدمی ہمیشہ رازداری میں مشہور رہے ہیں اس لئے اگر تم نے درست معلومات مہیا کر دیں تو تمہارا نام کبھی اور کسی بھی سطح پر سامنے نہیں آئے گا"۔ عمران نے کہا۔

" تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تمہارے باس ریمنڈ کولون نے ایک جوڑے کو آج رات سمندر کے راستے کارستان اسمگل کرنا ہے۔ ہمیں اس کے تمام انتظامات کی تفصیل چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ ان معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی البتہ جب یہ جوڑا کارستان پہنچ جائے گا تو پھر ان سے نمٹ لیا جائے گا اس لئے تمہیں یا تمہارے باس پر ریڈ سینڈیکیٹ کی کارروائی کا کوئی اثر نہیں پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

" تمہارا مطلب راسٹر اور ڈیزی سے ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

" نام کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بس اگر دو جوڑے ہو تب تو اس بارے میں بات کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" ایک جوڑا جو نوجوان ایکریمین جوڑا ہے جس میں مرد کا نام راسٹر ہے اور عورت کا نام ڈیزی ہے انہیں آج رات کارستان اسمگل کیا جائے گا اور آج رات صرف یہی جوڑا جا رہا ہے اور کوئی جوڑا نہیں ہے اور یہ کام باس خود کر رہا ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہیں اس بارے میں تفصیل کا علم نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور نوٹوں کی گڈی اٹھا کر اس نے واپس اپنی جیب میں رکھ لی۔

" اوہ نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ یہ کام باس کے حکم پر کیا جا رہا ہے"...... رچرڈ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ گڈی نکال کر میز پر رکھ دی اور رچرڈ کی آنکھوں میں ایک بار پھر چمک آ گئی۔

" اب تم تفصیل بتا دو اور گڈی اٹھا لو۔ اس کے بعد ہم بھی سب کچھ بھول جائیں گے اور تم بھی"...... عمران نے کہا۔

" رات آٹھ بجے سراگاب کے جنوبی ساحل پر واقع ایک گودی جس کا نام لینارڈو ہے، سے ایک خصوصی لانچ میں یہ جوڑا کھلے سمندر میں جائے گا جہاں ہمارا ایک خصوصی ٹرالر موجود ہو گا۔ اس جوڑے کو

اس ٹرالر پر سوار کرا دیا جائے گا اور پھر یہ ٹرالر صبح انہیں کارستان کے شمالی ساحل پر ایک ویران علاقے جس کا نام راجیرگ ہے اتار دے گا اور ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ اس بارے میں تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ راستے میں کوئی چیکنگ یا رکاوٹ نہیں ہو گی۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"کیا یہ جوڑا تمہارے کلب میں موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ انہیں باس نے اپنے کسی خاص پوائنٹ پر پہنچا دیا ہے اور باس خود بھی تمام انتظامات کے بعد وہاں چلا گیا ہے۔ اس نے مجھے بھی اس پوائنٹ کے بارے میں نہیں بتایا۔ نجانے کوئی خاص بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ باس نے کبھی مجھ سے کوئی بات نہیں چھپائی۔ ویسے یہ تمام انتظامات میری معرفت ہوئے ہیں کیونکہ یہ سارا دھندہ میری نگرانی میں ہی ہوتا ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"اس لانچ اور ٹرالر کا کیا نام ہے اور اس کی کیا شناخت ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"لانچ کا نام میری فلاور ہے اور ٹرالر کا نام واسٹرے ہے"۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی غلط بیانی کی ہے تو اب بھی تمہارے پاس موقع ہے کہ تم درست بات بتا دو"...... عمران

نے کہا۔

"میں نے سچ بولا ہے"...... رچرڈ نے کہا تو عمران نے نوٹوں کی گڈی اس کی طرف بڑھا دی۔ رچرڈ نے گڈی جھپٹی اور اسے اٹھا کر جلدی سے اپنی جیب میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں چلتا ہوں"...... رچرڈ نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں سراگاب کے ساحل پر ہی پکڑ لینا چاہئے ہو سکتا ہے کہ راستے میں یہ لوگ چکر چلا دیں اور ہم انہیں کھو بیٹھیں"...... تنویر نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ ہمیں کارستان پہنچ کر ان سے نمٹنا چاہئے کیونکہ یہاں انہیں اس ریمنڈ کولون اور اس کے آدمیوں کی مدد کے ساتھ ساتھ کوسٹ گارڈز وغیرہ کی مدد بھی حاصل ہو گی۔ وہ لوگ ظاہر ہے رچرڈ وغیرہ سے بھاری رشوت لے چکے ہوں گے"...... صفدر نے کہا لیکن عمران خاموش بیٹھا رہا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ خاموش کیوں ہو گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"بزرگ کہتے ہیں کہ جب دو عقلمند باتیں کر رہے ہوں تو احمق کو کوئی رائے دینے کا حق نہیں ہے اس لئے میں خاموش ہوں"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"وہ تو تم ہو ہی"...... تنویر نے فوراً کہا اور صفدر بے اختیار ہنس

پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویٹر اندر داخل ہوا۔

" جناب آپ کا کام ہو گیا ہے"...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں"...... عمران نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر ویٹر کو دے دیا اور ویٹر سلام کر کے واپس چلا گیا۔

" اصل بات یہ ہے کہ میری رائے تم دونوں کے درمیان ہے"۔ عمران نے ویٹر کے جانے کے بعد کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

" کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں اس ٹرالر پر چھاپہ مارنا چاہئے اس طرح ان کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہو گا ورنہ یہاں ہاتھ ڈالنے سے ان کی واپسی اور فرار کا امکان ہو سکتا ہے اور وہاں کارستان میں بھی ایسا ہو سکتا ہے جبکہ سمندر میں ان کے پاس سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہ ہو گا کہ وہ سرنڈر ہو جائیں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن یہ کام کس طرح ہو گا۔ پھر ٹرالر پر وہ اکیلے تو نہیں ہوں گے۔ ٹرالر میں خاصا عملہ ہوتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" کھلے سمندر میں انٹرنیشنل کوسٹ گارڈز کام کرتے رہتے ہیں تاکہ منشیات وغیرہ کو چیک کیا جا سکے اور ان کے اڈے یہاں سراگاب میں بھی ہوں گے اور کارستان میں بھی اور لازماً اس رچرڈ کے ان کے ساتھ تعلقات ہوں گے اور انہیں بھی بھاری رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا گیا ہو گا کہ وہ کھلے سمندر میں بھی اس ٹرالر کو چیک

نہ کریں کیونکہ رچرڈ نے بڑے حتمی لہجے میں کہا تھا کہ یہاں سے لے کر کارستان کے ساحل تک کسی بھی جگہ ان کی چیکنگ نہ ہو گی"...... عمران نے کہا۔

" تو آپ رچرڈ کے ذریعے ان سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں لیکن رچرڈ اس پر ہرگز آمادہ نہیں ہو گا کیونکہ اس طرح بعد میں بات اس پر آ سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے اور دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے دو صورتیں ہیں کہ تم دونوں یہاں ان کے خلاف کام کرو۔ میں کارستان جا کر ان کا انتظار کروں۔ اگر وہ تم دونوں سے بچ نکلیں تو میں وہاں کور کر سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ اگر وہ ہم سے بچ نکلے تو پھر وہ ہر لحاظ سے چوکنا ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ راستے میں ہی کسی اور ٹرالر میں منتقل ہو جائیں یا کسی اور ساحل پر ٹرالر کو چھوڑ دیں کیونکہ بہرحال وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں عام مجرم تو نہیں اور اب تک ان کی ذہانت کا استعمال ہم دیکھتے ہی آ رہے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

" تم خواہ مخواہ کی بحثوں میں الجھ جاتے ہو۔ تم یہاں ان پر چھاپہ مارو۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے بچ کر جاتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں لانچ پر ہی چھاپہ مارنا چاہئے۔ وہ لانچ سے کھلے سمندر کی طرف ہی جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"چلو اٹھو۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ ہم اس گودی پر پہنچ جائیں جہاں سے یہ لوگ لانچ میں سوار ہوں گے۔ وہاں یہ لوگ کسی کار یا جیپ میں ہی پہنچیں گے۔ وہاں ان سے آسانی سے نمٹا جا سکتا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ریمنڈ کولون اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ریمنڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ولسن بول رہا ہوں ریڈ سٹار ہوٹل سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ریمنڈ کولون بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ولسن ریڈ سٹار ہوٹل کا مالک اور مینجر تھا اور ان دونوں کے درمیان خاصے دوستانہ تعلقات تھے لیکن اس کے باوجود ان کے درمیان بات چیت سوائے انتہائی ضروری بات کے کبھی نہیں ہوتی تھی اس لئے ولسن کا اس طرح اچانک فون آنے پر ریمنڈ کولون بے اختیار چونک پڑا تھا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

"اوہ تم۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... ریمنڈ کولون نے

پوچھا۔

"یہ بتاؤ کہ جس جوڑے کو تم خفیہ طور پر کارستان پہنچا رہے ہو وہ کون ہے"...... ولسن نے کہا تو ریمنڈ کولون کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار نمودار ہو گئے۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ سی گئی تھیں۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کس جوڑے کو۔ کیا مطلب"...... ریمنڈ کولون نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ولسن بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا۔ بہرحال مجھے تفصیل کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بتا دوں کہ تمہارا یہ خفیہ پلان پوری تفصیل کے ساتھ اس جوڑے کے مخالفوں کے پاس پہنچ گیا ہے اور میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ تم اپنا خفیہ پلان بدل دو ورنہ تمہاری ساکھ خراب ہو سکتی ہے"...... ولسن نے کہا تو ریمنڈ کولون نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم نے تو واقعی زبردست دھماکہ کر دیا ہے"...... ریمنڈ کولون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو معلوم ہے کہ ریڈ سٹار ہوٹل میں ایسے خفیہ انتظامات موجود ہیں کہ جن کا علم سوائے میرے اور کسی کو بھی نہیں ہے۔ اس طرح عملے کے بھی بہت سے معاملات میرے نوٹس میں آتے رہتے ہیں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے ہوٹل کا ایک ویٹر تین

ایکریمی مردوں کے ساتھ سپیشل روم نمبر بارہ میں پراسرار سرگرمیوں میں ملوث دیکھا جا رہا ہے تو میں نے سپیشل روم نمبر بارہ کو آن کر دیا۔ اس طرح تفصیل سامنے آ گئی۔ ہوا یہ کہ ان تین ایکریمیوں نے میرے ہوٹل کے ایک ویٹر سے رابطہ کیا اور اس سے تمہارے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ اس ویٹر نے انہیں کیا بتایا کیا نہیں اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ بہرحال جب میں نے سپیشل روم نمبر بارہ کو آن کیا تو تمہارا نمبر ٹو رچرڈ وہاں موجود تھا اور پھر رچرڈ نے ان سے بھاری رقم لے کر تمہارے اس خفیہ پلان کی تفصیل انہیں بتا دی کہ کہاں سے یہ جوڑا لانچ پر سوار ہو گا اور کیسے کھلے سمندر میں جا کر انہیں ٹرالر میں شفٹ کیا جائے گا اور کارستان میں کہاں انہیں ڈراپ کیا جائے گا۔ کس وقت روانگی ہے اور کس وقت یہ لوگ کارستان پہنچیں گے۔ حتیٰ کہ اس نے لانچ اور ٹرالر کا نام بھی بتا دیا۔ لانچ کا نام میری فلاور اور ٹرالر کا نام واسٹرے بتایا گیا ہے۔ رچرڈ کے جانے کے بعد یہ لوگ اس سپیشل روم میں بیٹھے پلاننگ بناتے رہے۔ مختلف پلاننگز پر غور ہوتا رہا۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ وہ وہاں پہنچ جائیں جہاں سے تم نے اس جوڑے کو لانچ پر سوار کرانا ہے اور پھر وہ چلے گئے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع دے دوں"...... ولسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم نے مجھ پر احسان کیا ہے ولسن۔ میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں۔ تم نے میری ساکھ بچا لی ہے"...... ریمنڈ کولون

نے کہا۔

"ایک بات اور بتا دوں جو میں بتانا بھول گیا ہوں کہ ان ایکریمیز نے اپنے آپ کو ایکریمیا کے ریڈ سینڈیکیٹ سے متعلق بتایا ہے"...... ولسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ میرا ان سے تو کوئی مطلب نہیں ہے"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... ولسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریمنڈ کولون نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رچرڈ میرے آفس میں آؤ"...... ریمنڈ کولون نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود مشین پسٹل کو نکال کر اسے چیک کیا اور پھر اسے دوبارہ دراز میں رکھ دیا۔ لیکن دراز کو کھلا ہی رکھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور رچرڈ اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو"...... ریمنڈ کولون نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو رچرڈ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے ریڈ سینڈیکیٹ کے ایکریمیز سے کتنی رقم وصول کی ہے"...... ریمنڈ کولون نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو رچرڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"بولو۔ سچ بتا کر اپنی جان بچا لو گے ورنہ"...... ریمنڈ کولون کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

"وہ۔ وہ۔ باس۔ اصل میں"...... رچرڈ نے بری طرح ہکلاتے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا ریمنڈ کولون نے بجلی کی سی تیزی سے دراز میں موجود مشین پسٹل پر رکھا ہوا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں کے ساتھ ہی رچرڈ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔

"تم نے غداری کی ہے رچرڈ حالانکہ میں تمہیں اپنا رائٹ ہینڈ سمجھتا تھا"...... ریمنڈ کولون نے کرسی سے اٹھ کر میز کی سائیڈ سے ہو کر قالین پر پڑے تڑپتے ہوئے رچرڈ سے مخاطب ہو کر انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس پر فائر کھول دیا اور اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہیں ہٹائی جب تک کہ ٹرچ ٹرچ کی آوازیں سنائی نہ دیں۔ اس نے پورا میگزین رچرڈ پر خالی کر دیا تھا حالانکہ رچرڈ تو نجانے کب کا ختم ہو چکا تھا۔ ریمنڈ کولون واپس مڑا اور ایک بار پھر اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"ماسٹر بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرے آفس میں آؤ ماسٹر"...... ریمنڈ کولون نے انتہائی سرد لہجے

میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی جب اس کی نظریں سامنے قالین پر پڑی ہوئی رچرڈ کی لاش پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

" یہ غدار نکلا ہے حالانکہ میں اسے اپنا رائٹ ہینڈ سمجھتا رہا۔ اس کی لاش یہاں سے اٹھوا کر کلب سے باہر سڑک پر پھینکوا دو۔ اس کے سینے پر غدار کا کارڈ لگوا دو اور سنو آج کے بعد اس کی جگہ تم سنبھالو گے اور یہ سن لو کہ اگر تم نے بھی کسی لمحے مجھ سے غداری کی تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا"...... ریمنڈ کولون نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... باسٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔ ریمنڈ کولون اٹھا اور میز کی سائیڈ سے ہو کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو کمرے میں موجود ڈیرکی اور گلوریا جو شراب پینے میں مصروف تھے اسے دیکھ کر چونک پڑے۔

" کیا ہوا۔ تم پریشان دکھائی دے رہے ہو"...... ڈیرکی نے چونک کر کہا۔

" میرے رائٹ ہینڈ نے غداری کی ہے اور میں نے اسے موت کی سزا دے دی ہے"...... ریمنڈ کولون نے اس کے ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیسی غداری"...... ڈیرکی نے حیرت بھرے لہجے

میں پوچھا تو ریمنڈ کولون نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم بال بال بچ گئے ہیں ورنہ یہ لوگ ہمیں عین موقع پر چھاپ لیتے"...... ڈیرکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج رات کی بجائے تمہیں کل رات یہاں سے کارستان شفٹ کیا جائے"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ ہم نے بہرحال آج ہی جانا ہے۔ تم نے دیکھا کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں اس لئے اب ہم نے فوری یہاں سے نکلنا ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

" میرا خیال ہے راسٹر یہ بات ہمارے حق میں جاتی ہے"۔ گلوریا نے کہا۔

" وہ کیسے"...... ڈیرکی نے چونک کر کہا اور ریمنڈ کولون بھی حیرت بھری نظروں سے گلوریا کو دیکھنے لگا۔

" وہ لوگ ساحل سمندر پر ٹکریں مارتے رہیں گے جبکہ ہم طیارہ چارٹرڈ کرا کر کارستان پہنچ سکتے ہیں اور جب تک یہ لوگ کارستان پہنچیں گے ہم لوگ وہاں سے اناڈا پہنچ جائیں گے"...... گلوریا نے کہا۔

" اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ کیا تم فوری طور پر طیارہ چارٹرڈ کرا سکتے ہو ریمنڈ کولون"...... ڈیرکی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ کون سا مشکل کام ہے۔ تمہارے کاغذات کا کیا ہو گا"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"کاغذات ہمارے پاس موجود ہیں اور درست ہیں"...... ڈیرک نے کہا تو ریمنڈ کولون نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کہاں ہے"...... ریمنڈ کولون نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"وہ آفس سے باہر گیا ہے باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اسے بلاؤ۔ میں گیسٹ روم سے بات کر رہا ہوں۔ اسے کہو کہ یہاں مجھ سے فون پر بات کرے"...... ریمنڈ کولون نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارے پیچھے ایشیائی ہیں جبکہ یہ ایکریمین ہیں اور ان کا تعلق ریڈ سینڈیکیٹ سے ہے"...... ریمنڈ کولون نے کہا تو ڈیرک بے اختیار مسکرا دیا۔

"وہ میک اپ میں ہیں اور ریڈ سینڈیکیٹ کا حوالہ انہوں نے صرف تمہارے آدمی کو خوفزدہ کرنے کے لئے دیا ہو گا"...... ڈیرک نے کہا اور ریمنڈ کولون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ریمنڈ کولون نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ماسٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے یا نہیں"...... ریمنڈ کولون نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ گیسٹ روم میں آ جاؤ"...... ریمنڈ کولون نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ماسٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"مہمانوں کے کاغذات لے جاؤ اور ان کے لئے کارستان کے لئے طیارہ چارٹرڈ کراؤ"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"یس سر"...... ماسٹر نے جواب دیا تو ریمنڈ نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر ماسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"اور سنو جب طیارہ چارٹرڈ ہو جائے تو یہاں گیسٹ روم کے فون پر راسٹر کو بتا دینا۔ میں نے ایک ضروری کام جانا ہے اس لئے میں کلب میں موجود نہیں ہوں گا اور یہ بھی سن لو کہ جب طیارے کی روانگی کا وقت ہو تو تم نے اپنی حفاظت میں مہمانوں کو کار میں ایئر پورٹ لے جانا ہے اور جب تک طیارہ پرواز نہ کر جائے تم نے وہاں رہنا ہے اور ان کی ہر طرح سے حفاظت کرنی ہے۔ اپنے آدمی ساتھ لے جانا"...... ریمنڈ کولون نے کہا۔

"یس باس"...... ماسٹر نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"اب مجھے اجازت دیں میں نے ایک ضروری کام کرنا ہے۔ آپ کارستان پہنچ کر مجھے ضرور فون کریں گے۔ اگر میں نہ بھی ہوا تب بھی آپ نے ماسٹر کو پیغام دے دینا ہے۔ اس طرح میں مطمئن ہو جاؤں گا"...... ریمنڈ کولون نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈیرکی اور گلوریا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ایک بات میں تمہیں بتا دوں ریمنڈ کہ تم نے ان ایکریمین کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنی"...... ڈیرکی نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو ریمنڈ کولون بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیوں۔ جبکہ میں نے تو فیصلہ کر لیا تھا کہ ان سے ساحل پر نمٹ لوں گا کیونکہ اب یہ بہرحال نہ ہی ایکریمین ہیں اور نہ ان کا تعلق ریڈ سینڈیکیٹ سے ہے"...... ریمنڈ کولون نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہارے چہرے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر تم نے انہیں چھیڑا تو یہ لوگ تمہارے لئے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اس لئے تم اپنی جگہ مطمئن رہو"...... ڈیرکی نے کہا۔

"لیکن راسٹر۔ جب ہم انہیں وہاں نہیں ملیں گے تو پھر لامحالہ یہ واپس یہاں آئیں گے اور ریمنڈ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے"...... گلوریا نے کہا۔

"اگر ایسا ہو بھی جائے تو تم کہہ دینا کہ ہم نے اچانک پروگرام کینسل کر دیا اور پھر خود ہی طیارہ چارٹرڈ کرا کر چلے گئے ہیں"۔ ڈیرکی نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے"...... ریمنڈ کولون نے کہا اور پھر واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ لوگ تو واقعی مسئلہ بن گئے ہیں ڈیرکی۔ میں تو ہر بار حیران ہوتی ہوں کہ یہ لوگ کس انداز میں درست معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ اب یہ ہماری خوش قسمتی ہی ہے کہ وہ لوگ ابھی تک ہمارے ساتھ ٹکرا نہیں سکے"...... گلوریا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو یہ لوگ پوری دنیا میں مشہور ہیں"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔

"ویسے کارستان جانے کی بجائے اگر ہم طیارہ چارٹرڈ کرا کر سیدھے اناڈا جاتے تو زیادہ بہتر تھا"...... گلوریا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہیں معلوم ہو جائے اور اناڈا بہرحال یہاں سے بہت طویل فاصلے پر ہے اور یہ لوگ وہاں ہمارے پہنچنے سے پہلے ایسے انتظامات کر سکتے ہیں جس سے معاملات بگڑ جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی ٹیم وہاں بھی پہلے سے ہمارے انتظار میں موجود ہو جبکہ کارستان میں ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں سے ہم عام پرواز سے بھی اناڈا جا سکتے ہیں۔ اس طرح کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا اور نہ ہی یہ لوگ ہمارے

خلاف کوئی کارروائی کر سکیں گے"...... ڈیری نے کہا تو گلوریا نے
اس انداز میں سرہلا دیا جیسے وہ ڈیری کی وضاحت سے پوری طرح
مطمئن ہو گئی ہو۔

عمران، صفدر اور تنویر کے ہمراہ سراگاب کے جنوبی گھاٹ پر
موجود تھا۔ وہاں ہر طرف لانچیں ہی لانچیں نظر آ رہی تھیں۔ یوں
دکھائی دیتا تھا کہ جیسے یہاں لانچوں کا میلہ لگا ہوا ہو۔ بڑی اور طاقتور
لانچیں علیحدہ تھیں جبکہ عام لانچیں علیحدہ موجود تھیں۔ وہاں بے شمار
لوگ آ جا رہے تھے۔ لانچیں بھی مسلسل آ جا رہی تھیں۔ ایک طرف
ایک چائے کا ہوٹل تھا جس کا ہال بھی لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور باہر
بھی لوگ موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس لئے وہاں موجود
تھے کہ وہاں انہوں نے بڑی اور طاقتور لانچوں میں سے ایک بڑی لانچ
کا نام دیکھ لیا تھا۔ یہ نام میری فلاور تھا۔ یہ وہی نام تھا جو رچرڈ نے
انہیں بتایا تھا اور پھر عمران نے سرسری طور پر وہاں موجود افراد سے
میری فلاور کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے
مطابق بھی اس لانچ کا تعلق سٹاگرا کلب سے تھا اس لئے عمران کو

یقین تھا کہ رچرڈ نے ان سے غلط بیانی نہیں کی۔ اس وقت ساڑھے چھ کا وقت تھا اور رچرڈ نے بتایا تھا کہ یہ لوگ آٹھ بجے کے بعد روانہ ہوں گے جبکہ ابھی آٹھ بجنے میں ڈیڑھ گھنٹہ رہتا تھا۔ یہاں سراگاب میں پانچ بجے ہی شام ہو جاتی تھی اور ہر طرف یکلخت اس طرح اندھیرا چھا جاتا کہ شام پانچ بجے کے بعد ہی رات کا منظر محسوس ہونے لگ جاتا تھا اس لئے ساڑھے چھ بجے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ہو۔ عمران ایک لانچ پہلے سے بک کرا چکا تھا تاکہ جب یہ لانچ حرکت میں آئے وہ اس کا تعاقب کر سکیں لیکن چونکہ ابھی آٹھ بجنے میں کافی دیر تھی اس لئے وہ سب چائے پینے کے لئے اس ہوٹل کے سامنے موجود تھے۔ چائے کے لئے ڈسپوزایبل کپ استعمال کئے جا رہے تھے اس لئے اس بات کی کوئی پابندی نہ تھی کہ چائے پینے والے وہاں ہوٹل میں جگہ نہ پا سکیں اس لئے وہ تینوں بھی کپ اٹھائے ایک طرف کھڑے چائے کی چسکیاں لینے میں مصروف تھے۔ ان کے ارد گرد کافی سارے لوگ گروپوں اور ٹکڑیوں کی صورت میں کھڑے چائے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے کہ اچانک عمران کے کانوں میں سٹاگرا کلب اور رچرڈ کے الفاظ پڑے تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے گردن گھما کر اپنے دائیں طرف دیکھا تو دو آدمی چائے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں ہی مقامی تھے اور اپنے لباس اور چہرے مہرے سے زیر زمین دنیا کے افراد ہی دکھائی دیتے تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے عمران کو چونکتے دیکھ کر کہا لیکن عمران اسے کوئی جواب دیئے بغیر ان دونوں افراد کی طرف بڑھ گیا۔

"جناب۔ بداخلاقی کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ نے ابھی سٹاگرا کلب اور رچرڈ کے بارے میں بات کی ہے۔ میں نے بھی سٹاگرا کلب کے رچرڈ سے ملاقات کرنی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رات آٹھ بجے یہاں آتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔ آپ تو جانتے ہوں گے"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کی ملاقات اس سے نہیں ہو سکتی جناب۔ اب آپ اس کے نائب ماسٹر سے ملاقات کر لیں لیکن وہ لوگ تو یہاں نہیں آتے۔ آپ کو رچرڈ نے بتایا ہے تو غلط بتایا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیوں۔ رچرڈ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں اس سے ملاقات نہیں ہو سکتی"...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اسے غداری کے جرم میں گولی مار دی گئی ہے اور اس کی لاش سٹاگرا کلب سے باہر پھینک دی گئی ہے اور پولیس اس کی لاش اٹھا کر لے گئی ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا تو عمران محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"غداری۔ کیا مطلب۔ کس سے غداری۔ کیا ملک سے غداری کی ہے اس نے"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں آدمی بے اختیار اس

طرح ہنس پڑے جیسے وہ اس کی سادگی پر ہنس رہے ہوں۔

"جناب۔ یہ بتائیں کہ آپ نے ان سے کیوں ملنا تھا"۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"میں نے کچھ مال کارستان بھجوانا تھا اور مجھے بتایا گیا تھا کہ سٹاگرا کلب کا رچرڈ یہ کام کرتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس سے آپ خود سمجھ جائیں کہ ایسے لوگ ملک سے غداری کے لئے نہیں بلکہ اپنے باس سے غداری کے جرم میں ہلاک ہوتے ہیں۔ سٹاگرا کلب کا مالک اور رچرڈ کا باس ریمنڈ کولون انتہائی سفاک اور ظالم آدمی ہے۔ رچرڈ اس کا نائب اور ایک لحاظ سے دست راست تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ رچرڈ انتہائی لالچی آدمی بھی تھا۔ وہ ادھر ادھر بھی ہاتھ مارا کرتا تھا اور مجھے جو معلوم ہوا ہے اس کے مطابق ریمنڈ کولون کے کچھ مہمانوں نے کہیں جانا تھا جن کے پیچھے دشمن لگے ہوئے تھے کہ رچرڈ نے ان مہمانوں کے دشمنوں سے بھاری رقم لے کر انہیں مہمانوں کے بارے میں نشاندہی کر دی اور ریمنڈ کولون کو تو سات پردوں کے پیچھے ہونے والی کارروائی کا بھی علم ہو جاتا ہے اس لئے اسے علم ہو گیا اور ریمنڈ کولون نے اسے غداری کے جرم میں گولی مار کر اس کی لاش کلب کے باہر پھینکوا دی اور اس کی لاش پر غداری کا کارڈ لگا دیا گیا تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت ہو"۔ پہلے آدمی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ رچرڈ کے ساتھی ہیں جو آپ کو اس قدر تفصیل سے

ساری باتوں کا علم ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"سارے سراگاب کو ان باتوں کا علم ہے جناب۔ ایسی باتیں بھلا کہاں چھپی رہ سکتی ہیں۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ اب رچرڈ کی جگہ اس کے نائب ماسٹر کو دے دی گئی ہے اس لئے آپ اپنے کام کے لئے اس سے رابطہ کریں لیکن یہاں نہیں کلب میں"۔ اس آدمی نے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ لیکن ماسٹر سے ملاقات کیا عام طور پر ہو جائے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ سب سے ملتا ہے۔ وہ سٹاگرا کلب کا مینجر ہے"۔۔۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ رچرڈ نے جو ہم سے بات چیت کی تھی وہ آؤٹ ہو گئی ہے۔ ویری بیڈ۔ اب تو شاید ہی وہ یہاں آئیں"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی اس آدمی کے ساتھ ہونے والی باتیں توجہ سے سنتے رہے تھے۔

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ خواہ مخواہ کے چکر میں نہ پھنسو۔ لیکن میری بات تو تم دونوں مانتے ہی نہیں ہو۔ بس عقلمند بننے کا شوق ہے تمہیں"۔۔۔۔۔ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران اس کی اس جھلاہٹ پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ اب یہاں سے چلیں"...... عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور تنویر اس کے پیچھے تھے۔ کافی فاصلے پر ایک پبلک فون بوتھ موجود تھا۔ عمران نے فون بوتھ میں داخل ہو کر انکوائری سے ستاگرا کلب کا نمبر طلب کیا۔

"سوری جناب۔ اس نام کا کوئی کلب سراگاب میں نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ ریڈ سٹار ہوٹل کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل لائن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

"حماقت مجھ سے ہوئی ہے کہ میں نے خفیہ کلب کا نمبر پوچھ لیا"...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے کارڈ نکال کر اس نے اسے مشین میں ڈالا اور لائٹ آن ہونے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کارڈ اس نے ساحل پر آ کر خریدا تھا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ یہاں ہر طرف اس کمپنی کے پبلک فون نصب تھے جو کارڈ سے آپریٹ ہوتے تھے اس لئے اس نے ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے ایک کارڈ خرید کر جیب میں رکھ لیا تھا۔

"ریڈ سٹار ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"محترمہ آپ کے قریب ایک دو منزلہ عمارت میں کلب ہے جسے عرف عام میں ستاگرا کلب کہتے ہیں جس کا چیف ریمنڈ کولون ہے اور

س کا نائب رچرڈ ہے لیکن انکوائری آپریٹر کا کہنا ہے کہ ستاگرا کلب نام کا کوئی کلب نہیں ہے۔ کیا آپ مجھے اس کا فون نمبر بتا سکتی ہیں۔ میں نے وہاں کے آدمی ماسٹر سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے"۔ عمران نے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"جی یہ نام رجسٹرڈ نہیں ہے اس لئے انکوائری والے اس کا نام نہیں جانتے۔ میں آپ کو ماسٹر کا فون نمبر دے دیتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا۔

"بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل لائن پریس کر کے اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر کارڈ کو تھوڑا سا مزید آگے کی طرف دبا دیا اور پھر لائٹ آنے پر اس نے اس لڑکی کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"ماسٹر سے بات کرائیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بھی لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"کون مائیکل"...... دوسری طرف سے اسی لہجے میں پوچھا گیا۔

"ماسٹر جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے اس لئے اس سے بات کرا دو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ایئرپورٹ گئے ہوئے ہیں۔ دو گھنٹے بعد فون کرنا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے

کریڈل لائن پریس کر کے رابطہ ختم کیا اور کارڈ کو مزید آگے کی طرف پریس کر کے اس نے دوبارہ وہی نمبر پریس کر دیا۔

"یس"...... وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ماسٹر ایئر پورٹ پر کس سیکشن میں ہو گا۔ مجھے بتا دو۔ میں ایئر پورٹ سے ہی بات کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"چارٹرڈ سیکشن میں موجود ہو گا۔ وہاں تلاش کر لو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے اس بار رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا جو ایک طرف کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"آپ کس سے بات کر رہے تھے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر انہیں تفصیل بتا دی۔

"چارٹرڈ سیکشن کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اب چارٹرڈ طیارے سے فرار ہو رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایسا ہی کر رہے ہیں اس لئے اب ہمیں فوری طور پر وہاں پہنچنا ہے۔ ایک منٹ"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر تیزی سے مڑ کر فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر کے ایئر پورٹ کے چارٹرڈ سیکشن کا نمبر معلوم کیا اور پھر کارڈ فون مشین میں ڈالا اور لائٹ آنے پر اس نے وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چارٹرڈ سیکشن ایئر پورٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک

سوانی آواز سنائی دی۔

"پولیس کمشنر آفس سے بول رہا ہوں"...... عمران نے مقامی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک صاحب ماسٹر نامی ہیں جنہوں نے شاید طیارہ چارٹرڈ کرایا ہے۔ ان کا تعلق سٹاگرا کلب سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر صاحب واپس چلے گئے ہیں۔ انہوں نے ایک طیارہ چارٹرڈ کرایا تھا جو ابھی ابھی پرواز کر گیا ہے اور اس کے بعد وہ واپس چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہاں کے لئے چارٹرڈ کرایا تھا طیارہ انہوں نے"...... عمران نے کہا۔

"کارستان کے لئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنے افراد طیارے میں سوار ہوئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری۔ یہ نہیں بتایا جا سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"محترمہ آپ کو میں نے بتایا ہے کہ میں پولیس کمشنر آفس سے بات کر رہا ہوں۔ پھر بھی آپ نے یہ بات کر دی ہے"...... عمران

نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری جناب۔ اس طیارے میں صرف دو ایکریمین سوار ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ مرد کا نام راسٹر اور عورت کا نام ڈیزی ہے"...... اس بار آپریٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ طیارہ کس وقت کارستان پہنچے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی دو گھنٹے بعد"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

" پنچھی اڑ گئے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں اچھل پڑے۔

" کیا ہوا"...... صفدر نے کہا۔

" وہ چارٹرڈ طیارے پر سوار ہو کر کارستان گئے ہیں اور میرے فون کرنے سے کچھ دیر پہلے طیارہ پرواز کر گیا ہے اور دو گھنٹے بعد کارستان پہنچ جائے گا۔ اب اگر ہم بھی طیارہ چارٹرڈ کرا کر ان کے پیچھے جائیں تب بھی تین چار گھنٹے تو بہرحال لگ جائیں گے اس لئے ہم انہیں وہاں نہیں پا سکتے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ واقعی تنویر کی بات درست تھی۔ ہمیں اس سٹاگرا کلب پر حملہ کر دینا چاہئے تھا"...... صفدر نے کہا۔

" میرے خیال میں وہ کارستان سے بہرحال اناڈا ہی جائیں گے جبکہ ہمیں بھی اب یہاں سے اناڈا کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرا کر جانا چاہئے اس طرح ہم شاید اکٹھے ہی وہاں پہنچ جائیں۔ اب آخری ٹرائی بہرحال وہیں ہو سکتی ہے۔ اب کارستان جانا تو فضول ہے کیونکہ انہوں نے کارستان میں رہنا نہیں بلکہ وہاں سے انہوں نے اناڈا جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ وہاں جولیا اور کیپٹن شکیل کو کال کر کے الرٹ کر دیں"۔ صفدر نے کہا۔

" اس کے لئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر چاہئے اور یہ ہمارے پاس نہیں ہے اور خریدنے میں وقت ضائع ہو گا۔ آؤ۔ اب ہمیں ایئرپورٹ چلنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک طرف بنے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اور تنویر اس کے پیچھے تھے۔

کارستان کے متوسط ٹائپ ہوٹل کے کمرے میں ڈیرک اور گلوریا موجود تھے۔ ان دونوں نے سراگاب سے کارستان پہنچ کر نہ صرف نئے کاغذات تیار کروالئے تھے بلکہ ان کاغذات کے مطابق انہوں نے اپنے میک اپ بھی تبدیل کر لئے تھے اور اب وہ ایکریمین کی بجائے یورپی ملک کے باشندے بن چکے تھے اور ڈیرک کا نام نئے کاغذات کے مطابق ولسن اور گلوریا کا نام سوپٹی تھا۔ وہ دونوں کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈیرک نے ہاتھ اٹھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ولسن بول رہا ہوں"...... ڈیرک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مارشل بول رہا ہوں جناب۔ آپ کے کاغذات چیک ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہر لحاظ سے اوکے ہونے چاہئیں"...... ڈیرک نے کہا۔

"یس سر۔ ہر لحاظ سے اوریجنل ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ پھر انہیں ہمارے ہوٹل میں بھجوا دو"...... ڈیرک نے کہا۔

"سر کوئی اور کام۔ کوئی اور خدمت"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بالکل ہمیں تمہاری ضرورت پڑے گی مارشل اور ہم تمہیں کنٹیکٹ کریں گے"...... ڈیرک نے کہا۔

"یس سر۔ میں حاضر ہوں۔ آپ کا کام ہر لحاظ سے اوکے ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیرک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب تم اس قدر محتاط کیوں ہو رہے ہو ڈیرک۔ اب تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ اب وہ سراگاب میں ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے اور اگر فرض کیا کہ وہ یہاں بھی آ جائیں تو اتنے بڑے شہر میں وہ ہمیں کیسے ٹریس کر سکتے ہیں اور پھر یہاں سینکڑوں لوگ مسلسل دوسرے ممالک آ جا رہے ہیں۔ وہ کس کس کو چیک کرتے پھریں گے"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرک بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمارے پیشے میں محتاط رہنے کو ہی زندگی کہا جاتا ہے اس لئے

ہمیں ہر قدم پر احتیاط ملحوظ رکھنی چاہئے"...... ڈیرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آئی کہ ہم کارکس پوائنٹ کو اٹھائے احمقوں کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ چلو مان لیا کہ یہ قانون کے مطابق کسی کوریئر سروس کے ذریعے نہیں بھجوایا جا سکتا لیکن کیا یہ کسی بھی عام آدمی کے ہاتھ یا سفارت خانے کے سپیشل بیگ کے ذریعے نہیں بھجوایا جا سکتا۔ اس طرح ہم پر یہ مسلسل بوجھ تو ختم ہو جائے گا"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" جہاں تک عام آدمی کا تعلق ہے ایسا تو سوچنا بھی حماقت ہے کیونکہ جو احتیاط ہم لوگ رکھ سکتے ہیں عام آدمی نہیں رکھ سکتا اور یہ بہرحال انتہائی قیمتی ترین پرزہ ہے جسے نہ صرف ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانا ہے بلکہ اسے باقی سپر پاورز سے بھی بچانا ہے اور تمہاری دوسری بات تو یہ بات میں نے بھی چیف سے کی تھی۔ چیف نے جواب دیا تھا کہ ہر سفارت خانے میں دوسری حکومت کے مخبر موجود ہوتے ہیں۔ اگر پاکیشیا کے مخبر نہیں ہوں گے تو سپر پاورز کے مخبر بہرحال موجود ہوں گے اور یہ راز لیک آؤٹ ہو سکتا ہے اس لئے انہوں نے اسے سفارتی بیگ کے ذریعے بھجوانے سے منع کر دیا تھا"...... ڈیرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ضرورت سے زیادہ احتیاط بھی بعض اوقات نقصان دہ ہو جاتی ہے۔ بہرحال اب کیا پروگرام ہے"...... گلوریا نے طویل سانس لیتے

ہوئے کہا۔

" تم شاید اس کیس میں بور ہو گئی ہو"...... ڈیرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سچ پوچھو تو میں واقعی بے حد بور ہوئی ہوں پورے کیس میں کیونکہ مجھے کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ پاکیشیا میں سارا کام جیکب نے کیا ہے اور اس کے بعد ہم مسلسل میک اپ تبدیل کرنے اور بھاگنے میں لگے ہوئے ہیں اور اب بھی یہی پوزیشن ہے"۔ گلوریا نے جواب دیا۔

" تمہاری یہ بوریت جلد ہی دور ہو جائے گی"...... ڈیرک نے جواب دیا تو گلوریا بے اختیار چونک پڑی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ڈیرک اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" کون ہے"...... اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

" مارشل نے بھیجا ہے جناب"...... باہر سے ہلکی سی آواز سنائی دی تو ڈیرک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک مقامی نوجوان موجود تھا۔

" مارشل نے کاغذات بھجوائے ہیں"...... نوجوان نے ایک لفافہ ڈیرک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اندر آجاؤ"...... ڈیرک نے لفافہ لینے کی بجائے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو نوجوان اندر داخل ہوا اور ڈیرک نے دروازہ بند کر دیا۔

"آؤ بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے بغیر کسی تصدیق کے لفافہ کیوں دینے کی کوشش کی ہے اس طرح تو یہ کاغذات غلط آدمی تک بھی پہنچ سکتے تھے۔ تم نے نام تک نہیں پوچھا۔ کیوں"...... ڈیرکی نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو نوجوان بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب۔ جو تصویر ان کاغذات پر موجود ہے آپ کا حلیہ بھی وہی ہے اس لئے آپ کو دیکھتے ہی میں کنفرم ہو گیا تھا کہ کاغذات درست آدمی تک پہنچ رہے ہیں ورنہ میں پوری تسلی کر کے کاغذات دیتا"۔ نوجوان نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تمہاری بات واقعی قابل قبول ہے"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لفافہ لے کر اس نے اسے کھولا۔ اس نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر بعد اس نے کاغذات کو واپس لفافے میں رکھا اور لفافہ جیب میں رکھ لیا۔

"شکریہ"...... ڈیرکی نے کہا تو نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد ڈیرکی نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ گلوریا بھی بات چیت سن سکے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ڈاسن کے چیف گراہم کی آواز سنائی دی۔

"ڈیرکی بول رہا ہوں چیف۔ کارستان سے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"کیا پوزیشن ہے تمہاری"...... چیف نے کہا۔

"ہم نے نئے کاغذات تیار کرا لئے ہیں اور اب ہم کارستان سے اناڈا پہنچنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں بائی ایئر براہ راست اناڈا پہنچنے کی بجائے پہلے اناڈا کے ہمسایہ ملک بارسن پہنچنا چاہتا ہوں اور پھر بارسن سے بحری اسٹیمر کے ذریعے اناڈا میں داخل ہونا چاہتا ہوں اس کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت تھی"...... ڈیرکی نے کہا تو گلوریا حیرت بھری نظروں سے ڈیرکی کو دیکھنے لگی۔ لیکن وہ خاموش رہی۔

"اس کی وجہ"...... چیف نے پوچھا۔

"چیف۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے سراگاب سے کارستان پہنچنے کا علم ہو گیا ہو گا۔ گو ہم نے میک اپ بھی تبدیل کر لئے ہیں اور کاغذات بھی نئے تیار کرا لئے ہیں لیکن اس کے باوجود میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا کہ آخری لمحات میں معاملات گڑبڑ ہو جائیں۔ میرے سامنے دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ کارستان پہنچ چکے ہوں اور ہمیں تلاش کر رہے ہوں اور اس کے لئے لازماً انہوں نے کارستان سے اناڈا جانے والی پروازوں کو چیک کرنا ہے اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا حکومت نے کارستان حکومت سے سرکاری طور پر رابطہ کر کے چیکنگ شروع کر رکھی ہو۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے کارستان

کی بجائے براہ راست اناڈا پہنچ جائیں کیونکہ انہیں یہ معلوم ہے کہ ہم کارستان سے بہرحال اناڈا جائیں گے اور انہوں نے وہاں ایئر پورٹ پر پکٹنگ کر رکھی ہو۔ ان دونوں صورتوں سے بچنے کے لئے میں نے یہی سوچا ہے کہ ہم اناڈا جانے والی پرواز کی بجائے بارسن جانے والی پرواز پر جائیں اور پھر وہاں سے بحری اسٹیمر کے ذریعے اناڈا میں داخل ہوں۔ اس طرح دونوں ممکنہ صورتوں سے ہمارا مکمل تحفظ ہو جائے گا"...... ڈیرکی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ ڈیرکی۔ تم نے واقعی موجودہ حالات کے مطابق درست سوچا ہے اس لئے تم ایسا کر سکتے ہو لیکن ایک بات اور ذہن میں رکھنا کہ اناڈا پہنچ کر تم نے براہ راست مجھ سے رابطہ نہیں کرنا اور نہ میرے پاس آنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہیڈ کوارٹر کے گرد پکٹنگ کر رکھی ہو یا میرے ہیڈ کوارٹر میں ان کے مخبر موجود ہوں اور وہ عین آخری لمحات میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں اس لئے اناڈا پہنچ کر تم نے کارکس پوائنٹ کو مرکنٹائل بینک کی ویسٹرن برانچ کے سپیشل لاکر میں رکھ دینا ہے اور اس کے بعد میری رہائش گاہ پر فون کر کے صرف اتنا بتا دینا ہے کہ مشن مکمل ہو گیا ہے اور میں سمجھ جاؤں گا اور پھر اس لاکر سے کارکس پوائنٹ نکلوا کر یہاں اپنی حکومت کے حوالے کر دیا جائے گا اور پھر ہم مطمئن ہو جائیں گے اور ہمارا مشن ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گا"۔ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ یہ مکمل اور بہتر انتظام ہے"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیرکی نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو لیکن اب چیف کی باتیں سن کر مجھے مزید حیرت ہو رہی ہے کہ چیف تم سے بھی زیادہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہے"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرکی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چیف اور میں حقیقت پسند ہیں"...... ڈیرکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بزدلی اور خوف کو چھپانے کے لئے اچھے الفاظ سوچے ہیں تم نے"...... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیرکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

اس بار تو کمال ہو گیا ہے ہم مشن کا تعاقب کرتے کرتے مخالفوں کے گھر تک آپہنچے ہیں اور اس کے باوجود ناکام ہیں"۔ صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" اس بار عمران کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ مکمل طور پر شکست کھا چکا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران اب تک ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ایسی شکست تسلیم کر چکا ہے لیکن اس کا فلسفہ ہے کہ جدوجہد آخری لمحے تک جاری رہنی چاہئے اس لئے وہ بہرحال جدوجہد کر رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہاں کمرے میں بیٹھے رہنے سے مشن کیسے مکمل ہو گا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جولیا، کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر اناڈا کے دارالحکومت گوام کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ صفدر، تنویر اور عمران کارستان سے

خصوصی چارٹرڈ پرواز کے ذریعے گوام پہنچے تھے اور پھر وہاں موجود جولیا اور کیپٹن شکیل باوجود میک اپ کے انہیں نظر آ گئے اور ظاہر ہے کہ اپنے ساتھیوں کو وہ باوجود میک اپ کے بھی آسانی سے پہچان لیتے تھے اس لئے عمران ان دونوں کو اپنے ساتھ اس ہوٹل میں لے آیا تھا اور پھر انہیں یہاں چھوڑ کر وہ خود ضروری کام کا کہہ کر واپس چلا گیا تھا اور اب چار گھنٹے گزر چکے تھے لیکن اس کی واپسی نہ ہوئی تھی اور وہ بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

" وہاں ایئر پورٹ پر موجود رہنے سے بھی مشن نہیں ہو سکتا مس جولیا کیونکہ وہ دونوں نجانے کس میک اپ میں یہاں پہنچیں"۔ صفدر نے کہا۔

" پھر بھی مشکوک افراد کو چیک تو کیا جا سکتا ہے۔ سیکرٹ ایجنٹ اپنے انداز سے ہی پہچانے جا سکتے ہیں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران خود بھی نکما ہے اور دوسروں کو بھی نکما کر دیتا ہے"۔ تنویر نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔

" بہرحال اسے نکما کہنا تو زیادتی ہے تنویر۔ وہ ہم سے بہت آگے کی بات سوچتا ہے"...... جولیا نے عمران کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو بتاؤ کہ کیا سوچا ہو گا اس نے بہت آگے۔ بتاؤ"۔ تنویر نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" کیپٹن شکیل بتا سکتا ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ کیپٹن

شکیل عمران کے ذہن کو ہم سب سے زیادہ بہتر سمجھتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ایسی بات نہیں ہے مس جولیا۔ عمران صاحب کا ذہن بہت تیز ہے۔ جو باتیں میں مسلسل غور و فکر اور تجزیہ کے بعد سوچتا ہوں وہ فوراً انہیں سوچ لیتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" پھر بھی تم نے اب عمران کی یہاں پلاننگ کے بارے میں ضرور سوچا ہو گا کہ موجودہ حالات میں وہ کیا کرنا چاہتا ہے یا کیا کر سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" میرا خیال ہے مس جولیا کہ عمران صاحب، ڈاسن کے چیف کو گھیرنے کی فکر میں ہوں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا سمیت باقی سب ہی بے اختیار چونک پڑے۔

" اوہ۔ ویری گڈ کیپٹن شکیل۔ تم نے واقعی درست، سوچا ہے۔ آخری حربہ یہی رہ جاتا ہے"...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

" میں نے نہیں سوچا بلکہ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب ایسا سوچیں گے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات پر ہنس پڑے۔

" عمران واقعی اسی انداز میں سوچتا ہے۔ اصل میں ہم لوگ صرف سطحی انداز میں معاملات کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں ایئر پورٹ پر چیکنگ

کرنے کی بجائے شروع سے یہی کام کرنا چاہئے تھا کیونکہ بہرحال اطلاع تو ڈاسن کے چیف تک ہی پہنچے گی۔ وہاں اس کا کلیو نکالا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" مس جولیا۔ بات سوچنے کی نہیں ہے۔ اصل بات کام کرنے کی ہے۔ فرض کرو ہم سوچ بھی لیتے ہیں لیکن اس پر عمل کیسے کرتے۔ حکومتی ایجنسی کوئی دکان تو نہیں ہے کہ اس کا فون چیک کر لیا جاتا یا دکاندار کی نگرانی کر لی جاتی۔ وہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ سرکاری ایجنسی ہے۔ اس کی نگرانی اس انداز میں کیسے کی جا سکتی ہے۔ لیکن عمران میں یہی وصف ہے کہ وہ ایسا کرنے کا بھی کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ لیتا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب بھی وہ اسی چکر میں ہو گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ وہ یقیناً کوئی نہ کوئی حل کسی نہ کسی انداز میں نکال لے گا"...... جولیا نے جواب دیا۔

" لیکن اس سے فائدہ کیا ہو گا۔ اگر ہمیں معلوم ہو بھی جائے کہ ناڈین ایجنٹ اپنا مشن مکمل کر کے واپس آ گئے ہیں اور کارکس پوائنٹ انہوں نے ڈاسن کے چیف کو دے دیا ہے یا اس کے کہنے پر نہیں پہنچا دیا ہے تو پھر کیا ہو گا۔ کیا اس سے ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس سے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ کارکس پوائنٹ ڈاسن کے چیف تک پہنچ گیا ہے پھر ڈاسن کے چیف کو پکڑ کر اس سے واپس

بھی لیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" نہیں مس جولیا۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ عمران صاحب اسے ڈاسن کے چیف تک پہنچنے سے پہلے ہی اڑانے کی کوشش کریں گے ورنہ سرکاری ایجنسی کے چیف کو گھیر کر اس سے مطلوبہ کام کرانا آسانی سے ممکن نہیں ہو سکتا"...... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

" واہ۔ تو مذاکرات جاری ہیں۔ لیکن چائے یا کافی کے کپ مجھے میز پر نظر نہیں آ رہے"...... سلام دعا کے بعد عمران نے ان کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" چائے پی پی کر اور آپ کا انتظار کر کے ہم تو تھک چکے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" انتظار کی گھڑیاں گو طویل ہوتی ہیں اور شاعر حضرات تو انتظار کی ایک گھڑی کو صدیوں تک کھینچ کر لے جاتے ہیں لیکن انتظار میں بہرحال اپنا ایک لطف ہوتا ہے۔ کیوں جولیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے کیا معلوم۔ مجھے تو تمہارا انتظار نہ تھا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انتظار تھا۔ ویری گڈ۔ عقلمند کہتے ہیں خاتون کی نہ کو ہاں سمجھا جائے اور سیاست دانوں کی ہاں کو نہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" عمران صاحب۔ ہم اس بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ مشن کی تکمیل کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کریں گے یا کر رہے ہیں"...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

" پھر کیا فیصلہ ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن شکیل صاحب نے سوچا ہے کہ آپ یقیناً ڈاسن کے چیف کو گھیرنے کا پروگرام بنا رہے ہوں گے تاکہ جیسے ہی اسے اطلاع ملے کہ اناڈین ایجنٹ گوام پہنچ گئے ہیں آپ ان کو گھیر کر مشن مکمل کر لیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

" کیپٹن شکیل کے ذہن سے مجھے اب واقعی خوف آنے لگا ہے۔ میں نے واقعی یہی سوچا ہے اور اس کے علاوہ بظاہر اور کچھ سوچا بھی نہیں جا سکتا"...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن اصل مسئلہ تو اس سوچ پر عمل کرنے کا ہے۔ وہ کیسے ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

" یہاں گوام میں بھی انسان ہی بستے ہیں فرشتے نہیں بستے۔ اس لئے اگر کوشش کی جائے تو کام بن جاتا ہے۔ میں نے بھی کوشش تو کی ہے اب دیکھو کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" کیا کوشش کی ہے۔ ہمیں بھی تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

" فی الحال کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ جب تک کوئی واضح نتیجہ نہ نکل آئے۔ یہاں ایک ایجنسی ہے جو ایسے کام کرتی ہے۔ میں نے اسے ہائر کر لیا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ جب تک معاملات انجام تک نہ

پہنچ جائیں اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا"۔ عمران نے گول مول ساجواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر ہوٹل کے روم سروس والوں کو کافی بھیجنے کا آرڈر دے دیا۔

" عمران صاحب تنویر کا کہنا ہے کہ اس بار آپ مکمل اور واضح طور پر شکست کھا چکے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے اور قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" تنویر درست کہہ رہا ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ مجھے ان کی کارروائی سے پہلے اطلاع مل گئی تھی کہ وہ یہ کارروائی کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ چکے ہیں لیکن ہم انہیں ٹریس نہیں کر سکے۔ پھر انہوں نے کارروائی بھی مکمل کر لی اور ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ پھر ہم ان کے پیچھے دوڑتے یہاں ان کے گھر تک پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی تک ان کے بارے میں ہمارے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اس بار واقعی ہمیں واضح اور مکمل شکست ہوئی ہے اور مجھے اس کا اعتراف ہے کہ اناڈین ایجنٹ ہم سے زیادہ تیز اور ذہین ثابت ہوئے ہیں"۔ عمران نے بڑے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک ہوئی تو صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر کافی کے برتن موجود تھے۔ اس نے برتن میز پر رکھے اور ٹرالی ایک طرف کر کے واپس چلا گیا۔ جولیا نے کافی بنانا شروع کر دی۔

" عمران صاحب اصل بات یہ ہے کہ وہ کارکس پوائنٹ براہ راست ڈاسن کے ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے گا یا نہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" دونوں باتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسے کسی دوسرے محکمے کو پہنچا دیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے"...... عمران نے کہا۔

" اگر یہ آلہ کسی لیبارٹری تک پہنچا دیا گیا تو پھر"...... صفدر نے کہا۔

" پھر اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے اسے تباہ کرنا پڑے گا"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کافی پینے اور ادھر ادھر کی باتوں میں انہیں کافی وقت لگ گیا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بیکاسٹر بول رہا ہوں مسٹر مائیکل"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" یس مسٹر بیکاسٹر۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

" ایک فون کال ٹریس ہوئی ہے۔ اگر آپ سننا چاہیں تو میں اس کی ٹیپ سنوا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ضرور سنوائیں"....... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہلکی سی کلک کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیرکی بول رہا ہوں چیف۔ کارستان سے"....... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا پوزیشن ہے تمہاری"....... ایک دوسری بھاری آواز سنائی دی اور پھر ڈیرکی نے تفصیل سے بات شروع کر دی۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ٹیپ سنتے رہے۔ جب ٹیپ ختم ہو گئی تو ایک بار پھر کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر بائیکل۔ کیا آپ لائن پر ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس مسٹر بیکاسٹر۔ آپ نے واقعی کام کیا ہے۔ آپ کو دوگنا معاوضہ ملے گا"....... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ جناب۔ آپ واقعی قدرشناس ہیں"۔ بیکاسٹر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بیکاسٹر۔ کیا آپ اس سپیشل لاکر کے بارے میں معلومات مہیا کر سکتے ہیں۔ اس کا معاوضہ آپ کو الگ ملے گا"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ بلکہ میں نے معلوم کرا لیا ہے۔ یہ سپیشل لاکر ڈاسن اینڈ ڈاسن کمپنی لمیٹڈ کے نام سے مرکنٹائل بینک کی ویسٹرن

شاخ میں موجود ہے اور اس برانچ کی سپیشل آفیسر مس روزی کے ذریعے اسے آپریٹ کیا جاتا ہے۔ مس روزی کے ساتھ کوئی مخصوص کوڈ طے ہے جو اس طرح کام ہوتا ہے"....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"مس روزی کے بارے میں کیا کوائف ہیں۔ وہ کہاں رہتی ہے اور کس پوزیشن میں رہتی ہے"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب بھی آپ نے کام جاری رکھنا ہے۔ معاوضہ آپ کو ملتا رہے گا"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ عمران۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ ڈاسن کے چیف کا فون ٹیپ کرنا واقعی ناممکن تھا۔ لیکن ان لوگوں نے اسے بھی ممکن بنا دیا ہے"....... جولیا نے کہا۔

"موجودہ سائنسی دور میں سائنس کے ذریعے حفاظتی اقدامات کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے حالانکہ سائنسی انتظامات کو سائنسی آلات کے ذریعے زیادہ آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے۔ اب دیکھو ڈاسن چیف کا فون ایک مخصوص مواصلاتی سیارے سے لنک کیا گیا ہے تاکہ اسے کسی طرح بھی ٹیپ نہ کیا جا سکے لیکن اس مواصلاتی سیارے میں موجود مشینری کو اگر مخصوص آلات سے چیک کیا جائے تو وہاں سے کال ٹیپ کی جا سکتی ہے۔ اس طرح چیف صاحب کو زندگی بھر

معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کی کال ٹیپ کر لی گئی ہے۔یہی کام یہاں ہو رہا ہے۔ یہ بیکاسٹر اس کمپنی کا انجینئر ہے جو اس مواصلاتی سیارے کی مشینری کو کنٹرول کرتی ہے۔اس طرح اس نے آسانی سے فون ٹیپ کر لیا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو آپ نے اس طرح گھیرا ہے ڈاسن کے چیف کو۔ حیرت ہے کہ آپ کا ذہن کیسے اتنی باریکیوں میں پہنچ جاتا ہے۔میں سوچتا رہا تھا کہ آپ ڈاسن کے ہیڈ کوارٹر میں کسی آدمی کو گھیریں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ سرکاری ایجنسی ہے وہاں تو پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا"۔ عمران نے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کرنا کیا ہے مشن مکمل کرنا ہے لیکن ہمیں بہرحال ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہو گا کیونکہ یہ لوگ کسی بھی وقت اپنا لائحہ عمل تبدیل کر سکتے ہیں اور ایسا نہ ہو کہ ہم مس روزی کو ہی چیک کرتے رہیں اور وہ لوگ کوئی اور کھیل شروع کر دیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے کیا پلان بنایا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"فی الحال تو مس روزی کی نگرانی کرنی ہے۔اس کے بعد جیسی صورت حال ہو گی ویسے ہی کر لیا جائے گا۔بہرحال یہ بات ذہن میں

رہنی چاہئے کہ ہمارا اصل ٹارگٹ کارکس پوائنٹ کا حصول ہے اس لئے ہمیں تمام تر توجہ اس پوائنٹ پر ہی دینی چاہئے۔اب یہاں سے جا کر ہم سپیشل مارکیٹ سے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر خرید لیں گے پھر کسی جگہ بیٹھ کر باقاعدہ پلاننگ بنا کر کام کیا جائے گا۔لیکن ابھی نہیں کیونکہ ابھی تو وہ لوگ کارستان میں ہیں۔انہیں کارستان سے بارسن پہنچنے اور پھر بحری اسٹیمر کے ذریعے اناڈا پہنچنے میں خاصا وقت لگے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے بھی آخری لمحے تک کال کا انتظار کرنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آخری لمحات میں لائحہ عمل تبدیل کر لیا جائے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈیرکی اور گلوریا گوام پہنچ کر بندرگاہ سے ٹیکسی میں بیٹھ کر مضافات میں واقع ایک مکان پر پہنچ گئے۔ یہ مکان ڈاسن کا ایک پوائنٹ تھا اور اس کا تعلق ڈیرکی سیکشن سے تھا۔ ٹیکسی کو واپس بھیج کر ڈیرکی آگے بڑھا اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"جی صاحب"...... اس نے حیرت بھرے انداز میں ڈیرکی اور گلوریا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ڈیرکی ہوں جونی اور یہ گلوریا ہے"...... ڈیرکی نے اپنے اصل لہجے اور آواز میں کہا تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ڈیرکی اور گلوریا دونوں یورپی میک اپ میں تھے اور ان کے میک اپ اس قدر مکمل تھے کہ جونی کسی طرح بھی انہیں نہ پہچان سکتا تھا۔

"اوہ۔ باس آپ۔ آیئے"...... جونی نے مسکراتے ہوئے کہا اور

ایک طرف ہٹ گیا۔

"آؤ گلوریا"...... ڈیرکی نے کہا اور پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ گلوریا بھی سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئی تو جونی نے اندر داخل ہو کر پھاٹک بند کر دیا۔

"آؤ پہلے میک اپ صاف کر لیں۔ پھر چیف سے بات کریں گے"...... ڈیرکی نے کہا تو گلوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنے اصل چہروں میں سٹنگ روم میں موجود تھے۔ جونی نے انہیں ان کی پسندیدہ شراب لا کر دے دی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اب میں جاؤں۔ اب کام تو کوئی باقی نہیں رہا"...... گلوریا نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ابھی کہاں کام ختم ہوا ہے۔ ابھی تو کارکس پوائنٹ چیف تک نہیں پہنچا اس لئے ابھی تم نے ساتھ رہنا ہے"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کیا باقی رہ گیا ہے۔ ہم صحیح سلامت پاکیشیا سے مشن مکمل کر کے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اب تو صرف اسے پہنچانا ہی ہے۔ یہ کام تو تمہارا جونی بھی کر سکتا ہے"...... گلوریا نے کہا تو ڈیرکی بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے کوئی جواب دینے کی بجائے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ گلوریا خاموش بیٹھی شراب کے گھونٹ لیتی رہی۔ ڈیرکی نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا

لیا گیا۔

"یس"...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ڈیرکی بول رہا ہوں چیف"...... ڈیرکی نے اس بار اپنے اصل لہجے اور نام سے بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب گوام میں اسے کال چیک ہونے کا کوئی خطرہ نہ رہا تھا اور اسے ویسے بھی معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر کے فون کا خصوصی سسٹم ہے اس لئے وہاں سے تو ویسے بھی کال چیک نہیں ہو سکتی۔

"اوہ۔ کہاں سے بول رہے ہو"...... چیف نے چونک کر پوچھا۔

"گوام سے چیف۔ میں اور گلوریا ابھی گوام پہنچے ہیں اور پھر ساحل سمندر سے سیدھے اپنے سیکشن کے سپیشل پوائنٹ پر آئے ہیں اور یہاں ہم نے میک اپ ختم کئے اور اب میں آپ کو کال کر رہا ہوں"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔

"راستے میں کوئی مسئلہ تو پیدا نہیں ہوا"...... چیف نے پوچھا۔

"نو باس۔ آل از اوکے"...... ڈیرکی نے جواب دیا۔

"کارکس پوائنٹ کی کیا پوزیشن ہے"...... چیف نے پوچھا۔

"وہ میرے پاس محفوظ ہے چیف۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ کیا آپ کے سابقہ احکامات کے مطابق کام کرنا ہے یا کوئی نیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"نہیں۔ اسے تم نے سپیشل لاکر میں رکھوانا ہے۔ یہ وہاں محفوظ رہے گا۔ ویسے بھی ڈیفنس سیکرٹری صاحب غیر ملکی دورے پر ہیں۔

ان کی واپسی تین روز بعد ہونی ہے اس کے بعد انہیں یہ پیش کیا جائے گا اور وہ اسے کسی لیبارٹری کے سپرد کریں گے اس لئے اس کی حفاظت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اسے سپیشل لاکر میں رکھ دیا جائے۔ میں نے روزی کو خصوصی ہدایات دے دی ہیں لیکن تم نے کہا ہے کہ تم نے میک اپ بھی صاف کر دیئے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ تم میک اپ میں روزی سے ملو اور خصوصی کوڈ استعمال کر کے کام کرو۔ جب تک کارکس پوائنٹ لاکر میں نہ پہنچ جائے ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہو گا اور یہ بھی سن لو کہ تم نے کارکس پوائنٹ روزی کے حوالے نہیں کرنا بلکہ اس کے ساتھ جا کر اپنے سامنے اسے لاکر میں رکھوانا ہے۔ اس کے بعد تم دونوں فارغ ہو جاؤ گے"۔ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ویسے گلوریا اس مشن میں بے حد بور ہوئی ہے کیونکہ اس مشن میں کسی جگہ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ نہیں ہوا اور گلوریا کو اپنی صلاحیتیں ظاہر کرنے کا موقع ہی نہیں ملا"...... ڈیرکی نے کہا تو دوسری طرف سے چیف کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"گلوریا کو رسیور دو"...... چیف نے کہا تو ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے رسیور گلوریا کو دے دیا۔

"یس چیف۔ میں گلوریا بول رہی ہوں"...... گلوریا نے کہا۔

"یہ ڈیرکی کیا کہہ رہا ہے کہ تم بور ہوئی ہو حالانکہ میرا خیال ہے

کہ یہ مشن تم دونوں کا سب سے ٹاپ مشن کہلائے گا۔ پاکیشیا سے
اس طرح کارکس پوائنٹ لے آنا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بس
بھاگتی دوڑتی رہ جائے اس قدر حیرت انگیز ہے کہ شاید دنیا کی دوسری
ایجنسیاں اس پر یقین ہی نہ کریں اور پھر مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ تم
نے پاکیشیا کے مارگ ایئرپورٹ پر بے دریغ قتل و غارت کی ہے۔
اس طرح تو تم نے بہترین کارکردگی اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا
ہے"...... چیف نے کہا۔

"تھینک یو چیف۔ آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں لیکن اصل
میں سارا معاملہ یک طرفہ رہا ہے۔ اصل لطف تو اس وقت آتا ہے
جب ٹکراؤ کے بعد مشن مکمل کیا جائے"...... گلوریا نے جواب دیا۔

"کسی اور مشن میں ایسا بھی ہو جائے گا"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف"...... گلوریا نے کہا۔

"رسیور ڈیرکی کو دو"...... چیف نے کہا تو گلوریا نے رسیور ڈیرکی
کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر اب مسرت کے تاثرات نمایاں
تھے کیونکہ چیف نے اس کی تعریف کی تھی۔

"یس چیف"...... ڈیرکی نے کہا۔

"میں نے خصوصی حالات کی بنا پر روزی کے ساتھ خصوصی کوڈ
طے کئے ہیں تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کا شائبہ ہی نہ رہے۔ تم
نے روزی سے مل کر اسے کہنا ہے کہ بلیک سٹارم نے فلاڈیلفیا میں
بے حد تباہی مچا دی ہے۔ خیال رکھنا حرف بحرف یہی الفاظ کہنے ہیں۔

اس فقرے کو تم کسی بھی طرح استعمال کر سکتے ہو۔ اس کے بعد
روزی تمہارے ساتھ جا کر لاکر کھولے گی اور پھر تم نے خود اس لاکر
میں کارکس پوائنٹ رکھنا ہے۔ روزی جب لاکر لاک کر دے تو تم
نے روزی کو باہر بھیج کر اس لاکر کے بند ہونے اور کھلنے والے
ہندسوں کو الٹا دینا ہے۔ میری بات سمجھ گئے ہو"...... چیف نے
کہا۔

"یس چیف۔ آپ کا مطلب ہے کہ روزی بھی بعد میں اسے خود نہ
کھول سکے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے جب کارکس پوائنٹ کی ضرورت ہو گی تو میں تمہیں
بھیج دوں گا۔ روزی کو بہرحال اس نئے سیٹ اپ سے بے خبر رہنا
چاہئے"...... چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف"...... ڈیرکی نے کہا۔

"لاکر بند کر کے تم نے اسی پوائنٹ پر واپس پہنچنا ہے اور پھر مجھے
اطلاع دینی ہے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... ڈیرکی نے کہا اور دوسری
طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران نے رسیور رکھا اور پھر جیب سے زیر فائیو ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور رسیور کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مائیکل کالنگ۔ اوور"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"گریسی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"روزی کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ اپنے آفس میں کام کر رہی ہے اور ابھی اس کی چھٹی ہونے میں تین گھنٹے رہتے ہیں۔ اوور"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس کی نگرانی کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"میں نے روزی کی سیکرٹری کی جگہ لے لی ہے اور تنویر بحیثیت باڈی گارڈ یہاں موجود ہے۔ اوور"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی انتہائی عقلمندی سے کام کیا ہے۔ یہ سب سے بہتر انتظام ہے۔ اوور"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"بس اتفاق تھا کہ اس کی سیکرٹری میری قدوقامت کی تھی اور باڈی گارڈ کا قدوقامت تنویر سے ملتا تھا۔ اوور"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب میری بات سنو۔ ڈیرک اور گلوریا دونوں یہاں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک خصوصی پوائنٹ سے ڈاسن کے چیف کو کال کیا ہے اور چیف نے انہیں نئی ہدایات دی ہیں جن کے مطابق ڈیرک اور گلوریا میک اپ میں روزی کے پاس پہنچیں گے اور اس سے خصوصی کوڈ کے طور پر ایک خصوصی فقرہ کہیں گے۔ فقرہ یوں ہے کہ بلیک سٹارم نے فلاڈلیفیا میں بے حد تباہی مچا دی ہے۔ اس فقرے کے بعد روزی ان کے ساتھ سپیشل لاکر روم میں پہنچے گی اور پھر لاکر کھولے گی تو ڈیرک کارکس پوائنٹ اس میں رکھے گا۔ روزی سپیشل لاکر بند کر دے گی اور باہر چلی جائے گی تو ڈیرک سپیشل لاکر کے ہنڈ سے الٹ دے گا۔ اس کے بعد ڈیرک اور گلوریا واپس اپنے پوائنٹ پر پہنچ کر چیف کو مشن کی کامیابی کی اطلاع دیں گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمیں کارکس پوائنٹ ان سے پہلے ہی لے لینا چاہئے۔ اوور"...... جولیا نے کہا۔

" نہیں۔ تم نے کسی کام میں کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ روزی جس طرح کرتی ہے اسے کرنے دو۔ جب یہ لوگ واپس چلے جائیں تو تم نے مجھے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینی ہے۔ پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔ اوور "....... عمران نے کہا۔

" تم کہاں موجود ہو۔ کیا تم یہاں نہیں آؤ گے۔ اوور "....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ میں فی الحال سامنے نہیں آنا چاہتا کیونکہ مجھے یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ ڈاسن کو میرا قدوقامت بتا کر احکامات دیئے گئے ہیں کہ مجھے یہاں گوام میں تلاش کیا جائے اس لئے جب تک کارکس پوائنٹ ہاتھ نہیں آجاتا میں سامنے نہیں آؤں گا ورنہ کارکس پوائنٹ کے سلسلے میں وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس بینک لاکر کے گرد پوری فوج کا پہرہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اوور "....... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں اطلاع کر دوں گی۔ اوور "....... جولیا نے کہا۔

" خیال رکھنا تمہیں کام کرتے چیک نہ کر لیا جائے۔ اوور "۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میں اس وقت بھی واش روم میں کال اٹنڈ کر رہی ہوں۔ اوور "....... جولیا نے کہا۔

" او کے۔ تمام کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہے اور تنویر کو بھی کنٹرول میں رکھنا ہے۔ یہ وقت ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ اوور "۔ عمران نے کہا۔

" میں سمجھتی ہوں۔ اوور "....... جولیا نے کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ مائیکل کالنگ۔ اوور "....... عمران نے کہا۔

" یس۔ مارشل اٹنڈنگ یو۔ اوور "....... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

" مارشل تم اپنے ساتھیوں سمیت نارون کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس اے بلاک پر پہنچ جاؤ۔ یہ ڈیرک کا خصوصی پوائنٹ ہے اور ڈیرک نے یہاں سے اپنے چیف کو کال کیا ہے۔ اس کال کا منبع یہ کوٹھی ہے اور اس کے چیف نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ کارکس پوائنٹ لاکر میں رکھنے کے بعد انہیں اس پوائنٹ پر واپس آکر کال کریں۔ وہاں بینک میں تمام انت[illegible]مکمل ہیں۔ ہم وہاں سے کارکس پوائنٹ حاصل کر لینے کے بعد ان دونوں سے نمٹیں گے کیونکہ انہوں نے پاکیشیا میں بے پناہ قتل و غارت کا مظاہرہ کیا ہے جس کی سزا انہیں دینا ضروری ہے۔ اوور "....... عمران نے کہا۔

" کیا میں اس کی واپسی پر کوٹھی کے اندر جاؤں یا کوئی اور حکم ہے۔ اوور "....... صفدر نے کہا۔

" تم نے اس وقت تک کوئی حرکت نہیں کرنی جب تک یہ دونوں واپس نہ پہنچ جائیں۔ اس کے بعد تم نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے اور پھر مجھے اطلاع دینی ہے۔

اوور"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

" خیال رکھنا انہیں کسی طرح بھی معمولی سا شک نہیں پڑنا چاہئے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور سامنے میز پر رکھ دیا۔ وہ ہوٹل کے اس کمرے میں اکیلا موجود تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو اس نے پہلے جینک کی بیرونی نگرانی کے لئے بھیجا تھا لیکن اب انہیں کال کر کے اس نے انہیں کوٹھی کی نگرانی پر لگا دیا تھا جبکہ جولیا اور تنویر روزی کی نگرانی پر مامور تھے۔ وہ خود اس وقت تک باہر نہیں آنا چاہتا تھا جب تک کہ کارکس پوائنٹ لاکر تک نہ پہنچ جاتا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے یہ وقت مشن کا فیصلہ کن وقت تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ معمولی سے کسی مسئلے کی وجہ سے معاملات اس کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی تو اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ گریسی کالنگ۔ اوور"...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ گو اسے معلوم تھا کہ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر کی کال چیک نہیں ہو سکتی لیکن پھر بھی وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

" وہ دونوں روزی کے پاس تھوڑی دیر پہلے پہنچے ہیں۔ انہوں نے خصوصی کوڈ دوہرایا اور اب وہ روزی کے ساتھ سپیشل لاکر روم میں گئے ہیں۔ اوور"...... جولیا نے کہا۔

" کیا تم روزی کی سیکرٹری ہونے کے ناطے لاکر روم میں جا سکتی ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ میں پہلے بھی دو مرتبہ اس کے ساتھ دوسرے لوگوں کی اشیاء لے گئی ہوں لیکن اس بار روزی نے مجھے خصوصی طور پر یہاں رکنے کا کہا ہے۔ اوور"...... جولیا نے کہا۔

" لاکرز کے حفاظتی نمبرز کی لسٹ تمہاری تحویل میں ہے یا روزی کی ذاتی تحویل میں ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" میں نے چیک کیا ہے۔ وہ روزی کی ذاتی تحویل میں ہے۔ اوور"...... جولیا نے جواب دیا۔

" تو تم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر روزی کے آفس سے وہ لسٹ نکال کر اس میں سپیشل لاکرز والا صفحہ چیک کر کے اس میں ڈاسن کے نام والے لاکر کے آگے جو نمبرز ہوں وہ ذہن نشین کر لو۔ اس کے بعد جب روزی واپس آجائے اور وہ دونوں چلے جائیں تو تم تنویر سمیت لاکرز روم میں جانا اور ان ہندسوں کو الٹ کر لاکر کھول کر اس میں موجود کارکس پوائنٹ نکال کر لاکر کو ویسے ہی بند کر کے نمبر لیٹے کر دینا اور پھر تنویر سمیت سیدھے پاکیشیائی سفارت خانے پہنچ جانا۔ وہاں سیکنڈ سیکرٹری بشارت جعفری موجود ہوں گے۔ تم

نے انہیں اپنا اصل نام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بتانا ہے۔ وہ اس کارکس پوائنٹ کو سفارتی بیگ میں ڈال کر پاکیشیا بھجوا دیں گے۔ جب یہ بیگ میں ڈال دیا جائے اور بیگ لے کر سیکنڈ سیکرٹری ایئرپورٹ چلے جائیں تو تم نے مجھے کال کرنا ہے۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے کہاں پہنچنا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اور اگر معاملات اس طرح پیش نہ آئیں جس طرح تم نے بتایا ہے میرا مطلب ہے کہ کارکس پوائنٹ حاصل کرنے کے سلسلے میں تو پھر۔ اوور"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر معاملات کو تم نے خود سنبھالنا ہے۔ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ جب تک کارکس پوائنٹ اناڈا سے باہر نہ نکل جائے اس وقت تک ڈاسن کو اس کی اطلاع نہ مل سکے ورنہ وہ لوگ کسی صورت کارکس پوائنٹ کو باہر نہ جانے دیں گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ کام ہو جائے گا۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر قطعاً پریشانی کے تاثرات موجود نہ تھے کیونکہ اسے اپنے ساتھیوں کی صلاحیتوں کا بخوبی علم تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارشل کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ مائیکل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"وہ دونوں کار میں واپس آئے ہیں۔ ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت۔ میں نے پہلے چیکنگ کی تھی۔ کوٹھی کے اندر ایک نوجوان موجود تھا اس لئے میں نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر نہ کی تھی۔ اب کیا کرنا ہے۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"انہیں واپس آئے کتنی دیر ہوئی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ابھی دو تین منٹ ہوئے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"دس منٹ انتظار کرنے کے بعد اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا تاکہ اس دوران وہ اپنے چیف کو مشن مکمل کرنے کی اطلاع دے دیں اور وہ مطمئن ہو جائے۔ اس کے بعد تم دونوں نے اندر جا کر خیال رکھنا ہے کہ میرے وہاں پہنچنے تک انہیں ہوش نہ آئے۔ میں آنے سے پہلے تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے

میں کہا۔

" بیکاسٹر بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔ ڈیزی کی طرف سے چیف کو اطلاع دی گئی ہے کہ مشن مکمل ہو گیا ہے جس کے بعد چیف نے ڈیزی کو اس کی خدمات پر خراج تحسین ادا کیا ہے اور انہیں اجازت دے دی ہے کہ وہ اب فارغ ہیں۔ اس کے بعد چیف نے کسی روزی کو کال کیا ہے اور اس سے مشن کے بارے میں پوچھا تو روزی نے اسے جواب دیا کہ ان کے حکم کی حرف بحرف تعمیل کر دی گئی ہے "۔ بیکاسٹر نے کہا۔

" اوکے۔ تھینک یو۔ آپ کو دوگنا معاوضہ آج رات سے پہلے وصول ہو جائے گا۔ آپ نے واقعی ہمارے لئے کام کیا ہے "۔ عمران نے کہا۔

" آپ نے رابرٹ ہڈسن کے حوالے سے چونکہ کام دیا تھا اس لئے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ کا کام نہ کیا جائے اور اس کے علاوہ آپ معاوضہ دینے میں بھی بے حد فیاض ہیں اس لئے آئندہ بھی اگر کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ظاہر ہے آئندہ بھی آپ ہی ہماری اولین ترجیح ہوں گے۔ تھینک یو "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے شدت سے جولیا کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ گریسی کالنگ۔ اوور "...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ مائیکل اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" میں پاکیشیائی سفارت خانے سے بول رہی ہوں۔ کارکس پوائنٹ سیکنڈ سیکرٹری نے میرے سامنے سفارتی بیگ میں رکھ کر اسے سیل کیا اور پھر وہ خود اسے لے کر ایئر پورٹ چلے گئے ہیں۔ ایک گھنٹے بعد یہ بیگ اناڈا سے باہر جا چکا ہو گا۔ اوور "...... جولیا نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر یکلخت گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" تمہیں کارکس پوائنٹ حاصل کرنے میں کوئی پرابلم تو پیش نہیں آئی۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ روزی کے واپس آنے کے بعد میں نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر اس سے بقیہ وقت کی چھٹی لی اور پھر میں سپیشل لاکر روم میں پہنچ گئی۔ نمبرز میں پہلے ہی لسٹ میں دیکھ چکی تھی۔ چونکہ روزی کی سیکرٹری وہاں آتی جاتی رہتی تھی اس لئے کسی نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا۔ میں نے ہندسے الٹے گھما کر لاکر کھولا تو کارکس پوائنٹ ایک خاکی رنگ کے بڑے لفافے میں موجود تھا اور اس لاکر میں صرف یہی ایک لفافہ تھا۔ میں نے یہ لفافہ نکال کر بیگ میں رکھا اور پھر لاکر کو ویسے ہی بند کر کے ہندسوں کو الٹا گھما کر پہلے کی طرح ایڈجسٹ کیا اور پھر میں اطمینان سے چلتی ہوئی بینک سے باہر آ گئی۔ اس دوران تنویر بھی چھٹی لے کر وہاں پہنچ گیا تھا۔ ہم دونوں

علیحدہ علیحدہ وہاں سے کافی فاصلے پر پہنچ کر ایک ٹیکسی کے ذریعے پہلے مین مارکیٹ پہنچے اور پھر وہاں سے دوسری ٹیکسی میں بیٹھ کر پاکیشیائی سفارت خانے پہنچ گئے جہاں سیکنڈ سیکرٹری ہمارے انتظار میں تھے۔ تعارف کے بعد میں نے انہیں کارکس پوائنٹ والا لفافہ دے دیا۔ انہوں نے اسے میرے سامنے بیگ میں رکھ کر بیگ کو سیل کر دیا اور پھر وہ سفارت خانے کی گاڑی میں بیٹھ کر بیگ سمیت ایئرپورٹ چلے گئے اور اب میں تمہیں باتھ روم سے کال کر رہی ہوں۔ اوور“...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو جولیا۔ تنویر کہاں ہے۔ اوور“...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”وہ یہیں باہر موجود ہے۔ اوور“...... جولیا نے کہا۔

”تم اسے لے کر نارون کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس اے بلاک پہنچ جاؤ۔ وہاں صفدر اور کیپٹن شکیل موجود ہیں اور ڈیرکی اور گلوریا بھی وہاں موجود ہیں۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اس کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل طے کریں گے۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور اٹھ کر کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب چونکہ مشن حتمی طور پر مکمل ہو چکا تھا اس لئے اب اس کے ذہن میں کوئی خدشہ موجود نہ تھا۔

ڈیرکی اور گلوریا دونوں کے چہروں پر کامیابی کے گہرے تاثرات موجود تھے۔ ان کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ وہ دونوں ابھی بینک سے واپس لوٹے تھے اور پلان کے مطابق کارکس پوائنٹ سپیشل لاکر میں محفوظ ہو چکا تھا اس لئے اب اس کے بارے میں انہیں کوئی فکر نہ تھی۔ ڈیرکی نے سٹنگ روم میں پہنچتے ہی رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

”ڈیرکی بول رہا ہوں چیف۔ سپیشل پوائنٹ سے“...... ڈیرکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے“...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وکٹری چیف۔ تمام معاملات بالکل اسی طرح مکمل ہوئے ہیں جیسے آپ نے کہے تھے۔ کارکس پوائنٹ اب سپیشل لاکر میں محفوظ ہے اور میں نے روزی کے باہر جانے کے بعد ہندسے بھی الٹ دیئے تھے اس لئے اب روزی تو کیا کوئی بھی اسے لاکر سے آپ کی مرضی کے بغیر نہیں نکال سکتا اور آپ کے حکم کے مطابق میں اور گلوریا دونوں سپیشل پوائنٹ پر پہنچ چکے ہیں"...... ڈیرکی نے مسرت بھرے لہجے میں مشن کی فائنل رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو ڈیرکی۔ تم نے اور گلوریا نے ناقابل یقین انداز میں یہ انتہائی خطرناک مشن مکمل کیا ہے۔ تمہیں نہ صرف خصوصی انعامات دیئے جائیں گے بلکہ تمہارے عہدوں میں بھی ترقی دی جائے گی۔ تم دونوں شاید پوری دنیا کے واحد سیکرٹ ایجنٹ ہو جنہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصی طور پر اس عمران کو واضح اور بھرپور شکست دی ہے۔ میری طرف سے مبارک باد قبول کرو"۔ چیف نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"بے حد شکریہ چیف۔ یہ سب کچھ آپ کی ہدایات کے تحت ہوا ہے۔ بہرحال ہمیں آپ کے چیف ہونے پر فخر ہے۔ یہ ہمارا کارنامہ نہیں بلکہ آپ کا کارنامہ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو سراگاب کے بعد سامنے ہی نہیں آئی۔ اگر وہ یہاں آتی تو اب تک کسی نہ کسی انداز میں سامنے آچکی ہوتی اور اب تو وہ لاکھ سر پٹختی رہے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی"...... ڈیرکی نے کہا۔

"مجھے بھی ان کی طرف سے شدید خطرہ لاحق تھا۔ میں نے ڈاسن کے تمام آدمیوں کو عمران کا قدوقامت اور اس کی مخصوص مزاحیہ باتوں اور حرکتوں کا بتا کر حکم دے دیا تھا کہ جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے گولی مار دی جائے۔ انکوائری بعد میں ہوتی رہے گی لیکن اب تک کسی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ یہاں ابھی پہنچے ہی نہیں"...... چیف نے جواب دیا۔

"پریشانی تو اس کارکس پوائنٹ کے بارے میں تھی چیف۔ وہ اب محفوظ ہو چکا ہے اس لئے اب کیسی پریشانی۔ اب وہ یہاں آئے تو ہم انہیں خود دیکھ لیں گے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"ہاں۔ اب تو واقعی کوئی پریشانی نہیں ہے۔ اوکے اب تم دونوں فارغ ہو۔ بے شک ایک ماہ تک تعطیلات منا سکتے ہو۔ وہ بھی سرکاری اخراجات پر"...... چیف نے کہا۔

"بے حد شکریہ چیف"...... ڈیرکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"چیف تو آج خصوصی موڈ میں تھا ورنہ چیف اور اس طرح سرکاری خرچ پر تعطیلات کی آفر انہونی سی بات ہے"...... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے کام ہی ایسا کیا ہے۔ بہرحال آؤ اب میک اپ صاف کر کے پھر بیٹھ کر پروگرام بناتے ہیں"...... ڈیرکی نے اٹھتے

ہوئے کہا اور گلوریا بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ سٹنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھتے باہر سے سٹک سٹک کی آوازیں ابھریں۔

"ارے یہ کیسی آوازیں ہیں"....... ڈیرکی نے چونک کر کہا لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن یکلخت اس طرح گھومنے لگا جیسے تیز رفتار لٹو گھومتا ہے۔ اس کے کانوں میں گلوریا کے چیخنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ پھر جس طرح اندھیرے میں روشنی کی کرن چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک پڑے ہوئے ذہن میں روشنی کی کرن چمکی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی اور ڈیرکی نے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو زبردست جھٹکا لگا کیونکہ اس کا جسم حرکت نہ کر رہا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے آپ کو دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے ذہن کو ایک اور جھٹکا لگا۔ ساتھ والی کرسی پر گلوریا بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا جسم بھی رسیوں سے باندھا گیا تھا اور وہ سپیشل پوائنٹ کے تہہ خانے میں موجود تھے۔ تہہ خانہ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ سامنے پانچ کرسیاں اس انداز میں رکھی گئی تھیں جیسے وہاں کچھ لوگ بیٹھنے والے ہوں۔ ساتھ ہی چھوٹی سی تپائی موجود تھی جس پر وہ فون رکھا ہوا تھا جو سٹنگ روم میں موجود تھا۔

"یہ سب کیا ہے۔ یہ کس نے کیا ہے"....... ڈیرکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے گلوریا بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آنے لگی۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب"۔ گلوریا کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے۔

"ہم سپیشل پوائنٹ کے تہہ خانے میں ہیں گلوریا اور ہمیں کسی نے رسیوں سے باندھ دیا ہے"....... ڈیرکی نے کہا۔

"اوہ۔ مگر۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ایسا کر سکتا ہے"....... گلوریا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب ہم نے ان کرسیوں سے فوری نجات حاصل کرنی ہے"۔ ڈیرکی نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں عملی طور پر کوئی کوشش کرتے تہہ خانے کا دروازہ کھلا تو گلوریا اور ڈیرکی دونوں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ دروازے سے چار مقامی مرد اور ایک مقامی عورت اندر داخل ہوئے۔

"تمہارا خیال درست ہے ڈیرکی۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"....... سب سے آگے آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم علی عمران ہو"....... ڈیرکی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ویسے تمہیں رسیاں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں نے صرف تم سے چند باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"تم۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے"...... ڈیرکی نے کہا۔

"ہم تو وہاں تک بھی پہنچ چکے ہیں ڈیرکی جہاں تک شاید تم سوچ بھی نہ سکو۔ بہرحال میں پہلے فون کر لوں۔ پھر تم سے مزید بات چیت ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"پاکیشیائی سفارت خانہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیکنڈ سیکرٹری بشارت جعفری سے بات کرائیں۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ بشارت جعفری بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آپ ایئرپورٹ سے کب واپس آئے مسٹر بشارت"...... عمران

نے کہا۔

"جناب۔ آپ کی ہدایت کے مطابق میں اس وقت تک ایئرپورٹ پر ہی رہا تھا جب تک بیگ لوڈ ہونے کے بعد طیارہ فضا میں پرواز نہیں کر گیا"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اب طیارہ کہاں پہنچ چکا ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"سٹاگ ہوم پہنچنے ہی والا ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ ہمارے لئے ایک طیارہ سٹاگ ہوم کے لئے چارٹرڈ کرا دیں۔ ہم ایک گھنٹے بعد یہاں سے پرواز کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہو جائے گا۔ میں خود ہی ایئرپورٹ جا کر خصوصی طور پر یہ کام کرتا ہوں"...... سیکنڈ سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ اب آپ سے ایئرپورٹ پر ہی ملاقات ہو گی اور آپ کے بارے میں خصوصی تعریفی رپورٹ بھی سر سلطان کو دی جائے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم نے سن لیا ڈیرکی اور گلوریا۔ کارکس پوائنٹ سٹاگ ہوم پہنچنے ہی والا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے ڈیرکی اور گلوریا سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈیرکی اور گلوریا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ڈیرکی

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ تم دونوں بندرگاہ سے یہاں اپنے سپیشل پوائنٹ پر پہنچے۔ تم نے یہاں سے اپنے چیف کو فون کیا تو چیف نے تمہیں سابقہ لائحہ عمل کے مطابق مرکنٹائل بینک کی ویسٹرن شاخ میں واقع سپیشل لاکر روم کی انچارج مس روزی سے ملنے کے لئے کہا اور تمہیں خصوصی کوڈ بھی بتایا جس کے مطابق تم دونوں نے کہنا تھا کہ بلیک سٹارم نے فلاڈلیفیا میں بے حد تباہی مچا دی ہے۔ اس کے بعد مس روزی تمہارے ساتھ سپیشل لاکر روم میں جاتی اور کارکس پوائنٹ تم نے لاکر میں رکھنا ہے اور پھر مس روزی کے واپس جانے کے بعد تم نے اس لاکر کے حفاظتی لاک ہندسوں کو الٹ دینا ہے تاکہ مس روزی بھی اسے نہ کھول سکے۔ پھر تمہیں کہا گیا کہ تم نے واپس اسی پوائنٹ پر آنا ہے اور چیف کو کامیابی کی اطلاع دینی ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ تم دونوں مس روزی کے پاس گئے۔ تم نے وہ سب کچھ کیا جو تمہیں کہا گیا۔ پھر تم یہاں واپس آئے اور تم نے یہاں سے چیف کو فون کر کے کامیابی کی اطلاع دی اور چیف نے تمہیں زبردست خراج تحسین اور مبارک باد دی۔ اس کے بعد تم بے ہوش ہو گئے اور اب تمہیں ہوش آیا ہے تو تم اس حالت میں ہو"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ لیکن ڈیرکی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں بیک وقت کئی ایٹم بم پھٹ پڑے ہوں۔

" یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"....... ڈیرکی نے رک رک کر کہا۔

" اب سنو۔ جب مس روزی واپس اپنے آفس میں پہنچ گئی اور تم یہاں آئے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ایجنٹ لاکر روم میں گئی۔ لاکر کھولا گیا اور کارکس پوائنٹ جو خاکی لفافے میں بند تھا وہاں سے نکالا گیا۔ لاکر دوبارہ بند کیا گیا اور پھر کارکس پوائنٹ پاکیشیائی سفارت خانے میں پہنچا دیا گیا جہاں سیکنڈ سیکرٹری نے اسے سفارتی بیگ میں بند کیا اور خود ایئرپورٹ جا کر اسے طیارے پر لوڈ کرایا اور ابھی تم نے خود سیکنڈ سیکرٹری کی باتیں سن لی ہیں کہ اس کے سامنے طیارے نے پرواز کی اور اب وہ طیارہ سٹاگ ہوم پہنچنے والا ہو گا جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں تمہاری منتظر تھی۔ جب تم نے اپنے چیف کو کال کر دی اور تمہارا چیف مطمئن ہو گیا اور اس نے مس روزی کو بھی فون کر کے اس سے تصدیق کر لی تو یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی گئی اور پھر تمہیں بے ہوشی کے عالم میں یہاں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ دیا گیا۔ تمہیں بے ہوش ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے اور اب تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے تاکہ تمہیں بتایا جا سکے کہ تم نے جو مشن مکمل کیا تھا وہ مکمل نہیں ہو سکا"۔ عمران نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ڈیرکی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن ماؤف سا ہو گیا ہو۔

" مم۔ مم۔ مر۔ تم۔ تم"....... ڈیرکی کے منہ سے باوجود کوشش کے الفاظ نہ نکل رہے تھے۔

"تم دونوں نے واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دی اور یہاں تک پہنچ گئے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس آخری لمحات تک کام کرتی ہے اس لئے تم نے دیکھا کہ آخرکار پاکیشیا سیکرٹ سروس کامیاب ہو گئی۔ مجھے اعتراف ہے ڈیرکی کہ تم بے حد ذہین اور تیز ایجنٹ ہو اور شاید ہم خاموشی سے واپس چلے جاتے لیکن تم دونوں نے پاکیشیا کے مارگ ایئرپورٹ پر اندھا دھند قتل و غارت کی ہے جو ناقابل معافی جرم ہے اور اس جرم کی سزا موت ہے۔ یقینی موت"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم ہمیں اعصابی طور پر خوفزدہ کرنا چاہتے ہو"...... ڈیرکی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں واقعی یہی خیال آیا تھا کہ عمران یہ سب کچھ اس لئے کہہ رہا ہے تاکہ وہ اعصابی طور پر خوفزدہ ہو کر انہیں سب کچھ بتا دیں۔

"جولیا۔ اس گلوریا کو گولی مار دو"...... عمران نے ڈیرکی کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ ہم بھی تمہاری طرح سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ہمیں مت مارو"...... گلوریا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور سٹک سٹک کی ہلکی ہلکی آوازوں کے ساتھ ہی گلوریا کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت الٹ کر پیچھے گر گئی۔

"تم بزدل ہو۔ بندھے ہوؤں پر فائر کر رہے ہو۔ تم بزدل ہو۔ مجھے چھوڑ دو اور پھر مجھے مار کر دکھاؤ"...... ڈیرکی نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میرے پاس تماشہ دیکھنے کا وقت نہیں ہے ڈیرکی اور ویسے بھی تم نے مارگ ایئرپورٹ پر پاکیشیائیوں کو چیلنج دے کر نہیں مارا تھا۔ چھپ کر ان پر فائر کھولا تھا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ رک جاؤ"...... ڈیرکی کے منہ سے خود بخود الفاظ نکل رہے تھے۔ اس کا ذہن واقعی زلزلے کی زد میں تھا۔ اسے ہر طرف موت کا دھواں سا پھیلا ہوا دکھائی دینے لگا تھا۔

"تنویر۔ اسے آف کر دو"...... عمران نے کہا تو اس سے پہلے کہ ڈیرکی کچھ کہتا ایک بار پھر سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی ڈیرکی کے سینے میں گرم گرم سلاخیں سی اترتی چلی گئیں۔ اسے اپنی ہی چیخ سنائی دی اور پھر اس کا ذہن یکلخت تاریک ہوتا چلا گیا۔ اس کا سانس رکنے لگا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی تو اس کا سانس جیسے اس کے گلے میں پتھر بن کر جم سا گیا تھا اور پھر تاریکی کی چادر اس کے ذہن اور احساسات پر پھیلتی چلی گئی۔

ڈاسن کا چیف گراہم اپنے آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے
ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
"یس"...... گراہم نے کہا۔
"چیف آف ڈاسن کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی
(آکسن) سلام پیش کرتا ہے اور مبارک باد دیتا ہے کہ ڈاسن کے دو
ٹاپ ایجنٹوں ڈیرکی اور گلوریا نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو واضح طور
پر شکست دے کر کارکس پوائنٹ حاصل کر لیا ہے"...... ایک چہکتی
ہوئی سی آواز سنائی دی تو گراہم بے اختیار اچھل پڑا۔
"تم۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ تمہیں میرا نمبر کیسے مل
گیا"...... گراہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں سٹاگ ہوم سے بول رہا ہوں مسٹر گراہم۔ میں نے تمہیں
یہ اطلاع دینے کے لئے کال کیا ہے کہ کارکس پوائنٹ مرکنٹائل

بینک کے سپیشل لاکر سے نکل کر واپس پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور
تمہارے یہ دونوں ٹاپ ایجنٹ ڈیرکی اور گلوریا کی لاشیں ڈاسن
سیکشن کے سپیشل پوائنٹ نارون کالونی والی کوٹھی کے تہہ خانے
میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گراہم کے ذہن میں
بے اختیار دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ نہیں۔ تم غلط کہہ
رہے ہو۔ اس شکست نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے"...... گراہم
نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"تم ایک سرکاری ایجنسی کے چیف ہو گراہم اور چیف کو
ٹھنڈے دماغ اور ٹھنڈے دل کا مالک ہونا چاہئے۔ تمہاری اطلاع
کے لئے بتا دوں کہ تم نے روزی کے ذریعے کارکس پوائنٹ کو
مرکنٹائل بینک کے سپیشل لاکر میں رکھوا کر ڈیرکی کے ذریعے اس
کے حفاظتی لاک کے نمبرز الٹوا دیئے تھے تاکہ تمہاری مرضی کے بغیر
اسے کوئی نہ کھول سکے کیونکہ اناڈا کے ڈیفنس سیکرٹری غیر ملکی
دورے پر تھے اور تم ان کی واپسی پر انہیں یہ کارکس پوائنٹ پیش
کرنا چاہتے تھے لیکن تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں
غلط اندازہ لگایا تھا اور جہاں تک ڈیرکی اور گلوریا کی موت کا تعلق ہے
تو ان دونوں نے پاکیشیا کے مارگ ایئر پورٹ پر اندھا دھند فائرنگ
کر کے بیس بائیس پاکیشیائیوں کو ہلاک کر دیا تھا اس لئے ان کو
موت کی سزا دی گئی ہے اور اس پر عمل درآمد بھی کر دیا گیا ہے اور

ایک بات اور سن لو۔ اپنی حکومت کو بھی بتا دینا کہ اگر اناڈا حکومت یا تمہاری ایجنسی نے دوبارہ پاکیشیا کا رخ کیا تو پھر نہ تمہاری ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر سلامت رہے گا اور نہ تمہاری جان بچے گی۔ تمہارا حشر بھی ڈیرکی اور گلوریا جیسا ہو گا اور ایجنسی کے ساتھ ساتھ اناڈا کا مین ایٹمی بجلی گھر بھی راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔ سمجھے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا لیکن گراہم ہاتھ میں رسیور پکڑے بت بنا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں۔

"یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ اوہ نہیں۔ یہ سب تو ممکن ہی نہیں ہے"...... چند لمحوں بعد گراہم نے لاشعوری طور پر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ڈیرکی اور گلوریا اس طرح مارے جا سکیں۔ وہ تو اس طرح نہیں مر سکتے۔ اوہ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... گراہم نے ایک بار پھر کریڈل دباتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں۔ ناردن کالونی والے پوائنٹ پر فوراً پہنچو اور وہاں تہہ خانہ چیک کر کے وہاں جو صورت حال ہو اس کے بارے میں مجھے فوراً رپورٹ دو۔ جلدی۔ فوراً"...... گراہم نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور گراہم نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روزی بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف گراہم بول رہا ہوں روزی۔ تم فوراً سپیشل لاکر روم میں جاؤ اور سپیشل لاکر کے حفاظتی لاک کے نمبرز کو الٹا ڈائل کر کے لاکر کھولو اور پھر واپس آ کر مجھے بتاؤ کہ کیا لاکر میں وہ خاکی لفافہ موجود ہے جو وہاں رکھا گیا تھا یا نہیں"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ وہ وہاں سے کہاں جا سکتا ہے"...... روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو فوراً اور پھر مجھے آفس فون کر کے اطلاع دو"...... گراہم نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور گراہم نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ کوئی سازش

ہے"۔ گراہم نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بے چینی کے عالم میں بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا کہ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ چیف بول رہا ہوں"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں راجر بول رہا ہوں۔ تہہ خانے میں ڈیرک اور گلوریا کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ ان کو کرسیوں پر رسیوں سے باندھا گیا تھا اور پھر ان پر گولیاں چلائی گئیں۔ وہ دونوں کرسیوں سمیت فرش پر گرے ہوئے ہیں۔ ان کی موت کو تقریباً دو گھنٹے گزر چکے ہیں"۔ راجر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ ان کی لاشوں کو ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ"...... گراہم نے رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ چیف بول رہا ہوں"...... گراہم نے اس بار ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"روزی بول رہی ہوں چیف۔ لاکر تو خالی پڑا ہوا ہے چیف۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"...... دوسری طرف سے روزی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ ختم ہو گیا"۔ گراہم نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور کو ایک بار پھر

کریڈل پر پٹخ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

"کاش میں پہلے ہی یہ سمجھ لیتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف مشن لینے کا مطلب ناکامی ہی ہو گا۔ ڈیرک بھی مارا گیا اور گلوریا بھی اور ہاتھ بھی کچھ نہیں آیا۔ کاش میں پہلے ہی یہ سب کچھ سوچ لیتا۔ کاش"...... گراہم نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی بڑبڑاہٹ مزید بڑھتی چلی گئی۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ ڈاسن جیسی بڑی ایجنسی کا چیف ہونے کی بجائے کوئی ایسا جواری ہو جو اپنی زندگی کی سب سے قیمتی متاع بھی ہار چکا ہو۔

ختم شد

عمران سیریز میں فورسٹارز کا ایک انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کارنامہ

مکمل ناول

فلاور سینڈیکیٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

انٹرنیشنل میرج بیورو — جس کے طے شدہ رشتوں کا انجام انتہائی ہولناک نکلتا تھا۔

انٹرنیشنل میرج بیورو — جو ایکریمیا میں رہنے والے پاکیشیائی لڑکوں سے پاکیشیائی لڑکیوں کی شادیاں کراتا اور پھر لڑکیاں ایکریمیا پہنچ کر ہمیشہ کے لئے غائب کر دی جاتیں۔ کیوں ——؟

انٹرنیشنل میرج بیورو — جس کے خلاف فورسٹارز نے اپنے مخصوص انداز میں ایکشن شروع کیا تو میرج بیورو کے سرکردہ افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ پھر ——؟

فلاور سینڈیکیٹ — جس کے خلاف کارروائی کرنے اور گمشدہ پاکیشیائی لڑکیوں کی برآمدگی کے لئے فورسٹارز جب عمران کی سرکردگی میں ایکریمیا گئے تو انتہائی حیرت انگیز واقعات کا آغاز ہو گیا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لازوال اضافہ

ونڈر پلان

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ونڈر پلان کافرستان کا ایک ایسا خوفناک دفاعی منصوبہ جس کے ذریعے پاکیشیا کی دفاعی شہ رگ کسی بھی لمحے کاٹی جا سکتی تھی۔

گن سپاٹ جس کی تباہی کے لئے بلیک زیرو بھی سیکرٹ سروس کے ساتھ میدان میں اترنے پر مجبور ہو گیا۔

★ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل جو عمران اور اس کے ساتھیوں پر بھوکے بھیڑیئے کی طرح ٹوٹ پڑا اور پھر زندگی میں پہلی بار عمران اور اس کے ساتھی مکمل طور پر بے بس کر دیئے گئے۔

★ عمران جو خوفناک میزائل سمیت ہزاروں فٹ گہرے نشیب میں گولی کھا کر گرا اور؟ نعمانی، چوہان، ٹائیگر اور دوسرے بہت سے لوگ گولیاں کھا کر موت کی وادی میں اترتے چلے گئے۔

عمران گن سپاٹ کو تباہ کرتے کرتے خود موت کے ایسے حصار میں پھنس گیا جس سے فرار ناممکن تھا۔

★ شاگل اور کرنل سنڈاری کے فاتحانہ قہقہے۔ خوفناک دھماکے اور انسانی چیخوں سے گونجتے ہوئے خونی لمحات۔

خوفناک، تیز رفتار اور بھرپور ایکشن پر مشتمل منفرد ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں اسرائیل کے سلسلے کا ایک انتہائی شاندار اور یادگار ایڈونچر

لانگ برڈ کمپلیکس

مصنف مظہر کلیم ایم اے

لانگ برڈ کمپلیکس اسرائیل کا ایک ایسا منصوبہ۔ جس کے مکمل ہوتے ہی پاکیشیا کا وجود صفحہ ہستی سے یقینی طور پر مٹ جاتا۔ کیسے؟

لانگ برڈ کمپلیکس جسے تباہ کرنے اور پاکیشیا کو بچانے کے لئے عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت دیوانہ وار اسرائیل کی طرف دوڑ پڑا۔

لانگ برڈ کمپلیکس جسے بچانے کے لئے اسرائیلی حکومت نے ایسے انتظامات کئے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹکریں مارتی رہ گئی لیکن؟

کرنل ڈیوڈ جی۔پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اس بار کسی بھوت کی طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پیچھے لگ گیا اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہلی بار لوہے کے چنے چبانے پر مجبور ہونا پڑا۔

مادام ڈومیری کارمن کی ایسی خطرناک ایجنٹ جسے اسرائیل کے صدر نے خصوصی طور پر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے کال کر لیا۔ کیا وہ واقعی عمران کی ٹکر کی ایجنٹ تھی؟

مادام ڈومیری جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسرائیل میں داخل ہوتے ہی اپنے شکنجے میں جکڑ لیا اور عمران اور اس کے ساتھی واقعی مادام ڈومیری کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

لانگ برڈ کمپلیکس جسے اس طرح سیلڈ کر دیا گیا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹکریں مار لینے کے باوجود اس کے اندر داخل ہونے سے قاصر رہ گئے۔ کیا واقعی؟

لانگ برڈ کمپلیکس جس میں داخلے کا عمران نے اپنی ذہانت سے ایک ایسا راستہ تلاش کر لیا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن کرنل ڈیوڈ نے عمران کی اس ذہانت کا بھی توڑ کر لیا اور عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً ناکام باہر آنا پڑا۔

لانگ برڈ کمپلیکس جسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ناکامی کے بعد اسرائیل کے صدر نے خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دیا۔ کیوں اور کیسے؟

انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین سچوئیشن۔

- مسلسل اور انتہائی تیز رفتار ایکشن۔
- بے پناہ اور اعصاب کو منجمد کر دینے والے سسپنس سے بھرپور ایک ایسا یادگار ناول جسے صدیوں فراموش نہ کیا جا سکے گا۔

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی
پاور اسکواڈ
مکمل ناول
مصنف مظہر کلیم ایم اے
اسرائیل کی نئی تنظیم پاور اسکواڈ جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے پر لایا گیا۔
ایرومیزائل لیبارٹری جس کی تباہی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب اسرائیل میں داخل ہوئے تو ان پر چاروں طرف سے یقینی موت نے یلغار کر دی۔
ایرومیزائل لیبارٹری جسے اسرائیل نے سابقہ تجربات کی بنا پر حقیقتاً ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ کیا وہ واقعی ناقابل تسخیر ثابت ہوئی۔ یا؟
پاور اسکواڈ جس نے انتہائی آسانی سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف گھیرے میں لے لیا بلکہ انہیں یقینی موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔ کیا واقعی ایسا ہی ہوا؟
سرزمین اسرائیل پر موت اور خون میں ڈوبا ہوا ایک ایسا ایڈونچر۔ جس کا ہر لمحہ سرفروشی، بے مثال جدوجہد، ناقابل یقین ذہانت اور لازوال کارکردگی کا لمحہ ثابت ہوا
ایک یادگار اور بے مثال ایڈونچر
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز اور یادگار ناول
مکمل ناول
واٹر میزائل
مصنف
مظہر کلیم ایم اے
واٹر میزائل ایک ایسا میزائل جو یقینی طور پر پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر سکتا تھا۔ پھر -------؟
واٹر میزائل جس سے پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی سازش ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر کی اور -------؟
وائٹ اور جیکوٹی کرانس کی ایجنسی بلیک سٹار کے دو مین ایجنٹ جو عمران اور سیکرٹ سروس کے مقابل آئے اور عمران کو مجبوراً ان سے دوستی کرنا پڑی۔ کیوں-----؟
کارٹ اور ساجورا۔ بحر ہند میں واقع دو جزیرے جہاں بیک وقت واٹر میزائل مشن پر کام ہو رہا تھا لیکن اصل میزائل کہاں ہے اس کا علم کسی کو بھی نہ تھا۔ پھر -----؟
جولیا جس نے صالحہ سے مل کر واٹر میزائل مشن ناکام بنانے کے لئے انتہائی جان توڑ کوشش کی لیکن ان کی کامیابی کا یقین سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو نہ تھا۔ کیوں۔
کیا واٹر میزائل مشن کامیاب ہوگیا۔ کیا پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات تباہ ہوگئیں۔ یا ؟
انتہائی حیرت انگیز اور منفرد انجام
دلچسپ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور
ایک ہنگامہ خیز یادگار ناول
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان
عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر
مکمل ناول
فارن گروپ
مصنف
مظہر کلیم ایم اے
فارن گروپ کافرستان کی ایک نئی تنظیم جسے خصوصی طور پر پاکیشیا کے خلاف تیار کیا گیا تھا۔
فارن گروپ جس کا سربراہ وکرم سنگھ تھا جو اپنی ذہانت اور کارکردگی میں بے مثال سمجھا جاتا تھا۔
فارن گروپ جس نے پاکیشیا پہنچ کر اپنی ذہانت اور انتہائی تیز کارکردگی کی بنا پر اپنا مشن مکمل کر لیا۔ جبکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس انہیں تلاش ہی کرتی رہ گئی۔
فارن گروپ جس نے ایک بار نہیں بلکہ دو بار واضح طور پر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دے دی اور جس کا اقرار عمران کو بھی مجبوراً کرنا پڑا۔
فارن گروپ جس نے نہ صرف سرداور سے فارمولا حاصل کر لیا بلکہ اس فارمولے کو لے کر وہ پاکیشیا سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہوگئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران صرف بھاگ دوڑ ہی کرتے رہ گئے۔
کیا آخری نتیجہ بھی فارن گروپ کے حق میں نمودار ہوا۔ یا؟
انتہائی دلچسپ انتہائی تیز کارکردگی اور انتہائی ذہانت سے بھرپور
ایک ایسی جدوجہد جو ہر لحاظ سے منفرد انداز کی حامل ہے
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں عالمی سطح پر ہونے والی پس پردہ جدوجہد کی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ٹریٹی

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

ٹریٹی == اقوام متحدہ کے تحت ایک ایسی کمیٹی جس کی وجہ سے ایکریمیا نے پوری دنیا کے مسلم بلاک کو عالمی سطح پر ابھرنے اور اتحاد کرنے سے روک رکھا تھا۔

ٹریٹی == جو اقوام متحدہ کے تحت ملکوں کے آپس میں ہونے والے اہم معاہدوں کو منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار رکھتی تھی۔

ٹریٹی == جس کی صدارت پر ایکریمیا کا مستقل قبضہ تھا جسے مسلم بلاک نے ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔

ٹریٹی == جس کی صدارت پر قبضہ برقرار رکھنے کے لئے عالمی سطح پر انتہائی خوفناک اور بھیانک پس پردہ سازشیں شروع ہوگئیں۔

ٹریٹی == جس کی صدارت ایکریمیا نے ایک چھوٹے سے افریقی ملک کو دلا دی اور اس طرح اس پر اپنا بلاواسطہ قبضہ برقرار رکھا۔ لیکن اس چھوٹے افریقی ملک نے ایکریمیا کے غلبے کے خلاف بغاوت کر دی۔ کیوں اور کیسے؟

ٹریٹی == جس کی صدارت پر ایکریمی قبضے کو روکنے کے لئے اور مسلم بلاک کے عالمی اتحاد کی خاطر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میدان میں کود پڑی اور پھر ایکریمیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ایک ناقابل یقین اور خوفناک طویل جدوجہد کا آغاز ہوگیا۔ انجام کیا ہوا؟

سرگشاکا == ایک چھوٹے سے افریقی ملک کے چیف سیکرٹری۔ جو عالمی سطح پر ایکریمیا اور مسلم بلاک دونوں کے لئے مرکزی اہمیت اختیار کر گئے۔ کیوں؟

سرگشاکا == جن کی حفاظت عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنے ذمے لے لی جبکہ ان کو زندہ یا مردہ اپنی تحویل میں لینے کے لئے ایکریمیا نے اپنی تمام طاقت میدان عمل میں جھونک دی۔

ٹریٹی == جس پر قبضہ کے لئے سرسلطان پر حملہ کیا گیا اور سرسلطان کی موت یقینی بنا دی گئی۔ کیا سرسلطان ہلاک ہوگئے؟

نارفوک == ایکریمیا کا ایک ایسا ایجنٹ جو ایکریمی حکام کی نظروں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا صحیح مدمقابل ثابت ہو سکتا تھا۔

- کیا نارفوک، عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل کامیاب رہا۔ یا؟
- پس پردہ ہونے والی انتہائی خوفناک اور بھیانک سازشوں کی تفصیل۔
- عالمی سطح پر ہونے والی ایک ایسی جدوجہد جس پر پوری دنیا کے مستقبل کا انحصار تھا۔